CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کشمیر — پابہ زنجیر

عزیز بیگ

Jammu
Muslim Mosque
1947

مکتبۂ کارواں - ایبک روڈ، انارکلی - لاہور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کشمیر — پابہ زنجیر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

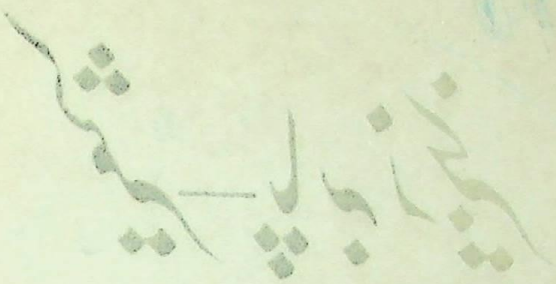

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کشمیر — پابہ زنجیر

عزیز بیگ

مکتبۂ کارواں۔ ایبک روڈ، انارکلی۔ لاہور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جملہ حقوق محفوظ!

ناشر:- چودھری عبدالحمید، ایم - اے،
مطبع:- اردو پریس، میکلوڈ روڈ ● لاہور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

قیمت: تین روپے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ترتیب

اُردو ایڈیشن کا دیباچہ، ۵
مقدمہ ، سردار محمد ابراہیم خاں، ۷
دیباچہ ، مصنف ، ۱۳
ایک نہر و اور ہزار نام ، ۱۹
ڈوگروں کے کرتوت ، ۲۱
دعوتِ مبارزت ، ۳۳
اقوامِ متحدہ کی مساعی، ۴۳
استصوابِ رائے کا وعدہ ، ۵۵
جارحانہ کارروائی کا ہوّا ، ۷۱
اسلحہ کا خیالی خطرہ ، ۸۹

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

فرقہ وارانہ فساد کی دھمکی ، ۱۱۱
رائے اور فیصلہ ، ۱۱۹
شیخ محمد عبداللہ کی رہائی اور پھر گرفتاری ، ۱۴۹
ناکامی خود اپنی آئینہ ہے ۔

ضمیمے

۱۔ کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا ، ۱۷۳
۲۔ دو خط ،
۳۔ کشمیر اور پاکستان ،
کچھ اس کتاب کے بارے میں ، ۱۸۵

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اُردو ایڈیشن کا دیباچہ

میں اس کتاب کے اُردو ترجمے کے لئے مکتبۂ کارواں کا ممنون ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اس کی اشاعت سے ہماری قومی زبان میں تنازعِ کشمیر کے متعلق ایک مستند کتاب کی کمی پُوری ہو جائے گی۔

میں نے اُردو ایڈیشن کی عبارت میں جگہ جگہ بعض اہم اضافے کر دیئے ہیں اور کشمیر کے تازہ ترین حالات کے متعلق اس میں ایک نئے باب کا اضافہ بھی کیا ہے۔

عزیز بیگ

مئی ۱۹۵۸ء

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

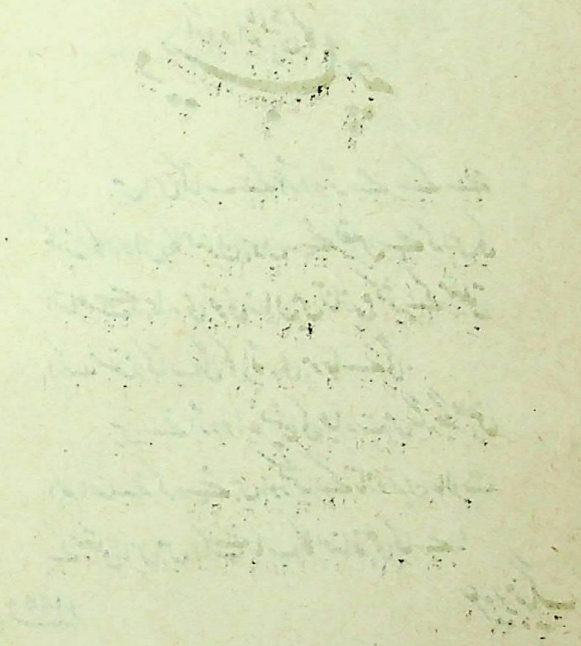

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مقدمہ

اپنے سو سالہ دورِ حکومت میں (۱۸۴۶ء سے ۱۹۴۶ء تک) کشمیر کے ڈوگرا ہندو حکمرانوں نے ۲۸ وزرائے اعظم مقرر کیے تھے۔ ان میں ایک بھی مسلمان نہیں تھا۔ مسٹر نہرو کے آزاد بھارت میں انڈین نیشنل ڈیفنس اکیڈیمی کے ۱۹۵۴ء کے امتحان میں ایک سو انتیس امیدوار کامیاب ہوئے تھے۔ ان میں ایک بھی مسلمان نہیں تھا۔ اسی سال بھارتی فضائیہ کے امتحان میں اٹھاسی امیدوار کامیاب ہوئے تھے۔ ان میں بھی کوئی مسلمان نہیں تھا۔

کشمیری مسلمانوں اور برطانوی ہند میں بسنے والے ان کے بھائیوں نے برصغیر میں اپنے لیے ایک علیحدہ وطن کا مطالبہ جن مقاصد کے پیشِ نظر کیا تھا ان میں بقائے نفس کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل تھی۔ ہمارے ہندو حکمران ہمارے لیے بالکل بیگانے تھے اور ان کے عہدِ حکومت میں ہم کشمیری عوام خود اپنے وطن میں غلاموں سے بھی بدتر تھے۔ برطانوی ہند کے مسلمانوں نے جمہوریت کی ارتقا پذیر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

طاقتوں کو دیکھ کر یہ اندازہ لگا لیا کہ ہندو کی بہیمانہ اکثریت بالآخر ان کے اُوپر غلبہ حاصل کرے گی۔ مسٹر نہرو کے سیکولر بھارت نے ان اندیشوں کو بالکل صحیح ثابت کر دیا ہے۔ حالیہ واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ کشمیری مسلمانوں کا یہ فیصلہ کہ وہ اپنی قسمت پاکستان سے وابستہ کر دیں اور پاکستان کا یہ تہیہ کہ وہ مسلمانوں کا ملجا و ماویٰ بنا رہے بالکل صحیح تھا۔ اسی طرح کافی عرصہ قبل جب ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم اپنی قومی خود مختاری دوبارہ حاصل کر لیں تو اس کی بھی محرک ہماری ماضی کی تاریخ ہی تھی۔ ممکن ہے کہ بعض نیک نیت غیر ملکی مبصر مسٹر نہرو کی دورخی سے اب بھی فریب کھا جائیں لیکن ہم کشمیری مسلمان بخوبی جانتے ہیں کہ ہمارے وطن پر ان کا حملہ صریحی طور پر پاکستان پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لینے کا پیش خیمہ تھا۔ مسٹر نہرو ایک سیکولر نظام کا بڑے جوش و خروش سے پرچار کرنے اور اسے کامیاب بنانے کی سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں اور پاکستان پر قبضہ اس عمل کا آخری قدم ہوگا۔

انتہا پسندی کی یہ چال مسٹر نہرو کے لیے بہت مفید ثابت ہوگی۔ وہ کشمیر کے بہترین حصہ پر قابض ہیں۔ یہ روس کے حق میں بھی مفید ہے۔ کشمیر پر قبضہ سے مسٹر نہرو کو فوجی اعتبار سے پاکستان پر بالادستی حاصل ہو جائے گی۔ اور دو حصوں میں بٹا ہوا کشمیر اشتراکیت کے پھلنے پھولنے کے بہترین مواقع پیدا کر دے گا۔ ناجائز دباؤ ڈال کر فائدہ اٹھانے کی چال چل کر مسٹر نہرو ایک طرف روس سے جھوٹی محبت جتانے اور دوسری جانب مغربی ملکوں کو ڈرا دھمکا کر فائدہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اٹھانے میں مسلسل مصروف ہیں۔ اس طرح کشمیر میں آدم خوروں کا کڑھاؤ برابر اُبلتا رہتا ہے کیونکہ بظاہر اس سے ہر شخص کو فائدہ پہنچنے کی اُمید ہے لیکن اس حقیقت کو کسی نے محسوس نہیں کیا کہ اس سے کشمیر کے عوام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا اور ان کے صبر کا پیمانہ کبھی چھلک بھی سکتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی کوئی نہیں محسوس کرتا کہ جن لوگوں کو عرصہ دراز تک پامال کیا اور بار بار فریب دیا جاتا ہے ان کا غیض و غضب کیا رنگ لا سکتا ہے۔

ہم نے کشمیر کی جنگ صرف اس لیے بند کر دی تھی کہ اقوامِ متحدہ نے آزادانہ اور منصفانہ استصواب رائے کا وعدہ کیا تھا۔ حالانکہ ہمیں یقین تھا کہ میدانِ جنگ میں فتح بالآخر ہماری ہی ہوگی۔ ہم بھارتی فوجیوں سے نبرد آزما ہو چکے تھے اور ہم جانتے تھے کہ ہر قسم کے سامانِ جنگ سے لیس ہونے کے باوجود ان کی صلاحیتوں میں کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ جب ہم سے اپیل کی گئی کہ ہم ہتھیاروں کی بجائے امن پر بھروسہ کریں۔ اس وقت ہم نے لڑائی جیتنا شروع کر دی تھی ہم نے امن کے حق میں فیصلہ کر کے دراصل اقوامِ متحدہ کے حق میں فیصلہ کیا تھا اس واقعہ کو نو سال گزر چکے ہیں۔ اس دوران میں ہم مسلسل انتظار کرتے رہے ہیں۔ کہ اقوامِ متحدہ اپنے قول پر عمل کرنے اور اپنے مشورہ کا احترام کرنے کے لیے کوئی قدم اٹھائے۔

حکومتِ آزاد جموں و کشمیر کے صدر کی حیثیت سے میں دوبار امریکہ جا چکا ہوں وہاں مجھے اقوامِ متحدہ کے صدر دفتر میں مغربی ملکوں کے مندوبین سے ملاقات کا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بھی شرف حاصل ہوا۔ دونوں بار میں اپنے دل میں یہ یقین کامل لے کر آیا کہ جمہوری ملکوں کو بدقسمت کشمیر کے پامال عوام کے جائز عزائم کا پورا احساس ہے امریکہ سے میں اپنے ہم وطنوں کے لیے پُرجوش امید کا پیغام لے کر آیا۔ وہ کئی سال سے آسرا لگائے بیٹھے ہیں۔ ان کے دل اب بھی پُر امید ہیں حالانکہ حالات اس رجائیت کے لیے سازگار نہیں ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم عددی اعتبار سے کمزور ہیں ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے وسائل محدود ہیں۔ ڈوگرا حکومت کے تحت کشمیریوں کے لیے یہ فیصلہ کرنا ممکن نہیں تھا کہ وہ اپنے لیے کس کا انتخاب کریں — زندگی کا یا موت کا؟ مسٹر نہرو کی نوپلوں کے سائے میں ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ زندگی موت سے بھی بدتر ہے۔ اس لیے راستہ بالکل صاف اور واضح ہے۔ کیا دنیا کی طاقتیں اپنا دل نہیں ٹٹولیں گی اور اپنے اندر اتنی ہمت پیدا نہیں کریں گی کہ وہ مسٹر نہرو کی گیدڑ بھبکیوں سے مرعوب ہونا چھوڑ دیں؟

دورِ حاضر میں امریکہ پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہو گئی ہے۔ وہ آزاد دنیا کی قوتوں کا رہنما ہے۔ اس پر ہماری اور خود اپنی جانب سے یہ ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ وہ ایشیا کے قلب میں امن کا شیرازہ منتشر ہونے سے بچائے۔ سویز کے معاملے میں اگر امریکہ اپنے ثابت قدم حلیفوں برطانیہ اور فرانس کی خفگی مول لے کر جنرل اسمبلی کو کارروائی پر آمادہ کر سکتا تھا تو وہ ایک ناقابل اعتماد دوست بھارت کے خلاف بھی کارروائی کی یقیناً سفارش کر سکتا ہے۔

کشمیر کا مسئلہ بالکل سیدھا اور صاف ہے۔ کشمیر کے عوام پاکستان سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

الحاق کرنا چاہتے تھے۔ مہاراجہ بھارت سے مل جانا چاہتا تھا اس لیے وہ قتل عام پر اُتر آیا۔ عوام نے بغاوت کی اور اسے تاج و تخت سے محروم کر دیا۔ مہاراجہ نے بھارت سے فوجی امداد کے لیے اپیل کی اور مسٹر نہرو نے اپنی فوجیں روانہ کر دیں۔ بعد میں اس لڑائی نے بھارت اور پاکستان کی جنگ کی صورت اختیار کر لی لیکن اقوامِ متحدہ کی مداخلت پر لڑائی روک دی گئی۔ فریقین میں طے پایا کہ ہر جانب سے فوجی انخلا کے بعد استصواب رائے کیا جائے گا۔ اب بھارت اپنی جارحانہ کارروائی کو کالعدم قرار دینے سے انکار کر رہا ہے اور اس کے لیے جو عذر پیش کر رہا ہے وہ بالکل لغو ہیں۔ وہ جو اعتراضات کر رہا ہے وہ اس سمجھوتے کے دائرے سے باہر ہیں اور ان کا اصل مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے جو سیدھے سادے الفاظ میں صرف اتنا ہے کہ "ایک ایسی فضا میں جو ہر قسم کے دباؤ سے آزاد ہو عوام کی مرضی معلوم کی جائے۔" یہ مقصد حاصل کرنا آسان ہے۔ اقوامِ متحدہ کی فوج اگر سینا اور سویز کے علاقے میں برطانیہ اور فرانس کی مسلح افواج کی جگہ لے سکتی ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ یہ کشمیر میں بھارتی اور پاکستانی فوجوں کی جگہ بھی نہ لے سکے۔

میں اپنی اپیل ختم کرنے سے پہلے مسٹر عزیز بیگ کی اس تصنیف کے بارے میں بھی چند الفاظ کہنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کشمیر کے معاملے کی اس عمدگی، فکاوت اور طباعی کے ساتھ تشریح کر کے مصنف نے اس کے متعدد بنیادی پہلوؤں پر پہلی بار روشنی ڈالی ہے اور اس کے مختلف گوشوں کو اُجاگر کیا ہے۔ کشمیر کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ یہ مختصر سی کتاب اس میں ایک اعلیٰ درجے کا
اضافہ ہے۔ مسٹر عزیز بیگ کو اس دل آویز کارنامے پر مبارکباد دینے کے علاوہ
میں ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے بڑی عرق ریزی سے کام لے کر
بنی نوع انسان کے ضمیر و اخلاق کے سامنے کشمیری عوام کی وکالت کی ہے

آزاد کشمیر زندہ باد! پاکستان زندہ باد!!

مظفر آباد
۱۴ ستمبر ۵۷ء

سردار محمد ابراہیم خاں
صدر
حکومت آزاد جموں و کشمیر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دیباچہ

ہمالیہ کے دامن میں قدرت نے ایک ایسی وادی بنائی ہے جو اپنی آن بان، اپنی عطر بیز ہوا اور اپنی تعمہ ریز دلفریبیوں کے لیے شہرۂ آفاق بن چکی ہے۔ شاعروں نے اسے ہمیشہ ایک سدا بہار سرزمین خواب سے تشبیہہ دی ہے اور اس کے حسین و دلکش مناظر اور کیف آور حسن فطرت کے لیے شیریں داگ الاپے ہیں۔ وقائع نگاروں، مورخوں اور سیاحوں نے اسے فردوس بریں کے نام سے یاد کیا ہے اور اس کے مہکتے ہوئے زعفران کے کھیتوں اور کھلکھلاتے ہوئے پھولوں کے تختوں، اس کے طویل و عریض سبزہ زاروں اور گنگناتے ہوئے آبشاروں، اس کی لبھانے والی ڈھلانوں اور رجھانے والے پھلوں کے باغوں، اس کی ہل کھاتی ہوئی ندیوں اور پرشکوہ دریاؤں، اس کی دلکش جھیلوں اور اس کے برف پوش چشموں اور اس کے فلک بوس پہاڑوں اور شفاف چوٹیوں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کی مدح و توصیف میں اپنا سارا زورِ بیان صرف کر دیا ہے۔ لیکن حیف آج یہی دلفریب سرزمین محبوس اور مقیّد ہے۔ اس کے دارالحکومت سری نگر کو کئی سال قبل نہرو نے "حسن خوابناک کا طلسماتی شہر" کہا تھا لیکن آج وہ "دہشت خوابناک کا محکوم شہر" بن گیا ہے۔

کشمیری عوام سے دغابازی کی گئی ہے اور انھیں غلام بنا لیا گیا ہے۔ آئندہ صفحات میں یہ دردناک داستان سیدھے سادے انداز میں بیان کی گئی ہے کشمیریوں پر ان کی مرضی کے بغیر حکومت کی جا رہی ہے۔ انھیں اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا موقع نہیں دیا گیا۔ حالانکہ انصاف اور جمہوریت کا یہی تقاضا تھا ان سے استصواب رائے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ پاکستان کو اس پر اصرار ہے حفاظتی کونسل اس کی پابند ہے، دنیا بھر کا پریس اس کا مطالبہ کر رہا ہے لیکن نہرو استصواب نہیں چاہتے۔

جیسا کہ اس کتاب سے ظاہر ہوگا۔ استصواب رائے کرانے کی ہر تجویز پر بھارت کا پُرزور انکار اس کے موقف کی مکمل تبدیلی کا ثبوت ہے حالانکہ اس نے ابتدا میں یہ آمادگی ظاہر کر دی تھی کہ الحاق کے سوال کے متعلق ریاست جموں و کشمیر کے عوام کی رائے معلوم کرنے کے لیے جو بھی جمہوری طریق کار تجویز کیا جائے گا وہ اسے قبول کرے گا۔ نہرو نے دغابازی کا یہ الزام غلط ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے لیکن ان کی وضاحتوں سے کوئی بات واضح نہیں ہوتی، ان کی توجیہات ان کی انتہا پسندی کے لیے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

محض عذرِ گناہ کی حیثیت رکھتی ہیں اور ان کے دلائل سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ انھوں نے کس قدر آسانی سے عقل و ہوش کو الوداع کہہ کر خود بینی اور خود پسندی کو گلے لگا لیا ہے۔

اس کتاب کے ابتدائی تین ابواب میں کشمیر کے دل دوز ڈرامے کی پُر درد تمہید بیان کی گئی ہے۔ الحاق کا فیصلہ، دونوں جانب سے نرکی بہ ترکی مقابلہ اور اقوامِ متحدہ کی یہ ناکام کوشش کہ وہ اس مسئلہ کا کوئی حل معلوم کرے اور فریقین کو اسے قبول کرنے پر مجبور کرے۔ چوتھے باب میں دکھایا گیا ہے کہ بھارت کے وعدوں اور عمل کے درمیان خلیج کس طرح روز بہ روز زیادہ وسیع ہوتی جا رہی ہے۔

کیا نہرو معصوم ہیں اور ان کا دامن بالکل بے داغ ہے؟ کیا اپنی صفائی میں وہ کچھ کہہ سکتے ہیں؟ کیا انھوں نے محض اپنا ارادہ بدل دیا ہے؟ آئندہ تین ابواب میں اس موضوع کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کی گئی اور ان میں نہرو کے تین کھوکھلے نعروں کا جائزہ لینے کے بعد ان کی قلعی کھولی گئی ہے۔

آٹھویں باب میں نہرو کے اشارے پر قائم کردہ نام نہاد دستور ساز اسمبلی کا اجمالی ذکر کیا گیا ہے جس نے بھارت سے کشمیر کے الحاق کی باضابطہ طور پر توثیق کی ہے۔ اسی ضمن میں کشمیر کے المناک واقعات بھی بیان کیے گئے ہیں جو نہرو کی اس ناقابلِ عمل ہدایت کے بعد پیش آئے تھے کہ عوام کی وفاداری ہر قیمت پر خریدی جائے۔ آخری باب کشمیر کی قبر پر لوحِ مزار کی حیثیت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رکھتا ہے۔

اس کے بعد ضمیمے دئے گئے ہیں جن کے پہلے حصّہ میں دُنیا کے اخبارات کے تبصروں کے اقتباسات پیش کیے گئے ہیں جن سے ان لوگوں کو نہرو کو سمجھنے میں مدد ملے گی جو حقائق سے ابھی تک بے خبر ہیں۔

دوسرے ضمیمے میں مقبوضہ کشمیر کے پہلے وزیر اعظم شیخ محمد عبداللہ کے وہ تاریخی خطوط دیے گئے ہیں جنھیں ساڑھے چار سال تک کوئی الزام لگائے بغیر اور مقدمہ چلائے بغیر جیل میں رکھا گیا تھا۔

آخری ضمیمے کے سرسری مطالعے سے بھی ظاہر ہو جائے گا کہ پاکستان اور کشمیر کس طرح ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ یہ دونوں قدرتی طور پر ایک دوسرے کے ہمسائے اور ایک ہی جسم کے دو حصّے بنائے گئے ہیں جنھیں ایک دوسرے سے جُدا کرنا ممکن نہیں ہے۔

میں یہ اعتراف ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ کتاب بڑی عجلت میں لکھی گئی ہے۔ میری دلی خواہش تھی کہ یہ کتاب کشمیر کے مسئلہ پر حفاظتی کونسل میں دوبارہ بحث شروع ہونے سے قبل شائع ہو جائے تاکہ یہ ان تمام لوگوں کو مل سکے جنھوں نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے حالیہ اجلاس میں اس اہم مسئلے سے گہری دلچسپی کا اظہار کیا تھا۔ درحقیقت یہ کتاب اُن غیر ملکی دوستوں کے لیے لکھی گئی ہے جو گذشتہ آٹھ سال سے ہماری پوری اخلاقی امداد کرتے رہے ہیں۔ میں نے امریکہ، یورپ اور مشرق وسطیٰ کے حالیہ دورے میں محسوس کیا تھا کہ مسئلہ کشمیر کے بعض پہلو ایسے ہیں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جنھیں پوری تفصیل سے پیش نہیں کیا گیا یا سمجھا نہیں گیا ہے۔ میں نے اس کتاب میں کشمیر کے معاملے کو حتی الامکان زیادہ سے زیادہ واضح اور جامع طور پر پیش کرنے اور ایک ایسے تنازع کی داستان معقول طور پر اور حقائق کی روشنی میں بیان کرنے کی ایک حقیر کوشش کی ہے جس کے اخلاقی محتویات، سیاسی پہلوؤں اور سیاسی مضمرات کو دوسرے ملکوں میں بھارتی ڈھنڈورچیوں نے اکثر غلط رنگ میں پیش کیا ہے۔

میں نے کشمیر کے بحران کا صحیح اور مستند حال بیان کرنے کی کوشش کی ہے اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور اس کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ اس کا فیصلہ قارئین ہی کر سکتے ہیں کہ میں اس میں کوئی قابل قدر اضافہ کر سکا ہوں یا نہیں۔ ان ابتدائی کلمات کے ساتھ میں قارئین کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ کریں۔

میں مشیر امور کشمیر مسٹر دین محمد کا مشکور ہوں کہ انھوں نے بڑی چھان بین، انتخاب اور کاوش کے بعد مجھے ضروری مواد اور ماخذ عنایت فرمائے۔ میں آزاد کشمیر کے صدر سردار محمد ابراہیم خاں کا بھی تہ دل سے مشکور ہوں کہ انھوں نے اس کا پیش لفظ اس وقت لکھا جب کہ آدھا مسودہ پریس بھیجا جا چکا تھا۔ سابق وزیر اعظم مسٹر سہروردی کے پرنسپل پرائیویٹ سیکرٹری مسٹر آفتاب احمد خاں کے دوستانہ مشورے اور امداد کے لیے میں خاص طور پر ممنون ہوں۔ حکومت پاکستان کے پرنسپل انفارمیشن آفیسر مسٹر مجید ملک اور وزارت امور کشمیر کے ہمدردانہ تعاون اور حوصلہ افزائی کا شکریہ ادا کرنا بھی میں ضروری سمجھتا ہوں۔

عزیز بیگ

ستمبر ۱۹۵۷ء

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

Our Religion & Language is ours!
If we get land name elsewhere.
A time will come when we
will be famous.

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ایک نہرو اور ہزار نام

بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

کشمیر پر حفاظتی کونسل کی گزشتہ بحث کے بعد دنیا بھر کے اخبارات نے ایک اجتماعی اعتراف کر لیا ہے کہ حالات نے انھیں بھارت کے نہرو کو ان کے اصل روپ میں دیکھنے پر مجبور کر دیا ہے۔ ان کے پرانے القاب کو فراموش کر کے اخبارات نے ان کے نئے اوصاف دریافت کیے ہیں اُنھیں نئے ناموں سے پکارا ہے اور ان سب کے مفہوم میں ایک عجیب و غریب مماثلت ہے۔ اُنھوں نے نہرو کو 'دغاباز'۔ 'ٹھگ'۔ 'ریاکار'۔ 'حیوان صفت' فریبی'۔ 'منافق'۔ 'گندم نما جو فروش'۔ 'دو رخا'۔ 'نک چڑھا'۔ 'موقع پرست' 'سامراجی'۔ 'نوآبادیت پسند'۔ 'جھوٹا'۔ 'بلیک میلر'۔ 'خلط کار'۔ 'رہزن'۔ 'عہد شکن'۔ 'مجرم'۔ 'جارح'۔ 'گنہگار'۔ 'جھوٹا مدعی'۔ 'مکار'۔ 'غاصب' وغیرہ وغیرہ لکھا ہے۔ مسٹر نہرو اگر اس پر حد سے زیادہ برہم ہیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

(۱)

ڈوگرا کے کرتوت

فریب لاکھ چھپاؤ فریب رہتا ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۱

ڈوگرا کے کرتوت

یہ ایک ایسی سرزمین ہے جسے خدا نے اپنی خاص نعمتوں سے نوازا اور سرفراز کیا ہے۔ اس کی مٹی بڑی زرخیز ہے اور اس پر وافر غلّہ پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے اکثر باشندے فاقے کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسی سرزمین ہے جس پر انتہائی نفیس ریشم اور انتہائی نرم اون کا تانا اور بانا جاتا ہے۔ لیکن اس کے اکثر باشندے چیتھڑوں میں ملبوس نظر آتے ہیں۔ یہ ایک ایسی سرزمین ہے جس میں بیش قیمت ہیرے اور جواہرات کی کانیں ہیں لیکن اس کے باشندے تہی دست ہیں۔ یہ ایک ایسی سرزمین ہے جسے جنّت نظیر کہا جاتا ہے لیکن یہ جنت صرف اُن لوگوں کے لیئے ہے جو وہاں عارضی قیام کے لیے جاتے ہیں۔ اس وادی کے مستقل باشندوں کے لیئے زندگی ایک مسلسل عذاب ہے۔

ایک صدی قبل ایک اخلاق باختہ ڈوگرا ہندو راجہ نے انگریزوں سے یہ سرزمین خرید لی اور اس کی جو قیمت ادا کی وہ آج کل اوسط درجے کی ایک شکرل قائم کرنے کے لیے بھی کافی نہیں ہوگی۔ لیکن وہ ایک حقیر سی قیمت ادا کر کے ۷۱۴۴۸ مربع میل علاقے کا مالک اور سلطنت کشمیر کے تمام پہاڑوں، دریاؤں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جھیلوں، باغوں اور جنگلوں کے علاوہ چالیس لاکھ مرد، عورتوں اور بچوں پر قابض ہو گیا۔ یہ سودا دنیا کی حالیہ تاریخ کی جابر ترین مطلق العنانی کا آغاز تھا۔ مہاراجہ کی رعایا نئے ٹیکس اور محصول ادا کرتی تھی کہ اس کی کمر ٹوٹ گئی تھی۔ کشمیری عوام کو اس قدر آلام اور اذیتوں کا سامنا تھا کہ وہ حیوانوں سے بھی بدتر تھے، غربت و افلاس نے انھیں پیس کر رکھ دیا تھا اور ان پر طرح طرح کے مظالم توڑے گئے تھے کہ وہ آزادی کے نام سے بھی سہم جاتے تھے۔ وہ یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ پیٹ بھر کھانا کسے کہتے ہیں، نفیس لباس کیا چیز ہے اور گھر کا کیا مفہوم ہے۔ کشمیری عوام ایک صدی تک مجبور و محکوم رہے، ان کا بال بال غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر زندگی کے دن گزارتے تھے اور یہ ان کے خواب و خیال میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ زندگی کی مسرتیں اور آسائشیں کیا ہوتی ہیں۔ ان کے محزون و مغموم دلوں میں امید کی ایک رمق بھی باقی نہیں رہ گئی تھی اور انھیں اس کا یقین ہو چلا تھا کہ یہ ان کی قسمت ہی میں لکھا ہے کہ وہ ابد تک ابتلا اور غلامی کی زندگی بسر کرتے رہیں۔ ان کے سر پر ہمیشہ جبر و دہشت کی تلوار لٹکتی رہتی تھی اور ان کی زندگی اشکوں اور اندیشوں کا ایک لامتناہی سلسلہ بن کر رہ گئی تھی۔

کشمیر میں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب اگرچہ ۷۷ فی صد تھا لیکن ان کے ساتھ حد سے زیادہ تعصب آمیز سلوک کیا جاتا تھا جس کے باعث حالات اور بھی زیادہ المناک ہو گئے تھے۔ ریاست کے تمام اہم اور اعلیٰ عہدوں پر خود مہاراجہ کے اعزہ اور اقربا قابض تھے۔ کبھی کسی مسلمان کو ریاست کا وزیر اعظم مقرر نہیں کیا گیا۔ ریاستی فوج

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

معصومیت ، افلاس اور غلامی کے شکنجے میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کی تیرہ بٹالینوں میں صرف ایک، بٹالین مسلمانوں کی تھی۔ کوئی مسلمان لائسنس کے بغیر اسلحہ لے کر نہیں چل سکتا تھا اور گائے ذبح کرنے والے کی سزا موت تھی۔ کوئی ہندو اگر اسلام قبول کر لیتا تو اُسے اُس کی تمام جائداد سے محروم کر دیا جاتا۔ اس کے باوجود راج دربار کی ناقابلِ یقین شان و شوکت برقرار رکھنے کے لیئے فاقہ کش اور غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے مسلمان سالہا سال تک پچاس لاکھ روپے سالانہ ادا کرتے رہے۔

ان کے لیئے امید کی پہلی کرن اس وقت پھوٹی جب پاکستان آٹھ کروڑ مسلمانوں کے خود مختار ملک کی حیثیت سے معرضِ وجود میں آیا۔ پاکستان سے کشمیری عوام کے کبھی نہ ٹوٹنے والے ثقافتی، خاندانی اور مذہبی رشتے تھے اور اس کے قیام کے ساتھ کشمیری عوام کے دلوں میں ایک نئی امید نے بھی جنم لیا۔ پاکستان کا یومِ استقلال ریاست بھر میں بڑے تزک و احتشام اور جوش و خروش کے ساتھ منایا گیا۔ اُنھوں نے یہ سمجھا کہ ایک آزاد کشمیر بھی پیدا ہُوا ہے جو آزاد پاکستان کا جزو لاینفک ہوگا۔ لیکن ڈوگرا خاندان کا حکمران گروہ اس ڈرامے کا آغاز اپنے طور پر کرنا چاہتا تھا جو آگے چل کر پاکستان کے خلاف ایک سوچا سمجھا ہوا منصوبہ ثابت ہُوا۔ وہ اپنی ریاست کو "حملہ آوروں" سے بچانے کے لیے "دوستانہ امداد" کی دہائی دینے لگا اور اس جوڑ توڑ سے اس کا اصل مقصد صرف یہ تھا کہ کشمیر کا بھارت سے الحاق کر لیا جائے جس کا اس نے ۲۶ اکتوبر کو اعلان کر دیا۔ یہ نہ صرف ایک خطرناک فیصلہ تھا بلکہ یہ ایک دیدہ و دانستہ سازش بھی تھی جس کا مقصد ایک ایسی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

صورت حال پیدا کر دینا تھا کہ کشمیر پر بھارت کے قبضہ کا میدان صاف ہو جائے۔

قانون آزادی ہند کے تحت ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو برصغیر کی تقسیم اور دو با اقتدار مملکتوں کے قیام کے ساتھ ہی ہندوستانی ریاستوں پر سے ملک معظم کی حکومت کا اقتدار اعلیٰ بھی ختم ہو جانا تھا۔ ریاستوں کو اختیار دیا گیا تھا کہ وہ بھارت یا پاکستان میں سے کسی ایک سے الحاق کریں لیکن اس قانونی پہلو سے قطع نظر برطانیہ کے آخری وائسرائے اور گورنر جنرل لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے والیان ریاست کو مشورہ دیا کہ الحاق کا فیصلہ کرتے وقت وہ اپنی ریاستوں کے محل وقوع، آبادی کی ہیئت ترکیبی، اقتصادی اور دوسرے متعلقہ امور نیز عوام کی خواہشات کو بھی ملحوظ رکھیں۔ اس لیے توقع یہی تھی کہ کشمیر فطری طور پر اور خود بخود پاکستان سے الحاق کرے گا۔ کیونکہ ریاست کے نہ صرف عوام اور سیاسی پارٹیوں کو اس کی حمایت حاصل تھی بلکہ یہ بھی خیال کیا جاتا تھا کہ اس سے مختلف فیصلہ تباہی کو دعوت دینے کے مترادف ہوگا۔ تمام مقتضیات پاکستان سے الحاق کے حق میں تھے لیکن مہاراجہ نے جو رویہ اور طرز عمل اختیار کیا وہ اس کے منافی تھا۔ اس نے جغرافیائی تقاضوں کو نظر انداز کر دیا۔ آبادی میں مختلف فرقوں کے تناسب کی کوئی پروا نہیں کی، عوام کی خواہشات کو پس پشت ڈال دیا اور ان تمام قدرتی حقائق کو فراموش کر دیا جن کے باعث کشمیر اور مغربی پاکستان ایک ناقابل تقسیم اقتصادی وحدت کی حیثیت رکھتے ہیں۔

مہاراجہ ایک انتہائی خطرناک کھیل کھیل رہا تھا۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے اس سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کہا کہ وہ الحاق کا فیصلہ بروقت یعنی ۱۵ اگست سے قبل کرے لیکن اس نے چُپ سادھ لی اور معاملے کو طول دینا شروع کر دیا اور ان لوگوں سے اس معاملے پر گفتگو تک کرنے کا خطرہ مُول نہیں لیا جو اُسے ریاست کا الحاق پاکستان سے کرنے کی ترغیب دے سکتے تھے۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن جون کے تیسرے ہفتے میں خود کشمیر گئے اور جیسا کہ ان کے مشن کے روزنامچہ نویس نے لکھا ہے "جب وہ وہاں پہنچے تو اُنھوں نے محسوس کیا کہ مہاراجہ سیاسی امور پر گفتگو کرنے سے بے حد پہلو تہی کرتا ہے ان کے درمیان کوئی بات چیت ہو بھی سکی تو صرف اس وقت جب وہ کار پر ایک ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ان مواقع پر مہاراجہ اور ان کے وزیر اعظم پنڈت کاک پر زور دیا کہ وہ آزادی کا اعلان نہ کریں بلکہ جس قدر جلد ممکن ہو کسی نہ کسی شکل میں عوام کی مرضی معلوم کر کے ۱۴ اگست تک اپنے ارادے کا اعلان کر دیں اور اسی کے مطابق پاکستان یا بھارت کی دستور ساز اسمبلی میں اپنے نمائندے بھیج دیں۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ان سے یہ بھی کہا کہ بھارت کا محکمہ ریاستی امور اس بات کا یقین دلانے کے لیے تیار ہے کہ کشمیر نے اگر پاکستان سے الحاق کا فیصلہ کیا تو وہ اسے غیر دوستانہ فعل نہیں قرار دے گا۔ انھوں نے پُرزور الفاظ میں کہا کہ اقتدار کی منتقلی کی تاریخ تک کشمیر دو میں سے ایک مملکت کی حمایت حاصل کرنے سے محروم رہا تو وہ ایک انتہائی خطرناک صورت حال سے دوچار ہو جائے گا۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کا ارادہ یہ تھا کہ وہ مہاراجہ کو یہ مشورہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تنہائی اور نجی طور پر دیں اور بعد میں ایک چھوٹی سی کانفرنس میں جس کی روداد قلمبند بھی کی جائے اس مشورے کا اعادہ کریں۔ اس کانفرنس میں مہاراجہ کے وزیر اعظم جارج ایبل (وائسرائے کے پرائیویٹ سکریٹری) اور ریزیڈنٹ کرنل ویب کی موجودگی بھی متوقع تھی۔

روزنامچہ نویس نے مزید لکھا ہے :

"مہاراجہ نے تجویز پیش کی کہ یہ کانفرنس وائسرائے کے دورہ کے آخری دن منعقد کی جائے اور ماؤنٹ بیٹن نے یہ تجویز اس خیال سے منظور کرلی کہ اس طرح مہاراجہ کو کوئی فیصلہ کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ وقت مل جائے گا لیکن جب کانفرنس کا وقت آیا تو مہاراجہ نے کہلا بھیجا کہ وہ درد قولنج کی وجہ سے صاحب فراش ہیں اور کانفرنس میں شریک نہیں ہو سکتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مہاراجہ جب کسی پیچیدہ مسئلہ پر بات چیت سے گریز کرنا چاہتا ہے تو وہ ہمیشہ بیماری کا عذر پیش کر دیتا ہے۔"

مہاراجہ دیدہ دانستہ بات چیت سے گریز کر رہا تھا اور اس یقین کو پانچ اسباب سے تقویت پہنچتی ہے کہ ابتدا ہی سے اس کا پاکستان سے الحاق کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اس کے علاوہ بھارتی لیڈروں کو اس کا پہلے سے علم تھا اور وہ اس کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے کہ وہ لیت ولعل کا خطرناک کھیل اسی طرح کھیلتا رہے۔

(۱) پاکستان سے فوری طور پر الحاق کی بجائے مہاراجہ نے اس سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

معاہدۂ جاریہ کر لیا۔ یہ معاہدہ مسلمانوں کو اپنے دامِ تزویر میں پھانسنے اور ان کو فریب دے کر ان کے شکوک رفع کرنے کی ایک شاطرانہ کوشش تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ مسلمانوں میں سلامتی کا ایک جھوٹا احساس پیدا ہو جائے اور وہ یقین کر لیں کہ یہ سمجھوتہ پاکستان سے کشمیر کے مکمل الحاق کی جانب پہلا قدم ہے

(۲) اسی اثنا میں مہاراجہ نے راشٹریہ سویم سیوک سنگھ کے جتھوں اور ہندوؤں اور سکھوں کی جنگ جو تنظیموں کی خدمات حاصل کر لیں تاکہ بھارت سے الحاق کے اعلان سے قبل ریاست میں پاکستان کے حامی عناصر کو چُن چُن کر ختم کر دیا جائے۔

(۳) انہی دنوں گاندھی اور دوسرے کانگریسی لیڈروں نے سری نگر جا کر مہاراجہ سے ملاقات کی۔ ان پُراسرار چالوں نے بعد میں پاکستان کے ان شکوک کی تصدیق کر دی کہ مہاراجہ حالات کے مطابق مناسب اور معقول کارروائی کرنے کے لیے شریفانہ بات چیت نہیں کر رہا ہے بلکہ ہندو کانگرس کے لیڈروں سے ایک خفیہ سودے کے لیے زمین ہموار کی جا رہی ہے جس کا اعلان کسی موزوں وقت پر کیا جائے گا۔

(۴) اس کے علاوہ انہی چند ہفتوں کے اندر یہ اطلاع بھی موصول ہوئی — "حکومت کشمیر نے اس خبر کی تصدیق کر دی ہے کہ وہ ریاست کو پٹھان کوٹ کے راستے مشرقی پنجاب سے منسلک کرنا اور دریائے راوی پر ایک پُل تعمیر کرنا چاہتی ہے یہ کام پوری تیز رفتاری سے جاری ہے۔ اس کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ساتھ ساتھ موٹروں اور نقل وحمل کے دوسرے ذرائع کو رادی پار کرنے کے قابل بنانے کے لیے عارضی انتظامات بھی کیئے جا رہے ہیں۔ قصہ مختصر کشمیر کو مواصلات کے ان دونوں موجودہ ذرائع سے بے نیاز کر دینے کی ہر امکانی کوشش کی جا رہی ہے جو کشمیر کا بیرونی دنیا سے رشتہ قائم رکھتے اور پاکستان سے گزرتے ہیں۔

(۶) بھارتی حکومت نے الحاق کی پیش کش قبول کرنے میں جس نامعقول جلد بازی کا مظاہرہ کیا ہے اس سے بھی قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ الحاق کی اس سوچی سمجھی ہوئی سازش میں خود اس کا بھی ہاتھ تھا۔ انڈین نیشنل کانگرس کا ہمیشہ سے یہی نظریہ رہا ہے کہ برطانوی اقتدار اعلیٰ کے خاتمے کے بعد ریاستوں کے حاکمانہ حقوق عوام کو واپس مل جانے چاہئیں۔" اور اسی لیئے اس نے پاکستان سے جوناگڈھ کے الحاق کی مخالفت کی تھی۔

ان تمام حقائق کا انکشاف نہ صرف ان اطلاعات سے ہوا جو ان اہم مہینوں کے دوران میں براہ راست پاکستان میں موصول ہوئی تھیں بلکہ غیر ملکی نامہ نگاروں نے اپنے اخباروں کو جو خبریں بھیجی تھیں ان سے بھی یہی ظاہر ہوتا تھا۔

یہ سوال اکثر دریافت کیا جاتا ہے کہ کشمیر کے بارے میں اپنے ان خیالات کے باوجود جن کا ہر شخص کو علم تھا لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ریاست کے بھارت سے الحاق کی ذمہ داری کیوں اور کیسے قبول کر لی؟ مثال کے طور پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ انھوں نے بھارتی حکومت کو یہ مشورہ کیوں دیا کہ مہاراجہ کی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

فوجی امداد سے قبل بھارت سے ریاست کا باضابطہ الحاق بھی ضروری ہے؟ اُنھوں نے یہ استدلال کیسے کیا کہ کشمیر (جو حملے کے وقت اصولی طور پر ایک آزاد مُلک تھا) بھارت سے فوجی امداد کی درخواست اس وقت تک نہیں کر سکتا جب تک وہ الحاق کی درخواست نہ کرے؟ اُنھوں نے یقیناً یہ فرض کر لیا ہوگا کہ حکومت پاکستان کشمیری عوام کی مرضی معلوم کیئے بغیر کسی صورت میں بھی الحاق کو جائز نہیں تسلیم کرے گی۔ اُنھیں ضرور یہ بھی معلوم رہا ہوگا کہ اس مسئلہ پر اگر دونوں مملکتوں کے درمیان جنگ کی نوبت آگئی تو وہ طریق الحاق کے جواز یا عدم جواز کی بجائے خود الحاق کے سوال پر لڑی جائے گی۔ حکومت کشمیر جو اصولی طور پر آزاد تھی یا بھارتی حکومت نے اس مرحلے پر اقوام متحدہ سے فریاد کیوں نہیں کی؟ دستاویزات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس امکان کا کسی نے کبھی کوئی ذکر تک نہیں کیا تھا۔ ان تمام امور سے زیادہ ناقابل فہم نکتہ یہ ہے کہ کسی شخص بالخصوص ماؤنٹ بیٹن نے یہ کھلا ہوا اور آسان راستہ کیوں اختیار نہیں کیا کہ حکومت پاکستان سے مشورے کے لیئے فوراً سلسلہ جنبانی شروع کی جائے۔

ان تمام متنازعہ فیہ نکات کا تصفیہ ہم مستقبل کے مورخوں پر چھوڑتے ہیں اس کے باوجود یہ حقیقت اپنی جگہ پر ہے کہ مہاراجہ کی جانب سے بھارت کے ساتھ الحاق کے فیصلے کے بعد ایک ایسی جنگ چھڑ گئی جو آج تک جاری ہے اور اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کشمیری عوام کی آزادی کا آفتاب طلوع نہیں ہو جاتا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

(۲)

دعوتِ مبارزت

جنگ اپنی تباہ کاریوں کا خود نشانہ بنتی ہے۔ آشتی ایک
زندہ اور پائندہ حقیقت ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۲

دعوتِ مبارزت

بھارت سے الحاق کے متعلق مہاراجہ کا اہم فیصلہ جنگ کی ایک کھلی ہوئی دعوت تھی چونکہ اس کے اقدام سے پہلے ہی اس کے عزائم ظاہر ہو چکے تھے۔ اس لیئے عوام نے علم بغاوت بلند کر دیا تھا اور اپنی ایک آزاد حکومت قائم کر لی تھی۔ لیکن بھارت سے الحاق کے متعلق اس کی باضابطہ اور پُرفریب پیشکش پر ایک عوامی انقلاب برپا ہو گیا اور سردار محمد ابراہیم خاں کی اثر آفریں قیادت میں آزادی کی ایک عظیم الشان تحریک شروع کر دی گئی۔ یہ اس جدوجہد کا نقطۂ عروج تھا جس کا آغاز یوں تو کافی قبل ہو چکا تھا لیکن جس نے ۱۹۳۱ء میں جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے قیام کے وقت قوت اور شدت حاصل کی تھی۔ برطانوی اقتدار کے خاتمے اور پاکستان اور بھارت کی دو آزاد مملکتوں کے قیام کے وقت عرصہ دراز سے سلگتی ہوئی آگ نے بغاوت کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کی شکل اختیار کر لی۔ عمل کی گھڑی آ پہنچی تھی۔ دُرِ مقصود کے حصول کا یہ موزوں ترین وقت تھا۔ ریاست میں بے اطمینانی کی شدت کا یہ عالم تھا کہ اس میں ایک ابال آ گیا تھا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

عوام مزاحمت کے لیئے تیار رہتے اور مسلمانوں کو مہاراجہ کے کارندوں کا یہ حکم کہ وہ اپنے اسلحہ ان کے حوالے کردیں مسلمانوں کے لیئے زندگی اور موت میں سے کسی ایک کے انتخاب کا سوال بن گیا۔ پہلی اور دوسری جنگِ عظیم کے تجربہ کار سابق کشمیری فوجی عوامی جدوجہد کا ہراول دستہ بن گئے اور ہر جگہ چھوٹی چھوٹی جمعیتیں قائم ہونے لگیں۔ پونچھ میں سول نافرمانی اور میرپور، مظفر گڑھ اور باغ میں ڈوگرا فوجوں کی شکست فاش کی خبریں سُن کر مہاراجہ گھبرا گیا۔ قبائلی جاں بازوں اور سابق پنجاب کے رضاکاروں کی آمد پر آزاد فوجیوں کے حوصلے بلند ہو گئے اور بھرپور لڑائی چھڑ گئی۔ مہاراجہ کے اوسان ایسے خطا ہوئے کہ اس نے سری نگر سے بھاگ کر جموں میں پناہ لے لی۔

آزادی کی تحریک نے جب شدت اختیار کرلی تو بہت سے مسلمانوں کو یا تو بڑی بے دردی سے تہ تیغ کردیا گیا یا وہ اپنی جان بچانے کے لیئے پاکستان میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ کشمیر مسلم ایسوسی ایشن کے بیان کے مطابق ریاستی فوج اور پولیس کے مسلمان ملازمین کو نہتا یا برطرف کردیا گیا۔ متعدد اعلیٰ سرکاری افسروں کی ملازمتیں ختم کردی گئیں اور سیکڑوں سیاسی کارکنوں کو جیلوں میں ٹھونس دیا گیا۔ بارہ مولا اور رام پور میں بہت سے افراد کو محض اس شبہے میں گولی ماردی گئی کہ انھوں نے نجات دہندہ فوج کا خیر مقدم کیا تھا۔ مسلمانوں کے خلاف سکھوں، ہندوؤں اور ریاستی فوج کے سپاہیوں نے جبر و دہشت کا ایک ہولناک سلسلہ شروع کردیا۔ انھیں راشٹریہ سویم سیوک سنگھ کے خون آشام

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جتھوں کی حمایت بھی حاصل تھی جو اس مقصد کے لیے خاص طور پر کشمیر گئے تھے۔
دو غیر ملکیوں نے اسی زمانے میں بھارت اور پاکستان کی حکومتوں کی تحریک پر برصغیر کے دورے کے بعد ایک واقعاتی رپورٹ پیش کی تھی۔ اس رپورٹ میں کہا گیا ہے:

"۵ نومبر کو جموں شہر میں مہاراجہ کے نام پر یہ منادی کرادی گئی کہ تمام مسلمان فوراً ریاست چھوڑ دیں اور یہ کہ پاکستان نے خود اس کی درخواست کی ہے۔ مسلمانوں کو ہدایت کی گئی کہ پریڈ گراؤنڈ میں جمع ہو جائیں۔ مسلمان جب مقررہ مقام پر پہنچ گئے تو انھیں سرکاری نگرانی میں پولیس لائن پہنچایا گیا۔ وہاں ان سب کی تلاشی لی گئی۔ انھیں ان کے بیشتر مال و متاع سے محروم کر دیا گیا اور ان سے کہا گیا کہ وہ موٹر لاریوں پر سوار ہو جائیں تاکہ انھیں سچیت گڑھ پہنچا دیا جائے۔ لیکن لاریوں کا قافلہ اس کی بجائے کٹھوعہ روڈ پر چلنے لگا۔ جب لاریاں مادہ پہنچیں تو تمام مسافروں سے کہا گیا کہ وہ اتر جائیں۔

مادہ میں سکھ لاری ڈرائیوروں نے جو سر سے پیر تک مسلح تھے تمام نوجوان عورتوں کو قافلے سے جدا کر دیا اور جو لوگ باقی رہ گئے تھے ان پر حملہ کر دیا۔ سکھوں اور ہندوؤں کا مجمع مسلمانوں کے قتل میں مصروف تھا لیکن کشمیر کی ریاستی فوج کے آدمی خاموش کھڑے یہ تماشا دیکھتے رہے۔ جموں سے اس قافلے میں چار ہزار مسلمان روانہ ہوئے تھے ان میں سے صرف نو سو کسی طرح اپنی جان بچا کر سیالکوٹ (پاکستان) پہنچ سکے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

Jammu Muslim Massacre - 1947

جموں کے اکثر معزز مسلمانوں کے اہل و عیال کا ایک قافلہ ٹرکوں پر ۶ نومبر کو جموں سٹی سے سچیت گڑھ روانہ ہوا۔ وہ شہر سے صرف چند میل دُور گیا تھا کہ سکھوں کے مسلح جتھوں، ریاستی فوج کے سپاہیوں اور راشٹریہ سویم سیوک سنگھ کے رضاکاروں نے قافلے کو روک کر اس پر حملہ کر دیا۔

اکتوبر ۱۹۴۷ء کے اوائل میں سانبہ کے تقریباً چودہ ہزار مسلمانوں کا مسلح ہندوؤں اور سکھوں نے محاصرہ کر لیا اور گاؤں میں اشیائے خوردنی اور پانی لے جانے کے تمام راستے بند کر دیے۔ ۲۳ اکتوبر کو خود ہز ہائی نس مہاراجہ کشمیر سانبہ گئے اور ان کے دورے کے تقریباً فوراً بعد ریاستی فوج کے آدمی پہلے گاؤں کی تمام مسلمان عورتوں کو اٹھا لے گئے پھر انھوں نے تمام مردوں کے گھاٹ اتار دیئے۔ صرف پندرہ مسلمان اپنی جان بچا کر سیالکوٹ پہنچ گئے۔ کٹھوعہ کے مسلمانوں نے اپنے سب ڈویژنل مجسٹریٹ سے درخواست کی کہ وہ ان کی جانمالت کا انتظام کریں۔ جب ان کی درخواست ٹھکرا دی گئی تو وہ ۲۰ نومبر کو کٹھوعہ کے قریب بلاٹینک پر جمع ہوئے اور وہاں سے وہ پاکستان کی سرحد کی جانب روانہ ہوئے۔ انھوں نے صرف تین میل فاصلہ طے کیا تھا کہ ڈوگرا فوجیوں اور مسلح سکھوں نے ان کو گھیر لیا اور چالیس مسلمانوں کے سوا جو مرتھپ کر سیالکوٹ پہنچ گئے تمام لوگوں کو بڑی سفاکی سے تہ تیغ کر دیا گیا۔

ریاستی حکومت کی ہدایت پر میراں شاہ کے علاقے کے تقریباً پچیس ہزار

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مسلمان ماؤ گاؤں میں جمع ہوئے تاکہ انھیں پاکستان پہنچا دیا جائے۔ وہ پوری طرح جمع بھی نہ ہونے پائے تھے کہ ڈوگرا فوجیوں نے ان سے ان کا تمام سامان چھین لیا۔ ان کی عورتوں کو اغوا کر لیا اور تمام لوگوں سے کہا گیا کہ وہ ایک قطار میں کھڑے ہو جائیں جس کے بعد ان کے جسم مشین گنوں کی گولی سے چھلنی کر دیئے گئے۔ ان میں سے صرف سو افراد اپنی جان بچا سکے کیونکہ وہ جوار کے کھیتوں میں چھپ گئے تھے۔

یہ فرقہ وارانہ قتل و غارت جاری ہی تھا کہ یکم نومبر کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن سے اپنی ملاقات پر پاکستان کے گورنر جنرل قائداعظم جناح نے تجویز پیش کی کہ اس تنازعہ کے پُرامن تصفیہ کے لیئے ذیل کے تین اقدامات کیئے جائیں:

۱۔ لڑائی کو فوراً ختم کرنے کے لیئے دونوں حکومتیں دونوں گورنر جنرلوں کو مکمل اختیار دے دیں کہ وہ فوری طور پر ایک اعلان جاری کریں جس میں متحارب فوجوں کو نوٹس دیا جائے کہ وہ اڑتالیس گھنٹے کے اندر جنگ بند کر دیں۔ ہمیں عارضی حکومت (آزاد) کشمیر یا برسرپیکار قبائلیوں پر کوئی اختیار نہیں ہے لیکن ہم انھیں واضح ترین الفاظ میں متنبہ کر دیں گے کہ انھوں نے متارکہ جنگ کا حکم فوراً تسلیم نہ کیا تو دونوں مملکتوں کی فوجیں ان کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیں گی۔

۲۔ ریاست جموں و کشمیر کے علاقے کو بھارتی فوجیں اور قبائلی ایک ساتھ خالی کریں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۳ - دونوں مملکتوں کی حکومتوں کی منظوری سے دونوں گورنر جنرلوں کو مکمل اختیارات دئے جائیں کہ وہ ریاست جموں و کشمیر میں امن بحال کریں، اس کا نظم و نسق چلائیں اور کسی تاخیر کے بغیر اپنی نگرانی میں استصواب رائے منعقد کرنے کا انتظام کریں۔

معلوم نہیں کن اسباب کی بنا پر لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ان تجاویز کو قبول کرنے سے معذوری ظاہر کی۔

دو ہفتے بعد وزیر اعظم پاکستان نے بھی ایک اخباری بیان میں کہا۔

"اقوام متحدہ کے منشور کا بنیادی اصول یہ ہے کہ حق پر طاقت کے غلبہ کو روکا جائے۔ اس لیئے فریقین کو پورا تنازعہ بین الاقوامی رائے عامہ کی عدالت میں پیش کر دینا چاہیئے ہم اقوام متحدہ سے یہ درخواست کرنے کے لیئے تیار ہیں کہ وہ ریاست جموں و کشمیر میں اپنا ایک نمائندہ مقرر کر دے جو ریاست میں جنگ اور مسلمانوں پر جبر و ظلم کو روکے۔ بیرونی فوج کے انخلا کا انتظام کرے۔ استصواب رائے کے انعقاد تک ریاست میں ایک غیر جانبدار نظم و نسق قائم کرے اور الحاق کے بارے میں عوام کی آزادانہ رائے معلوم کرنے کے لیئے اپنی نگرانی اور کنٹرول میں استصواب رائے منعقد کرے۔

یہ ایک دیانت دارانہ اور سیدھی سادی پیش کش تھی لیکن نہرو نے اس کے جواب میں بے سروپا باتیں شروع کر دیں جن کا کوئی نتیجہ نہیں نکل سکا۔

اس طرح ریاست میں قتل و خون کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مسلمان مہاجرین بڑی تعداد میں پاکستان آتے رہے۔ لیکن اپریل ۱۹۴۸ء میں حالات میں اچانک ایک تغیر پیدا ہوا جب کہ بھارتی فوجوں نے اپنے تمام مخالفوں کو کچل کر رکھ دینے کا تہیہ کر لیا اور پوری قوت سے یلغار کر کے ریاست پر قبضہ کو ایک "طے شدہ حقیقت" بنا دینے کی کوشش کی۔ یہ ایک سنگین صورتِ حال تھی اور بھارتی فوجیں اس قدر آگے بڑھ چکی تھیں کہ وہ جہلم کنال کے ہیڈ ورکس پر آسانی سے قبضہ کر سکتی تھیں جو پاکستان کی سرحد سے بالکل متصل تھا۔ چنانچہ مئی ۱۹۴۸ء میں پاکستان کی فوجیں آزاد کشمیر میں داخل ہو گئیں۔ یہ ایک خالص دفاعی اقدام تھا اور اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ پاکستان پر بھارت کی یورش کے خطرے کا مقابلہ کیا جائے۔ یہ اقدام کشمیر میں فوری کارروائی" کے لیئے حفاظتی کونسل سے بھارت کی درخواست کے پانچ مہینے بعد کیا گیا تھا۔ لیکن ریاست میں یکم جنوری ۱۹۴۹ء تک جنگ جاری رہی جس کے بعد حفاظتی کونسل کی تحریک پر جنگ روک دی گئی۔ بھارت نے اس سمجھوتے کا خیر مقدم کیا اور پاکستان نے اس کو اس واضح شرط پر تسلیم کیا کہ اس کے بعد کشمیر سے فوجی انخلاء کرایا جائے گا اور استصواب رائے منعقد ہوگا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

(۳)

اقوامِ متحدّہ کی مساعی

"مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خدا کو دیکھیں گے"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۳

اقوامِ متحدّہ کی مساعی

استصواب کے متعلق اپنے بہبودہ اقدام کے قانونی جواز کا بھارت کو اس قدر یقین تھا کہ اُس نے یکم جنوری ۱۹۴۸ء کو ایک فریادی کی حیثیت سے حفاظتی کونسل میں شکایت پیش کر دی۔ بھارت کی جانب سے یہ عذر پیش کیا گیا کہ اس نے مہاراجہ کی "مجنونانہ" درخواستوں پر الحاق قبول کر لیا تھا لیکن حالات نے نہرو کو یہ اعلان کرنے پر مجبور کر دیا کہ "کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ بالآخر خود اس کے عوام کریں گے۔ یہ عہد ہم نہ صرف کشمیری عوام سے بلکہ پوری دُنیا سے کر چکے ہیں۔ ہم اس عہد سے نہ تو منحرف ہونا چاہتے ہیں نہ کبھی اس سے منحرف ہوں گے" لیکن جہاں تک نہرو کا تعلق ہے۔ وقت ان کے لیئے چارہ ساز یا مُصلح ثابت نہیں ہوا۔ بھارت سے کشمیر کے نام نہاد الحاق اور اس معاملے کو حفاظتی کونسل میں پیش کرنے کے درمیان نو ہفتے کی مدّت میں جب کہ پوری وادی کو ایک خونریز جنگ کی آگ میں جھونک دیا گیا تھا۔ اس تنازعہ کے متعلق بھارت کے وزیرِ اعظم کے نقطۂ نظر میں بنیادی تبدیلی پیدا ہو گئی۔ موسم سرما کی آمد کے ساتھ جنگ کی آگ سرد پڑ گئی اور نہرو کشمیر پر بھارت کے مستقل قبضے کے خواب دیکھنے لگے۔ ایک

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

زخم خوردہ بے گناہی کا سوانگ رچا کر انھوں نے حفاظتی کونسل کے در پر اس طرح دستک دی جیسے کسی بہت بڑی رہزنی کا شکار تھانے میں رپورٹ درج کرانے گیا ہو لیکن قدرت کے کرشمے بھی عجیب ہوتے ہیں۔ مدعی خود ملزم بن گیا اور آج تو وہ دنیا بھر کی نظروں میں مجرم بن چکا ہے۔ بھارت کی زبردست خواہش تھی کہ حفاظتی کونسل میں پاکستان کو "گنہگار" قرار دے دیا جائے۔ اس کے بجائے وہ خود ملزم کے کٹہرے میں کھڑا نظر آتا ہے۔ حفاظتی کونسل سے فریاد کر کے بھارت خود ایک مصیبت میں مبتلا ہو گیا۔ پاکستان پر اس نے جو بھی الزام لگایا وہ خود اس پر عاید ہو گیا اور بھارت جن مسائل سے گریز کرنے کی حتی المقدور کوشش کر رہا تھا وہ پوری طرح منظرِ عام پر آ گئے۔

بھارت نے حفاظتی کونسل سے مطالبہ کیا کہ وہ :

(۱) حکومت پاکستان کے فوجی اور غیر فوجی ملازموں کو ریاست جموں و کشمیر پر حملہ کرنے یا حملہ آوروں کی اعانت سے باز رکھے

(۲) پاکستان کے دوسرے شہریوں کو ہدایت کرے کہ وہ ریاست جموں و کشمیر کی جنگ میں حصہ لینے سے گریز کریں۔

(۳) پاکستان حملہ آوروں کو (ا) کشمیر کے خلاف کاروائی کے لیے اپنے علاقوں تک رسائی اور ان کے استعمال کا موقع نہ دے۔

(ب) فوجی اور دوسری ضروریات مہیا نہ کرے اور

(ج) کوئی ایسی امداد بہم نہ پہنچائے جس سے موجودہ لڑائی کے طول پکڑنے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کا اندیشہ ہو۔

پاکستان کو ان مطالبات پر چنداں حیرت نہیں ہوئی اور اُس نے کسی تاخیر کے بغیر حفاظتی کونسل میں جوابی تجاویز پیش کردیں اور حفاظتی کونسل سے درخواست کی کہ وہ کشمیر کو دوسرے متعلقہ مسائل سے علیحدہ کرکے نہ دیکھے۔ اس نے بھارت پر الزام لگایا کہ اُس نے مسلم آبادی کو قابو پیمانے پر انسان کشی کا نشانہ بنایا ہے۔ پاکستان سے الحاق کے باوجود ریاست جونا گڈھ پر زبردستی قبضہ کرلیا۔ تقسیم کے فوراً بعد جو سمجھوتے کیے گئے تھے ان پر عملدرآمد نہیں کیا گیا اور اس نے مہاراجہ کی جانب سے "تشدد اور فریب" پر مبنی الحاق کی خطرناک پیش کش قبول کرلی حالانکہ وہ پاکستان سے معاہدہ جاریہ کرچکا تھا جس کے تحت حکومت پاکستان سے پیشگی مشورہ ضروری تھا۔

اس شکایت اور جوابی شکایت کا نتیجہ پاکستان کی اخلاقی فتح کی شکل میں ظاہر ہوا۔ ایک تو حفاظتی کونسل نے بھارت کی یہ درخواست قبول نہیں کی کہ پاکستان کو جارحانہ کاروائی کا مرتکب قرار دے کر اس کی مذمت کی جائے۔ دوسرے حفاظتی کونسل نے مسئلہ کا یہ پہلو نظرانداز کرکے بھارت کا قانونی موقف تسلیم نہیں کیا۔ درحقیقت حفاظتی کونسل نے فوراً ہی پاکستان سے اس امر پر اتفاق رائے ظاہر کردیا کہ کشمیر کے مسئلہ کا واحد اور پائدار حل صرف یہ ہے کہ:

(۱) ریاست کا فوجی انخلاء۔ اور

(۲) اقوام متحدہ کی براہِ راست نگرانی میں استصواب رائے منعقد کرایا جائے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حفاظتی کونسل نے ایک کمیشن مقرر کیا جو اپنی ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء اور ۵ جنوری ۱۹۴۹ء کی دو قراردادوں پر بھارت اور پاکستان میں اتفاق رائے پیدا کرنے میں کامیاب ہوگیا اور الحاق کا سوال طے کرنے کے لیئے ان قراردادوں میں حسب ذیل طریق کار متعین کیا گیا۔

(۱) فوری متارکہ جنگ اور خطِ متارکہ کا تعین۔

(۲) ریاست جموں وکشمیر سے فوجی انخلا۔

(۳) الحاق کا فیصلہ کرنے کے لیئے اقوامِ متحدہ کی نگرانی میں ایک آزادانہ اور غیر جانب دارانہ استصواب رائے کا انعقاد۔

یکم جنوری ۱۹۴۹ء کو جنگ ختم ہوگئی۔ سات مہینے بعد خطِ متارکہ کے تعین پر سمجھوتہ ہوگیا اور سمجھوتے پر عملدرآمد کی نگرانی کے لیئے اقوامِ متحدہ کے فوجی مبصرین خطِ متارکہ کے دونوں جانب متعین کردئے گئے مگر ریاست سے فوجی انخلا کے لیئے کمیشن بھارت سے کوئی منصوبہ منظور کرانے میں کامیاب نہیں ہوسکا۔

جب بھارت کو کشمیر کے فوجی انخلا پر آمادہ کرنے کی تمام مساعی ناکام ہوگئیں تو کمیشن نے فیصلہ کیا کہ بھارت اور پاکستان کے درمیان جو متنازعہ فیہ امور پیدا ہوگئے ہیں انھیں ایڈمیرل چسٹر نمز کے روبرو فیصلے کے لیئے پیش کردیا جائے۔ جو پہلے ہی ناظم استصواب مقرر کیئے جا چکے تھے۔ پاکستان نے اس تجویز کو قبول کرلیا لیکن بھارت نے اسے مسترد کردیا۔

ستمبر ۱۹۴۹ء میں یہ معاملہ دوبارہ حفاظتی کونسل میں پیش کیا گیا اور یہ فیصلہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اقوام متحدہ کے وفد برائے پاکستان و ہند کے اراکین کمانڈر [illegible] آمد کے موقع پر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوا کہ اقوامِ متحدہ کی جانب سے ایک نمائندہ مقرر کیا جائے جو ایک متفقہ تصفیہ کے امکانات کا جائزہ لے اور ان دشواریوں کو ختم کرے جو متارکہ جنگ کے بعد پیدا ہو گئی ہیں۔

حفاظتی کونسل کے صدر جنرل میک ناٹن کے سپرد یہ کام کیا گیا کہ وہ بھارتی اور پاکستانی نمائندوں سے غیر رسمی طور پر بات چیت کریں۔ پاکستان نے یہ تجویز منظور کر لی لیکن بھارت نے اس مطالبہ پر اصرار کیا کہ آزاد کشمیر کی فوجوں کو مکمل طور پر توڑا اور غیر مسلح کر دیا جائے اور شمالی علاقوں پر بھی بھارتی فوج قبضہ کرے۔

حفاظتی کونسل نے اس صورتِ حال پر دوبارہ غور کیا اور ۱۴ مارچ ۱۹۵۰ء کو ایک اور قرارداد منظور کی جس کے تحت سر اوون ڈکسن کو مفاہمت کنندہ مقرر کیا گیا۔

دونوں وزرائے اعظم کا مشترکہ جلسہ طلب کرنے اور ان سے اس مسئلہ پر بات چیت کے بعد سر اوون اس المناک نتیجے پر پہنچے کہ "ایک ایسے استصواب رائے کی زمین ہموار کرنے کے لیے جس میں نہ تو لوگوں کو ڈرایا دھمکایا جائے اور نہ دوسرے ناجائز اثرات اور بدعنوانیوں کی کوئی گنجائش ہو، بھارت کو "فوجی انخلاء پر آمادہ کرنا کبھی ممکن نہ ہوگا۔" بعد میں انھوں نے ایک آزادانہ اور غیر جانبدارانہ استصواب رائے منعقد کرنے کے لیے متعدد تجاویز پیش کیں لیکن بھارت نے ہر تجویز کو مسترد کر دیا۔

حفاظتی کونسل نے بعد میں اس مسئلہ پر دوبارہ غور کیا اور ۳۰ مارچ ۱۹۵۱ء

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کو ایک قرارداد منظور کی جس کے تحت اقوامِ متحدہ کی قراردادوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ڈاکٹر گراہم کو مفاہمت کنندہ مقرر کیا گیا۔ ڈاکٹر گراہم انیس مہینے تک بڑی تندہی سے اپنی مساعی میں مصروف رہے لیکن بھارت نے فوجی انخلاء کی ہر تجویز مسترد کردی۔ اس کے علاوہ بھارت اور پاکستان کے وزرائے اعظم نے بھی وقتاً فوقتاً ملاقات کر کے نہ صرف کشمیر بلکہ دونوں ملکوں کے دوسرے تصفیہ طلب مسائل پر بھی بات چیت کی لیکن برادرانہ گفت و شنید بھی ناکام ہوگئی۔ کیونکہ بھارت نے امریکہ کی جانب سے پاکستان کی فوجی امداد اور علاقائی دفاعی معاہدوں میں اس کی شرکت کا سوال اٹھانا شروع کر دیا۔ اُن مسائل کا کشمیر کے تنازعہ سے کوئی تعلق نہیں تھا مگر بھارت تہیہ کر چکا تھا کہ وہ استصواب رائے کو معرضِ التوا میں ڈالنے کے لیے ہر موقع سے فائدہ اٹھائے گا۔

اسّی سال گزرنے کا اس کے سوا کوئی فائدہ نہیں نکلا کہ نہرو نے فوجی انخلا کی مخالفت میں روز بہ روز اور زیادہ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ شروع کر دیا۔ سویز کے بحران کے دوران میں اور اس کے بعد جب یہ تجویز پیش کی گئی کہ اقوامِ متحدہ کی ایک کافی بڑی نگران فوج ریاست جموں و کشمیر میں بھی بھیج دی جائے تاکہ مقبوضہ کشمیر سے بھارت اور آزاد کشمیر سے پاکستان کی فوجوں کا پُرامن تخلیہ ہو جائے اور استصواب رائے کے لیے زمین ہموار کی جا سکے تو نہرو نے بڑی دیدہ دلیری سے یہ جواب دیا کہ وہ کشمیر میں "غیر ملکی فوجیں" متعین کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ اُنھوں نے یہ حقیقت بڑی آسانی سے نظر انداز کر دی کہ اقوامِ متحدہ کی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

فوج کا اوّلیں مقصد صرف یہ ہوگا کہ وہ کشمیر سے "غیر ملکی" فوجوں کا انخلا کامیاب بنانے میں معاون ہو۔ کیونکہ جب تک کشمیر کا تنازعہ جمہوری طور پر طے نہیں ہو جاتا کشمیر میں مقیم بھارتی فوجیں اصولی طور پر غیر ملکی ہی قرار دی جائیں گی۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ نہرو کے لیئے اقوامِ متحدہ کی فوج کا تصور کس طرح ناقابلِ قبول ہو گیا حالانکہ جب دُنیا کے انتہائی دور دراز خطّہ میں بھی بد نظمی کا ذرا سا بھی اندیشہ پیدا ہو تو وہ اقوامِ متحدہ کی فوج کے لیئے بھارتی فوجی دستے مہیا کرنے کے لیئے تیار رہتے ہیں۔

اپنے ایک مضمون میں جو ۴ دسمبر ۱۹۵۶ء کے "واشنگٹن پوسٹ" میں شائع ہوا تھا۔ میں نے لکھا تھا کہ "بھارت کے ساتھ کشمیر کے تعلقات جبر پر مبنی ہیں نہ کہ رضامندی پر۔ ریاست کی نگرانی کرنے والے ایک لاکھ بھارتی فوجی کشمیر کے لیئے غیر ملکی ہیں ادارہ اقوامِ متحدہ چونکہ کشمیر میں اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہوا ہے اس لیے کم از کم اتنا ضرور کرنا چاہیئے کہ وہ اس معاملے میں بھی وہی کارروائی کرے جیسی اس نے ایسے ہی دوسرے معاملات میں کی ہے۔ مصر میں سے غیر ملکی فوجوں کے پُر امن انخلا کے لیئے مشرقِ وسطیٰ کے بحران کے صرف آٹھ دن بعد اگر اقوامِ متحدہ کی فوج تیار کی جا سکتی ہے تو یہ کیوں ممکن نہیں ہے کہ ایک ایسا مسئلہ حل کرنے کے لیئے جو آٹھ سال سے حفاظتی کونسل کے زیرِ غور ہے اقوامِ متحدہ کی ایک نگران فوج متعین کر کے متنازعہ علاقے کو تمام غیر ملکی فوجوں سے خالی کرایا جائے اور عام استصواب کے لیئے زمین ہموار کرائی جائے۔ اس منصوبے کے لیے حسب ذیل شرائط اولین

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اہمیت رکھتی ہیں۔

۱۔ ریاست جموں وکشمیر میں (جس میں آزاد کشمیر بھی شامل ہو) اقوام متحدہ کی ایک نگران فوج متعین کی جائے۔

۲۔ اقوام متحدہ کی نگراں فوج پہنچنے کے دس دن کے اندر مقبوضہ کشمیر سے بھارتی اور آزاد کشمیر سے پاکستانی فوجوں کا انخلا

۳۔ مقبوضہ کشمیر کی موجودہ وزارت کو توڑ کر سول سروس کے مستقل افسروں کی ایک نگران حکومت قائم کی جائے۔ یہ حکام اقوام متحدہ کی فوج اور مقامی پولیس کی مدد سے امن وامان قائم کرنے کے ذمہ دار ہوں۔

۴۔ تمام سیاسی قیدیوں کی رہائی۔

۵۔ تیاری کے دوران میں کچھ دن تک (مثلاً تین ماہ تک) بھارت اور پاکستان دونوں کو اس کا موقع دیا جائے کہ وہ تحریر و تقریر کے ذریعہ اپنے اپنے حق میں پراپیگنڈا کر سکیں۔

۶۔ ایک ناظم استصواب کا تقرر جو اقوام متحدہ کے ماہروں اور نگرانوں کی مدد سے استصواب رائے کرائے۔ اس سلسلے میں پاکستان اور بھارت دونوں کی حیثیت خاموش تماشائیوں کی ہونی چاہیئے۔

پاکستان کے وزیر خارجہ نے ۱۶ جنوری ۱۹۵۷ء کو سلامتی کونسل میں ایک بیان دیتے ہوئے ایسی ہی تجویز پیش کی جسے بعد میں ایک قرارداد میں شامل کر لیا گیا لیکن سوویت یونین نے اپنا تنسیخی ووٹ استعمال کر کے اسے ناکام بنا دیا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس پر حفاظتی کونسل نے ۲۱ فروری ۱۹۴۸ء کو ایک نئی قرارداد منظور کی جس کے تحت فوجی انخلا اور استصواب رائے کے متنازعہ مسائل حل کرنے کے سلسلہ میں پاکستان اور بھارت کی حکومتوں سے مشورہ کرنے کی غرض سے اقوام متحدہ کا ایک اور نمائندہ مقرر کیا گیا۔ حفاظتی کونسل میں سویڈن کے مندوب مسٹر گنر یارنگ اقوام متحدہ کے نمائندے کی حیثیت سے۔ موسم بہار میں برصغیر آئے اور ۲۹ اپریل ۱۹۴۸ء کو اپنی رپورٹ پیش کی۔ اس سلسلہ میں یہ کہنا کافی ہوگا کہ یارنگ رپورٹ بھارت کو راضی کرنے اور نہرو کی خود پسندی کی تسکین کی ایک پُرتکلف لیکن بے سود کوشش ہے۔ اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں کہ انھوں نے اس مسئلہ کا حل تلاش کرنے کی پُرخلوص کوشش کی لیکن یہ ایک افسوسناک بات ہے کہ انھوں نے غالباً نادانستہ طور پر بھارت کی حوصلہ افزائی کی کہ وہ ایسے مسائل پر بحث شروع کر دے جن کے متعلق ان کے پیش رو یہ خیال کر چکے تھے کہ ان کا تصفیہ ہو چکا ہے۔

پہلے تو انھوں نے بھارت کے اس نظریہ پر بلاوجہ زور دینے کی کوشش کی کہ حفاظتی کونسل جارحانہ کاروائی کے متعلق کوئی رائے ظاہر کرے اور یہ پاکستان کے لیے بھی اتنا ہی ضروری ہے کہ وہ جارحانہ کاروائی کو کالعدم قرار دینے کا فیصلہ کرے۔ اسی طرح انھوں نے یہ بھی کہا کہ میں یہ حقیقت بھی نظر انداز نہیں کر سکتا کہ ان تغیر پذیر سیاسی، اقتصادی اور فوجی حالات پر جن میں کشمیر کا مسئلہ گھرا ہوا ہے اور مغربی و جنوبی ایشیا میں مختلف طاقتوں کے تعلقات جس نوعیت سے بدل رہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہیں۔ اس پر بھارت نے تشویش کا اظہار کیا ہے۔ مسٹر پارنگ کے لیئے شاید اس کا وقت ایک حد تک گزر چکا تھا کہ وہ "جارحیت" کا مسئلہ اٹھائیں کیونکہ بھارت کی مسلسل درخواستوں کے باوجود حفاظتی کونسل نے اسے کبھی قابل اعتنا نہیں تصور کیا۔ یہ حقیقت بھی ہے کہ دُنیا کے اس حصّے میں "طاقت کے توازن میں تبدیلی یا تغیر پذیری" کا تنازعہ کشمیر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس کے علاوہ مسٹر پارنگ نے بلاوجہ یہ کوشش کی ہے کہ وہ بھارت کے اس نظریہ کی ترجمانی کریں کہ حکومت پاکستان نے حفاظتی کونسل کی ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء کی قرارداد کے پہلے حصے کے پیراگراف "بی" اور "ای" پر ابھی تک عملدرآمد نہیں کیا۔ لیکن یہ حقیقت بڑی آسانی سے نظرانداز کر دی گئی کہ اس قرارداد کے پہلے حصے کے پیراگراف "بی" میں صرف اس کی ممانعت کی گئی ہے کہ ریاست جموں و کشمیر کے دونوں حصوں کی حکومتیں اپنے اپنے علاقے کی فوجی طاقت میں اضافہ کریں۔ لیکن دونوں حکومتیں اپنی فوج کو زمانہ حال کے طرز پر لانے اور ان کی اسلحہ بندی میں اصلاح کے لیئے جو اقدامات کریں ان پر شاید کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ اس سلسلہ میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ڈاکٹر گراہم نے اپنی تیسری رپورٹ کے ۳۲ ویں پیراگراف میں واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ آزاد کشمیر کے علاقے میں اس وقت جو فوجیں مقیم ہیں۔ ان کی تعداد ان افواج کے مقابلہ میں پچاس فی صد سے بھی کم تھی جو یکم جنوری ۱۹۴۹ء کو متارکہ جنگ پر عملدرآمد کے وقت مقیم تھیں۔ اس کے علاوہ اقوام متحدہ کے فوجی مبصرین نے بھی آج تک پاکستان

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سیکیورٹی کونسل کے نمائندۂ کشمیر مسٹر حسین شہید سہروردی (اس وقت کے وزیر اعظم)
سے ملاقات کر رہے ہیں (۱۵ مارچ ، ۱۹۵۷ء)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri
CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کے خلاف یہ شکایت نہیں کی وہ اپنی فوجی طاقت میں اضافہ کر رہا ہے۔ اس قرارداد کے پہلے حصے پر اگست ۱۹۴۸ء میں دونوں حکومتوں سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ ایک ایسی فضا پیدا کریں جو مزید بات چیت کی کامیابی کے لیے سازگار ہو۔ بھارت اگر پاکستان پر اس بوضہ کی خلاف ورزی کا الزام لگائے تو اس کے جواب میں پاکستان متعدد مثالیں پیش کر کے یہ ثابت کر سکتا ہے کہ بھارت نے کامیاب گفت و شنید کے لیے ضروری فضا کو خراب کرنے میں اپنی جانب سے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی اور پُرامن اور جمہوری ذرائع سے کشمیر کا مسئلہ حل کرنے کے لیے اس نے کسی کوشش کو کامیاب نہیں ہونے دیا۔

مسٹر یارنگ کی یہ خواہش بھی ہے کہ حفاظتی کونسل اس حقیقت کو بھی محسوس کرے کہ ایک مخصوص نوعیت کے بین الاقوامی جھگڑے پر اگر کافی تیز رفتاری سے عمل درآمد نہ کیا گیا تو رفتہ رفتہ اس میں مزید پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہیں کیونکہ جس صورت حال میں فریقین کو اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہونا ہے اس میں تبدیلی کے امکانات بھی موجود ہیں۔ مفہوم کے اعتبار سے اس حد تک یہ بھارتی نکتے کا اعادہ ہے لیکن یہ بات بڑی حیرت انگیز ہے کہ ان کے دل میں ایک لمحے کے لیے بھی یہ خیال کس طرح پیدا ہو سکتا ہے کہ بین الاقوامی سمجھوتے جو تحریری شکل میں موجود ہیں اور جن کی تکمیل حکومت کی قسم کھا کر کی گئی ہے وہ کس طرح بدل سکتے ہیں بشرطیکہ ان سمجھوتوں کے وقت واضح طور پر یہ بھی نہ کہہ دیا جاتا کہ وقت گزرنے یا حالات بدلنے کی وجہ سے ان میں تبدیلی کی گنجائش بھی ہو سکتی ہے۔ ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء اور ۵ جنوری ۱۹۴۹ء کی قراردادیں قانونی اس لحاظ سے مخصوص نوعیت کی حامل تھیں کہ وہ ایک خاص صورت حال کے معائنے کے لیے منظور کی گئی تھیں لیکن تنازعہ کے فریقوں نے بعض ایسے قطعی اقدامات بھی کر لیے تھے جو پہلے سے ناممکن سمجھے جاتے تھے بغیر ممکن نہیں ہوتے۔

مسٹر یارنگ نے متنازعہ امور کے تصفیہ کے لیے ثالثی کی تجویز بھی پیش کی تھی۔ پاکستان نے یہ تجویز بھی منظور کر لی کیونکہ وہ اپنی بیگناہی اور جذبۂ تعاون کا ثبوت دینا چاہتا تھا لیکن بھارت نے یہ تجویز مسترد کر دی اور اس کے حق میں یہ دلیل پیش کی کہ ثالثی کا طریق کار جموں و کشمیر کی حاکمیت اور اس علاقے سے متعلق بھارتی یونین کے حقوق اور ذمہ داریوں کے منافی ہوگا اور ممکن ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس سے یہ نتیجہ اخذ کر لیا جائے کہ اس معاملے میں پاکستان کو بولنے کا کوئی حق حاصل ہے اس سے زیادہ لغو دلیل کا تصور بھی ناممکن ہے کیونکہ یہ بھارت ہی تھا جس نے حفاظتی کونسل میں پاکستان کو فریق ثانی قرار دیا تھا۔ اسی کے وزیر اعظم نے پاکستان کے وزیر اعظم سے اس تنازعہ پر بات چیت کی تھی اور یہ طے پایا تھا کہ بھارت یا پاکستان سے الحاق کا فیصلہ کرنے کے لئے ریاست میں استصواب رائے منعقد کیا جائے۔

یارنگ رپورٹ پر غور کرنے کے لئے حفاظتی کونسل کا اجلاس ستمبر ۱۹۵۳ء کے آخری ہفتے میں منعقد ہوا۔ رپورٹ پر بحث کے دوران میں پاکستان کے وزیر خارجہ نے بجا طور پر اصرار کیا کہ حفاظتی کونسل کو چاہئے کہ وہ اسی مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کرے جو خاص اہمیت رکھتا ہے۔ لیکن بھارتی مندوب نے بڑے اہتمام کے ساتھ اپنے پیش پا افتادہ دلائل کا اعادہ کیا اور ایک لفظ بھی ایسا نہیں کہا جس سے صورت حال کے پُر امن اصلاح ہونے یا اس تنازعہ کے تصفیہ کے امکانات ذرا بھی روشن ہو سکیں۔ درحقیقت بھارتی مندوب نے اپنے روایتی طرز عمل کے مطابق اصل مسائل کو اُلجھانے اور حفاظتی کونسل کو ایک بھول بھلیاں میں گم کر دینے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ بھارتی اور پاکستانی نمائندوں کی تقریریں سننے کے بعد حفاظتی کونسل نے ایک نئی قرارداد منظور کی اور ڈاکٹر گراہم کو دوبارہ اپنا نمائندہ بنا کر پاکستان اور بھارت بھیجا۔

یارنگ مشن کی ناکامی کے بعد حفاظتی کونسل کو ایک موقع پھر ملا تھا کہ وہ قانونی موشگافیوں اور بھارت کی ٹال مٹول کی پالیسی میں اعانت کرنے کی بجائے اصل مسئلہ — یعنی کشمیری عوام کو ان کا حق خود ارادیت دینے سے مسلسل انکار — حل کرنے کی مخلصانہ کوشش کرتی۔ مگر کونسل کے ارکان نے اس بار بھی اپنی مصلحت کوشیاں ترک نہیں کیں اور کونسل میں جب ایسی تجاویز پیش بھی کی گئیں جن سے اس پرانی گتھی کو سلجھانے میں مدد مل سکتی تھی تو بھارت سے مراعات کی پرانی پالیسی پر عمل کر کے ان تجویزوں کو اتنا نرم اور بے اثر بنا دیا گیا۔ کہ برصغیر میں ڈاکٹر گراہم کے دوسرے مشن کی ناکامی ان کی مساعی کے آغاز سے قبل ہی یقینی بن گئی تھی۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حفاظتی کونسل کے ارکان نے ۱۶ر نومبر ۱۹۵۷ء کو مشترکہ طور پر جو قرارداد پیش کی اور اس میں ترمیم کے بعد ۲۰ر نومبر ۱۹۵۷ء کو اسے جس شکل میں منظور کیا گیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ دُنیا کی بڑی طاقتیں بھارت کی ہٹ دھرمی کے سامنے کس حد تک سپر اندازی پر آمادہ ہو گئی ہیں۔ اصل قرارداد کے مسودے کے چوتھے پیراگراف میں کہا گیا کہ "بھارت اور پاکستان کی حکومتیں ان مواعید کو تسلیم اور قبول کرتی ہیں جو اقوامِ متحدہ کے کمیشن برائے ہند و پاکستان کی ۱۳ر اگست ۱۹۴۸ء اور ۵ر جنوری ۱۹۴۹ء کی قراردادوں میں بیان کئے گئے ہیں اور جن میں یہ قرار پایا ہے کہ ریاست جموں و کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ عوام کے آزادانہ اور غیر جانبدارانہ استصواب رائے کے جمہوری طریق کار کے مطابق کیا جائے اور یہ کہ مسٹر پارنگ ان اسباب کو معلوم کرنا مناسب سمجھتے ہیں جو ان قراردادوں پر عملدرآمد کی راہ میں حائل ہیں" مگر قرارداد کی منظوری سے قبل ان "مواعید" کے الفاظ حذف کر کے "۵ر جنوری ۱۹۴۹ء کی قرارداد" کا اضافہ کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ اصل قرارداد کے جس حصہ میں اقوامِ متحدہ کے نمائندے کے عملی کام اور فرائض کا ذکر تھا۔ اس میں یہ درخواست بھی کی گئی تھی کہ وہ "اقوامِ متحدہ کے کمیشن ہند و پاکستان کی ۱۳ر اگست ۱۹۴۸ء کی قرارداد پر عملدرآمد کے سلسلہ میں فریقین سے جو سفارش مناسب سمجھیں کریں" وہ اپنی تیسری اور پانچویں رپورٹوں نیز مسٹر پارنگ کی رپورٹ کو پیش نظر رکھ کر بھارت اور پاکستان کی حکومتوں سے گفت و شنید کر کے اقوامِ متحدہ کی ۱۳ر اگست ۱۹۴۸ء کی قرارداد پر عملدرآمد کرائیں، وہ خط متارکہ کے دونوں جانب ایک مقررہ حد تک فوجوں میں تخفیف پر سمجھوتہ کرانے کی خاص طور پر کوشش کریں۔ اس سلسلہ میں وہ حفاظتی کونسل کی متعلقہ قراردادوں اور اقوامِ متحدہ کے نمائندے کی پانچویں رپورٹ کو اپنا رہنما بنائیں" مگر بعد میں یہ پورا پیراگراف نکال کر قابل کاپیراگراف بڑھا دیا گیا۔ حفاظتی کونسل "اقوامِ متحدہ کے نمائندے برائے ہند و پاکستان سے درخواست کرتی ہے کہ وہ مزید مناسب کارروائی کے لئے بھارت اور پاکستان سے موزوں سفارشات کریں تاکہ اقوامِ متحدہ کے کمیشن برائے ہند و پاکستان کی ۱۳ر اگست ۱۹۴۸ء اور ۵ر جنوری ۱۹۴۹ء کی قراردادوں پر عملدرآمد اور اس مسئلہ کے پُرامن تصفیہ میں مدد ملے۔" اس کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

علاوہ عملی اقدامات سے متعلق تیسرا پیراگراف مکمل طور پر حذف کر دیا گیا۔ اس میں بھارت اور پاکستان کی حکومتوں سے اپیل کی گئی تھی کہ وہ اقوامِ متحدہ کے نمائندے سے تعاون کریں تاکہ فوجی انخلا کا طریقِ کار متعین کرنے کے لئے کوئی سمجھوتہ کیا جا سکے جس پر اس (سمجھوتے) کی تکمیل کے تین ماہ کے اندر عملدرآمد کرا دیا جائے۔"

اس طرح حفاظتی کونسل نے ۱۳ دسمبر ۱۹۴۸ء کو جو قرارداد منظور کی وہ بالکل بے جان اور بے اثر تھی۔ اسی کے تحت ڈاکٹر گراہم اقوامِ متحدہ کے نمائندے کی حیثیت سے جنوری ۱۹۴۹ء کے دوسرے ہفتے میں برِصغیر پہنچے اور اپریل ۱۹۵۰ء کے پہلے ہفتے میں انھوں نے اپنی رپورٹ پیش کی۔

ڈاکٹر گراہم کی رپورٹ پانچ نکات پر مشتمل ہے اور اس کے لب لباب سے جو دلیل میں بلا تبصرہ دیا جاتا ہے بڑی آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے مشن کی ناکامی کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔

ڈاکٹر گراہم نے خیال ظاہر کیا ہے کہ دونوں حکومتوں کو یہ اعلان دوبارہ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے کہ وہ خطِ متارکہ کو اسی طرح باقی رکھیں گی۔ پاکستان نے یہ تجویز منظور کر لی مگر بھارت نے اسے مسترد کر دیا۔

ڈاکٹر گراہم نے تجویز پیش کی کہ ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء کی قرارداد کے مطابق پاکستان ریاست جموں و کشمیر سے اپنی فوجیں واپس بلا لے۔ اس کے ساتھ ساتھ بھارت بھی کمیشن سے ایک سمجھوتے کے مطابق اپنی فوجوں کا بڑا حصہ بتدریج ریاست سے نکال لے۔ پاکستان نے یہ تجویز منظور کر لی مگر بھارت نے اسے مسترد کر دیا۔

ڈاکٹر گراہم نے سفارش کی کہ اقوامِ متحدہ کے کمیشن برائے ہند و پاکستان کی نگرانی میں فوراً اس امر کا جائزہ لیا جائے کہ پاکستان جن علاقوں کا فوجی انخلا کرے ان کے مستقبل کے آخری فیصلہ تک مقامی حکام، اقوامِ متحدہ کی قرارداد کے مطابق ان کا نظم و نسق کس طرح چلائیں۔ پاکستان نے یہ تجویز منظور کر لی مگر بھارت نے اسے مسترد

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

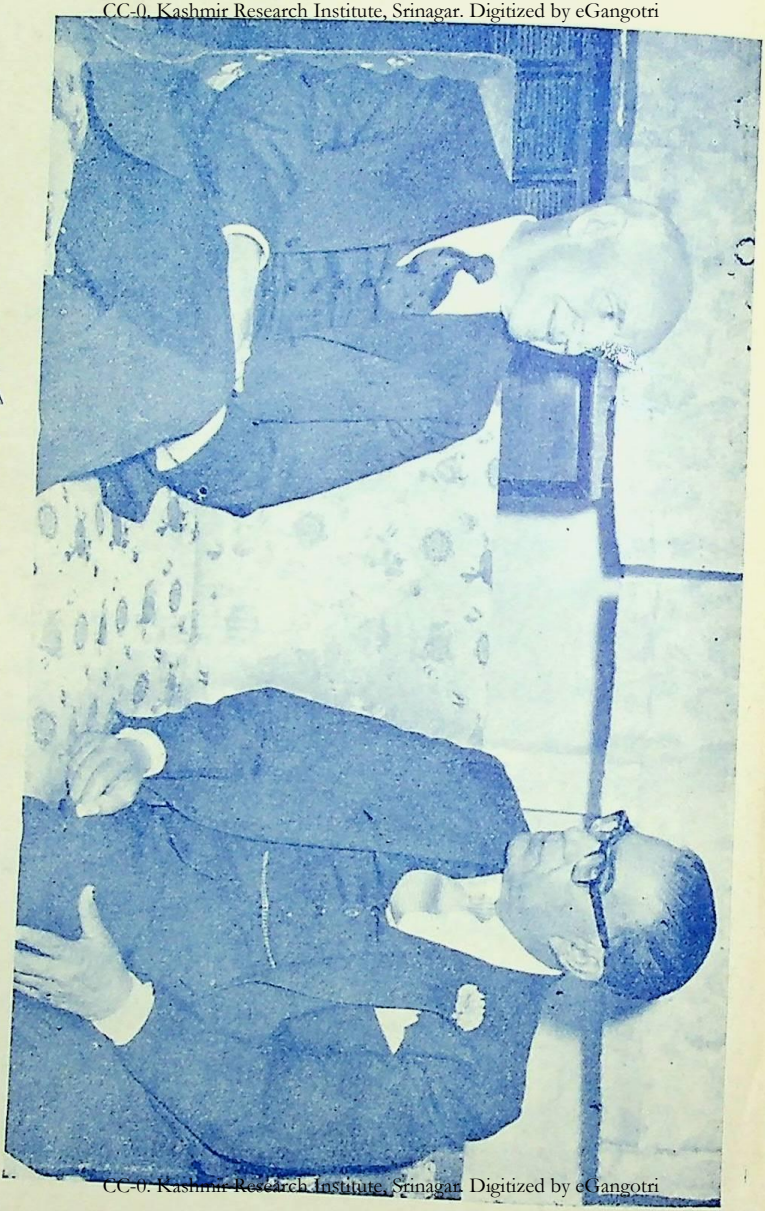

ایک رفیوجی خان نیون اور ڈاکٹر فرانک گراہم۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کر دیا۔

ڈاکٹر گراہم نے اس امکان کی جانب اشارہ کیا کہ ریاست جموں وکشمیر سے پاکستانی فوجوں کے انخلاء کے بعد ریاست کی سرحد سے متصل پاکستانی علاقے میں اقوام متحدہ کی فوج متعین کر دی جائے۔ پاکستان نے یہ تجویز منظور کر لی مگر بھارت نے اسے مسترد کر دیا۔

ڈاکٹر گراہم نے وکالت کی کہ ان کی نگرانی میں بھارت اور پاکستان کے وزرائے اعظم کی کانفرنس منعقد کی جائے۔ پاکستان نے یہ تجویز منظور کر لی مگر بھارت نے اسے مسترد کر دیا۔

ڈاکٹر گراہم نے اپنی رپورٹ میں متفکہ خیز طور پر بھارتی حکومت کے غیر معمولی جذبۂ تعاون کا ذکر کیا ہے۔ اس کی اس کے لئے ہم انھیں مورد الزام قرار نہیں دے سکتے۔ بہر صورت بمبئی میں ان کے ساتھ جو سلوک کیا گیا تھا، اسے وہ شاید عمر بھر فراموش نہیں کریں گے۔ ہمیں پورا احساس ہے کہ ڈاکٹر گراہم کس حد تک معذور تھے اور ان کا کام کتنا مشکل اور نازک تھا مگر یہ واقعی ایک انتہائی افسوسناک بات ہے، کہ انھوں نے ریاست کے فوجی انخلا کے لئے چھ سال قبل جو طریق کار مقرر کیا تھا اسے بھارت سے منظور کرانے کی انھوں نے کوئی کوشش نہیں کی۔ اگر وہ ایسا کرتے تو یہ یقیناً ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء کی قرارداد کے دوسرے حصہ پر عملدرآمد کے سلسلہ میں آگے کی جانب ایک قدم ہوتا۔

مگر ان مفاہمت کنندوں نے ہمیشہ نہرو کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ بھارت کھلم کھلا اقوام متحدہ پر پاکستان سے "ساز باز" کرنے کا الزام لگانے لگا ہے۔ ریاست کے فوجی انخلاء کے لئے وہ ہمیشہ پاکستانی فوجوں کے انخلا پر اصرار کرتا رہا ہے لیکن ڈاکٹر گراہم کی تجویز کے مطابق پاکستان ایسا کرنے پر بھی آمادہ ہو گیا تو بھارت نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ وہ کشمیر کی سرحد پر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اقوامِ متحدہ کی فوجوں کا وجود برداشت نہیں کر سکتا۔ اس ذلت آمیز ناٹک کا سب سے حیرت انگیز اور دلچسپ پہلو یہ ہے کہ بھارت وزرائے اعظم کی کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے کیونکہ اس طرح "مظلوم اور حملہ آور" کو مساوی حیثیت حاصل ہو جائے گی۔ اگر ایسا ہے تو نہرو، جولائی ۱۹۵۰ء میں سر اوون ڈکسن کی نگرانی میں لیاقت علی خاں سے اپنی ملاقات کے حق میں کیا جواز پیش کریں گے۔

ان تمام باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ کشمیر کے تنازعہ میں اقوامِ متحدہ کی مداخلت کی تاریخ در اصل انتہا پسند اور ہٹ دھرم بھارت کے ساتھ مسلسل مراعات کی داستان ہے۔ حفاظتی کونسل اور اس کے مقرر کئے ہوئے چاروں مفاہمت کنندوں نے ہمیشہ یہی محسوس کیا کہ ان کی مساعی کا مقصد صرف یہ ہے کہ کشمیر میں بالآخر استصواب رائے منعقد کرایا جائے۔ لیکن انھوں نے غالباً یہ نہیں سمجھا کہ نہرو کی حکمت عملی یہ ہے کہ ایسے حالات پیدا کر دئے جائیں جن میں استصواب کی کبھی نوبت ہی نہ آنے پائے۔ اپنے تمام جھوٹے بیانات، نیز حفاظتی کونسل، اس کے مفاہمت کنندگان، پاکستان، اور دنیا بھر کو اس کا حتمی یقین دلانے کے باوجود کہ وادی کشمیر کے مستقبل کا آخری فیصلہ اس کے عوام کی مرضی کے مطابق ہو گا۔ نہرو کی تمام چالوں کا مقصد محض یہ رہا ہے کہ استصواب کے امکانات بعید سے بعید تر ہوتے جائیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۴

استصواب رائے کا وعدہ

ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ حفاظتی کونسل میں کشمیر کا مسئلہ پہلی بار پیش ہونے سے یا رنگ رپورٹ پر بحث کے وقت تک بھارت نے اپنے اصل موقف سے منحرف ہونے کے لیئے ہر حکمت عملی اور ہر حیلے سے کام لیا ہے۔ اس شاطرانہ سخن سازی کا واضح مقصد اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ استصواب رائے کو معرض التوا میں ڈالا جائے۔ حفاظتی کونسل کی تمام قراردادوں کا بنیادی مقصد چونکہ صرف یہی ہے کہ آزادانہ اور غیر جانب دارانہ استصواب رائے جلد منعقد کرنے کے لیے فضا سازگار بنائی جائے۔ اس لیے یہ دیکھنا نامناسب نہ ہوگا کہ بھارت ان قراردادوں کا کس حد تک پابند ہے اور ماضی میں اس کے اور اس کے لیڈروں نے جموں اور کشمیر کے عوام سے استصواب رائے کا عہد پورا کرنے کے لیے کیسے اور کتنے بین الاقوامی مواعید کیے ہیں۔

بھارت کے گورنر جنرل لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو مہاراجہ کے خط کا جو جواب بھیجا تھا اس میں بھارتی حکومت کی جانب سے کہا گیا تھا،

"اپنی اس پالیسی کے مطابق کہ اگر کسی ریاست کے الحاق کا سوال متنازعہ فیہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بن جائے تو اس کا فیصلہ متعلقہ ریاست کے عوام کی مرضی کے مطابق کیا جائے۔ میری حکومت کی خواہش یہ ہے کہ کشمیر میں جیسے ہی امن و امان بحال ہو جائے اور اس کی سرزمین حملہ آوروں سے پاک ہو جائے ریاست کے الحاق کا فیصلہ عوام کی مرضی معلوم کر کے کیا جائے۔"

نہرو شاید اس وضاحت سے بھی مطمئن نہیں ہوئے تھے چنانچہ انھوں نے فوراً ہی برطانیہ کے وزیر اعظم مسٹر اٹلی کے نام ایک تار بھیجا جس میں انھوں نے لکھا :

"میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ موجودہ ہنگامی حالات میں کشمیر کی امداد کرنے کا مقصد کسی طرح بھی یہ نہیں ہے کہ ریاست پر دباؤ ڈال کر اس کا بھارت سے الحاق کرایا جائے۔ ہم اپنی اس رائے کا بار بار اعلان کر چکے ہیں کہ کسی بھی متنازعہ علاقے یا ریاست کے الحاق کا سوال اس کے عوام کی مرضی کے مطابق طے ہونا چاہیے اور ہم اس اصول پر بدستور قائم ہیں۔"

یہ تار موصول ہونے پر برطانوی وزیر اعظم نے اپنے ہائی کمشنر متعینہ پاکستان کی وساطت سے وزیر اعظم پاکستان کو ایک پیغام بھیجا جو حسب ذیل ہے :

"مجھے بھارت کے وزیر اعظم کا ایک پیغام موصول ہوا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ کشمیر میں ایک سنگین صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔ . . . انھوں نے مزید لکھا ہے کہ وہ اس بات کو واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ موجودہ ہنگامی حالات میں کشمیر کی امداد کرنے کا مقصد کسی طرح بھی یہ نہیں ہے کہ ریاست پر دباؤ ڈال کر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس کا بھارت سے الحاق کرایا جائے۔"

دوسرے ہی دن مسٹر نہرو نے وزیر اعظم لیاقت علی خاں کے نام حسب ذیل تار روانہ کیا:

"میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ بھارتی حکومت نے جو کارروائی کی ہے وہ حالات سے مجبور ہو کر اور اس لیئے کی ہے کہ سری نگر کے لیئے سنگین خطرہ بالکل قریب پہنچ گیا تھا۔ بھارتی حکومت کی ہرگز یہ خواہش نہیں ہے کہ کشمیر سے حملہ آوروں کو نکال دینے اور امن و امان کی بحالی کے بعد وہ ریاست کے معاملات میں کسی طرح کی کوئی مداخلت کرے۔ الحاق کے سلسلہ میں بھی یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ یہ اس شرط پر قبول کیا گیا ہے کہ اس کے بارے میں عوام کی رائے اور منظوری حاصل کی جائے گی۔ بھارتی حکومت کسی پر کوئی فیصلہ مسلط نہیں کرنا چاہتی اور وہ عوام کی خواہشات کا احترام کرے گی لیکن اُن کی خواہش اس وقت تک معلوم نہیں کی جا سکتی جب تک امن و امان قائم نہ ہو جائے۔"

اسی سال ۳۱ اکتوبر کو بھارتی وزیر اعظم نے پاکستان کے وزیر اعظم کے نام ایک اور تار روانہ کیا:

"ہم نے بھارت سے کشمیر کا الحاق مہاراجہ کی حکومت اور ریاست کی ایک ایسی تنظیم کی درخواست پر قبول کیا تھا جو عوام میں سب سے زیادہ نمائندہ اور مقبول عام ہے اور جس میں مسلمانوں کی غالب اکثریت شامل ہے۔ اس کے باوجود یہ الحاق اس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شرط پر منظور کیا گیا تھا کہ کشمیر کی سرزمین سے حملہ آور جیسے ہی نکال دیئے جائیں اور ریاست میں امن و امان بحال ہو جائے۔ عوام خود الحاق کے سوال کا فیصلہ کریں۔ انھیں اختیار حاصل ہے کہ وہ جس مملکت سے چاہیں الحاق کا فیصلہ کریں"

"ہم یقین دلا چکے ہیں کہ امن بحال ہوتے ہی اپنی فوجیں کشمیر سے واپس بُلالیں گے اور ریاست کے الحاق کا فیصلہ خود اس کے عوام پر چھوڑ دیں گے۔ یہ یقین دہانی محض آپ کی حکومت کے ساتھ نہیں بلکہ خود کشمیری عوام اور پوری دُنیا کے ساتھ ایک عہد کی حیثیت رکھتی ہے۔"

مسٹر نہرو نے اس کے تین دن بعد قوم کے نام ایک پیغام نشر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ "کشمیر کے الحاق کا مسئلہ طے کرنے کے لیے بھارتی حکومت کسی بین الاقوامی تنظیم مثلاً اقوام متحدہ کی نگرانی میں رائے طلبی کے لیے تیار ہے۔ ہم اعلان کر چکے ہیں کہ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ بالآخر اس کے عوام ہی کریں گے"۔

اس کے دوسرے ہی دن مسٹر نہرو نے مسٹر لیاقت علی خاں کے نام ایک تار میں اپنی یقین دہانی کا اعادہ کیا:

"میں آپ کی توجہ اپنی کل شام کی نشری تقریر کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ میں نے اپنی حکومت کی پالیسی بیان کر دی ہے اور یہ واضح کر دیا ہے کہ ہم کشمیر پر اپنی مرضی مسلط نہیں کرنا چاہتے بلکہ ہماری خواہش ہے کہ آخری فیصلہ خود کشمیری عوام ہی کریں۔ میں نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم اس پر بھی رضامند ہو گئے ہیں کہ کوئی بین الاقوامی تنظیم مثلاً اقوام متحدہ رائے طلبی کی نگرانی کرے۔ حملہ آوروں کو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جیسے ہی واپس بُلا لیا جائے گا۔ کشمیر میں ہماری فوجوں کی موجودگی کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔"

بھارت کے وزیر تعلیم مولانا آزاد نے ۱۹۵۱ء کے موسم گرما میں ایران میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

"بھارتی حکومت خود اپنی مرضی سے اور کسی دوسرے کی تحریک کے بغیر ایک سے زاید بار اعلان کر چکی ہے کہ وہ کشمیری عوام کی خواہشات کا احترام کرے گی... ہم ہمیشہ کہتے ہیں کہ اس کا فیصلہ کشمیر کے عوام ہی کریں گے کہ وہ بدستور ہمارے ساتھ رہیں گے یا پاکستان سے الحاق کریں گے۔"

اس کے بعد حفاظتی کونسل اور اس کے نمائندوں کو یکے بعد دیگرے یقین دلایا گیا کہ بھارت کبھی کشمیر میں استصواب رائے کے وعدے سے منحرف نہیں ہوگا نہ اس کے راستے میں حائل ہوگا۔

الحاق کے سوال کا قطعی فیصلہ کرنے کے لیے مقبوضہ کشمیر میں جب ایک نام نہاد دستور ساز اسمبلی طلب کی گئی اور پاکستان نے اس کے خلاف احتجاج کیا تو اقوام متحدہ میں بھارت کے مستقل مندوب مسٹر بی۔ این۔ راؤ نے یقین دلایا کہ "ان کی حکومت کی رائے یہ ہے کہ دستور ساز اسمبلی اگر چاہے تو الحاق کے متعلق رائے ظاہر کر سکتی ہے لیکن وہ اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔"

بعد میں ایک اور بھارتی مندوب نے بھی اسی یقین دہانی کا اعادہ کرتے ہوئے کہا: "جہاں تک بھارتی حکومت کا تعلق ہے کشمیر کی دستور ساز اسمبلی کا مقصد یہ نہیں ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کہ وہ حفاظتی کونسل میں زیرِ غور مسئلہ پر بے جا اثر ڈالے یا اس کے راستے میں حائل ہو۔"

انہی بیانات پر یقین کر کے حفاظتی کونسل نے ۳۰ مارچ ۱۹۵۱ء کو ایک قرارداد منظور کی جس میں کہا گیا:

"یہ کہ آل جموں و کشمیر کانفرنس کی سفارش کے مطابق دستور ساز اسمبلی طلب کرنے کا فیصلہ یا کسی ایسی کارروائی کی کوشش، جو مجوزہ اسمبلی پوری ریاست یا اس کے کسی حصہ کی آئندہ نوعیت یا الحاق کے سلسلہ میں کرے مذکورہ بالا اصول کے مطابق ریاست کے فیصلہ کے مترادف نہیں ہوگی۔"

یو۔ پی کونسل (ایوان بالا) کی رکن بیگم اعزاز رسول نے ۸ ستمبر ۱۹۵۱ء کو آل انڈیا ریڈیو سے ایک تقریر نشر کرتے ہوئے کہا:

"بعض حلقوں میں یہ اُلجھن پیدا ہو گئی ہے کہ کشمیر کی دستور ساز اسمبلی کے انتخابات صرف اس لیے منعقد کیے جا رہے ہیں کہ ریاست میں آزادانہ استصواب رائے کی نوبت نہ آنے پائے یہ ایک بالکل غلط اور گمراہ کن خیال ہے جیسا کہ خود ہمارے وزیر اعظم شری جواہر لال نہرو پارلیمنٹ میں اعلان کر چکے ہیں کشمیر کی دستور ساز اسمبلی صرف قانون سازی کے لیئے قائم کی جا رہی ہے تاکہ ریاست کا نظم و نسق زیادہ خوش اسلوبی سے چلایا جا سکے۔ اس اسمبلی کا ریاست کے مستقبل اور الحاق کے بارے میں عوام کی رائے کے اہم اور فیصلہ کن مسائل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

۲۰ اگست ۱۹۵۳ء کو نئی دہلی میں بھارت اور پاکستان کے وزرائے اعظم نے حسب ذیل مشترکہ بیان جاری کیا:

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"ہم نے کشمیر کے سارے پہلوؤں پر تفصیل سے تبادلہ خیالات کیا۔ یہ ہماری قطعی رائے ہے کہ اس مسئلہ کو ریاستی عوام کی خواہشات کے مطابق اس طرح طے کیا جائے کہ ان کی فلاح و بہبود کو فروغ پہنچے اور ریاستی عوام کی زندگی میں کم سے کم رخنہ اندازی ہو۔ عوام کی خواہشات معلوم کرنے کا سب سے زیادہ قابل عمل ذریعہ یہ ہے کہ ایک آزادانہ اور غیر جانب دارانہ استصواب رائے کرایا جائے اس استصواب رائے کی تجویز کئی سال قبل کی جا چکی ہے اور اس پر اتفاق رائے ہو چکا ہے لیکن بعض مبادیاتی مسائل پر اتفاق رائے نہ ہو سکنے کے باعث اس مقصد کے حصول کا کام آگے نہیں بڑھ سکا۔ وزرائے اعظم متفق ہیں کہ ان مبادیاتی مسائل پر سمجھوتے کے لئے انھیں ان پر براہ راست غور و خوض کرنا چاہیئے ہمیں پہلے ان سمجھوتوں کو عملی جامہ پہنانا ہوگا۔ اس کے بعد ہمارا آئندہ اقدام ایک ناظم استصواب کا تقرر ہوگا۔"

مزید برآں نہرو اس حد تک چلے گئے کہ انھوں نے ان مبادیاتی مسائل پر سمجھوتوں کے لئے ایک میعاد بھی مقرر کر دی اور اس پر رضامند ہو گئے کہ اپریل ۱۹۵۴ء کے آخر تک ناظم استصواب مقرر کر دیا جائے۔

بھارت چونکہ اپنے غیر مبہم اعلانات، سرکاری بیانات اور تاروں کے ذریعہ یقین دہانیوں کے ذریعہ وعدہ کر چکا تھا کہ جموں اور کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ جمہوری اصولوں کے مطابق اقوام متحدہ کی نگرانی میں استصواب رائے سے کیا جائے گا۔ اس لئے یہ المیہ اور بھی اندوہ ناک بن گیا ہے کہ وہ اپنے وعدہ سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

منحرف ہو گیا ہے۔ اپنے تمام مقدس مواعید کو پس پشت ڈال کر مسٹر نہرو اب یہ کہنے لگے ہیں کہ کشمیر قانونی اور حقیقی طور پر بھارت کی ملکیت ہے۔ قانون میں اگر قبضہ ہی سب کچھ ہے تو کشمیر "قانونی" طور پر بھارت ہی کا حصہ کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ نہرو "حقیقی طور پر" اس پر قابض ہیں۔ "شریف صورت لٹیرے" میلن نے حفاظتی کونسل کو صرف یہ بتانے کے لیئے کہ کشمیر بھارت کا حصہ بن چکا ہے۔ اسّی ہزار الفاظ استعمال کیے اور نو گھنٹے تک تقریر کرتے رہے۔ حتیٰ کہ بھارت کے صدر راجندر پرشاد نے بھی یہ اعلان کر دیا ہے کہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو مہاراجہ کی جانب سے الحاق کی پیشکش منظور کرنے کے بعد ریاست جموں و کشمیر بھارت کا حصہ بن گئی۔ کیا بد عہدی کی اس سے بھی زیادہ شرمناک مثال دی جا سکتی ہے؟ کیا جمہوریت کی طاقتوں کے ساتھ اس سے بھی زیادہ گستاخانہ رویہ اختیار کیا جا سکتا ہے؟ بدلے ہوئے اور تغیر پذیر حالات کے باوجود بھارت ہمیشہ یہ تسلیم کرتا رہا تھا کہ "ریاست میں امن و امان بحال ہوتے ہی" جموں و کشمیر کے عوام الحاق کا سوال طے کرنے کا حق استعمال کریں گے۔ ریاست میں اگر "امن و امان" قائم ہو چکا ہے تو کیوں نہ استصواب رائے منعقد کرایا جائے اور بھارت سے ریاست کے نام نہاد الحاق کے دس سال بعد بھی امن و امان بحال نہیں ہو سکا تو نہرو کو اس پر مزید قابض رہنے کا کوئی حق نہیں ہے اور اس کا واحد علاج استصواب رائے ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بھارت نے اپنے تمام پرانے مواعید کیوں پسِ پشت ڈال دیئے ہیں اور اب وہ الحاق کے نام سے بھی کیوں چڑنے لگا ہے؟ بھارت کے رہنماؤں نے جو نیا موقف اختیار کیا ہے اس کے بارے میں اسے کیا کہنا ہے؟ کیا اس کے پاس اپنے وعدوں سے انحراف کے لیئے کوئی دلیل موجود ہے؟ آئندہ چہار ابواب میں ان اسباب اور عوامل پر بحث کی جائے گی جنھوں نے بھارتی ترجمانوں کے بیان کے مطابق صورتِ حال کو بنیادی طور پر بدل دیا ہے اور استصواب رائے کے امکانات کو خارج از بحث قرار دے دیا ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

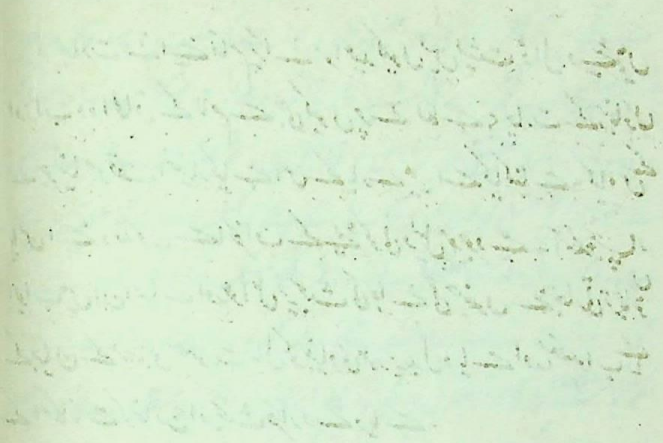

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۵

جارحانہ کارروائی کا ہوّا

حیلہ جو مابہانہ بسیار

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۵

جارحانہ کارروائی کا ہوّا

حفاظتی کونسل سے بھارت کی اس پُرزور درخواست کے بعد سے کہ "کشمیر کی صورتِ حال سنگین اہمیت کی حامل اور فوری کارروائی کی مستحق ہے۔" یارنگ مشن تک مسٹر نہرو اور ان کے نمائندے مسلسل یہ کہتے آئے ہیں کہ وہ استصواب رائے کے سوال پر اس وقت تک بات چیت نہیں کر سکتے جب تک پاکستان "جارحانہ کارروائی کو کالعدم نہ قرار دے دے۔" بھارت کو اصرار ہے کہ وہ استصواب رائے کی پیش کش پر اس وقت تک غور نہیں کر سکتا جب تک پاکستان کو جارحانہ کارروائی کا مرتکب اور حملہ آور نہ قرار دے دیا جائے۔ جب تک یہ اعلان نہ کر دیا جائے کہ پاکستان چور ہے اور اس نے زبردستی مداخلت بے جا کی ہے جب تک یہ نہ کہہ دیا جائے کہ اصل خطاوار صرف پاکستان ہے یکم جنوری ۱۹۴۸ء کو بھارت نے حفاظتی کونسل سے درخواست کی تھی کہ وہ پاکستان کو ہدایت کرے کہ وہ ایسی امداد دینا بند کر دے جو بھارت کے خلاف جارحانہ کاروائی کے مترادف ہے۔ ۱۲ جولائی ۱۹۴۸ء کو بھارتی مندوب مسٹر باجپئی نے اقوام متحدہ کے کمیشن سے کہا کہ بھارت اسے سب سے زیادہ اہمیت دیتا ہے کہ پاکستان کی قصوروار کا اعلان

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ مسٹر نہرو نے بھی مطالبہ کیا کہ پاکستان کو لازمی طور پر مجرم قرار دیا جائے۔ نیز اس کی دغابازی اور کشمیر کی غارت گری میں اس کی شرکت کو بے نقاب کیا جائے۔ اقوامِ متحدہ کے کمیشن کے چیئرمین مسٹر جوزف کوربل نے جب مسٹر نہرو سے دریافت کیا کہ وہ غیر مشروط متارکہ جنگ کی پیشکش پر غور کرنے کے لیے تیار ہیں یا نہیں تو بھارتی وزیر اعظم نے چیخ کر جواب دیا "آپ اس طرح کی کوئی بات مجھ سے کیسے دریافت کر سکتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہمیں دوسرے فریق کے ہم پلّہ رکھ رہے ہیں۔ ایک کمیشن کی حیثیت سے آپ کا فرض ہے کہ آپ پاکستان کو مجرم قرار دیں کیونکہ اس کی فوجیں ہماری سرزمین پر مقیم ہیں۔ آپ کو چاہیے کہ آپ پاکستان کو اپنی فوجوں کے انخلاء پر مجبور کریں۔ ورنہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ایک چور دروازہ توڑ کر میرے مکان میں گھس آیا ہے اور آپ اس سے یہ کہتے ہیں کہ وہ اس وقت تک اسی میں ٹھیرا رہے اور باہر نہ نکلے جب تک بعض دوسرے اقدامات نہ کر لیے جائیں۔ آپ چور اور مکان کے مالک کو مساوی حیثیت دیتے ہیں۔ پہلے چور کو باہر نکل جانا چاہیے۔ اس کے بعد ہم مزید اقدامات پر تبادلہ خیالات کر سکتے ہیں۔"

اس سلسلہ میں پاکستان کا مؤقف کیا ہے؟

سب سے پہلے ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ کشمیر کا تنازعہ برصغیر کی اس وسیع جدوجہد کا صرف ایک حصہ ہے جو ہندوستان کی تقسیم پر منتج ہوئی ہے۔ ایک ایسے مسئلہ کے بارے میں جس نے پاکستان اور بھارت کو ایک دوسرے کے خلاف

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

صف آرا کر دیا ہے کوئی فیصلہ دینا یا اس کا کوئی حل تجویز کرنا اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک جدوجہد کے اس پس منظر کو بھی نہ سمجھ لیا جائے جس کا ناگزیر نتیجہ تقسیم کی شکل میں ظاہر ہوا ہے (ساتواں باب ملاحظہ فرمائیے) "پاکستان کی جارحانہ کارروائی" کا سوال لازمی طور پر الحاق کے مسئلہ کا جزو ہے اور جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں بھارت سے کشمیر کے الحاق کی بنیاد "تشدد اور فریب" پر ہے۔

اس کے علاوہ بھارت نے یکم جنوری ۱۹۴۸ء کو حفاظتی کونسل میں جو شکایت پیش کی تھی۔ اس میں یہ نہیں کہا گیا تھا کہ کشمیر کے اس حصہ میں جس کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ "بھارتی علاقہ" ہے پاکستان کی فوج بھی موجود ہے۔ اقوام متحدہ کا کمیشن برائے ہندو پاکستان جب برصغیر پہنچا تو اس سے حکومت پاکستان نے سرکاری طور پر یہ کہہ دیا کہ "پاکستانی فوج کے تین بریگیڈ حفاظت خود اختیاری کے لیئے کشمیر میں داخل ہو گئے ہیں" کیونکہ اسے یہ خطرہ تھا کہ بھارتی فوج کہیں پاکستانی علاقے پر حملہ نہ کر دے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا گیا تھا کہ حفاظتی کونسل سے بھارت کی شکایت اور ریاست میں پاکستانی فوجوں کے داخلے سے بھی بہت قبل جموں اور کشمیر کے عوام نے حکمران وقت کے خلاف کامیاب بغاوت کر دی تھی اور ریاست کے ایک حصہ کو آزاد کرا لیا تھا جو آج کل آزاد کشمیر اور شمالی علاقوں سے موسوم ہیں اور یہ علاقے پاکستانی فوجوں کے انخلا کے بعد بھارت کے قبضے میں نہیں دیئے جائیں گے۔

بھارت نہ صرف کشمیر کے اس حصے کا دعوے دار ہے جو آج کل حکومت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ مسٹر نہرو نے بھی مطالبہ کیا کہ پاکستان کو لازمی طور پر مجرم قرار دیا جائے۔ نیز اس کی دغا بازی اور کشمیر کی غارت گری میں اس کی شرکت کو بے نقاب کیا جائے۔ اقوامِ متحدہ کے کمیشن کے چیئرمین مسٹر جوزف کوربل نے جب مسٹر نہرو سے دریافت کیا کہ وہ، غیر مشروط متارکہ جنگ کی پیشکش پر غور کرنے کے لیے تیار ہیں یا نہیں تو بھارتی وزیر اعظم نے چیخ کر جواب دیا "آپ اس طرح کی کوئی بات مجھ سے کیسے دریافت کر سکتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہمیں دوسرے فریق کے ہم پلّہ رکھ رہے ہیں۔ ایک کمیشن کی حیثیت سے آپ کا فرض ہے کہ آپ پاکستان کو مجرم قرار دیں کیونکہ اس کی فوجیں ہماری سرزمین پر مقیم ہیں۔ آپ کو چاہیے کہ آپ پاکستان کو اپنی فوجوں کے انخلاء پر مجبور کریں۔ ورنہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ایک چور دروازہ توڑ کر میرے مکان میں گھس آیا ہے اور آپ اس سے یہ کہتے ہیں کہ وہ اس وقت تک اسی میں ٹھہرا رہے اور باہر نہ نکلے جب تک بعض دوسرے اقدامات نہ کر لیے جائیں۔ آپ چور اور مکان کے مالک کو مساوی حیثیت دیتے ہیں۔ پہلے چور کو باہر نکل جانا چاہیے۔ اس کے بعد ہم مزید اقدامات پر تبادلہ خیالات کر سکتے ہیں۔"

اس سلسلہ میں پاکستان کا مؤقف کیا ہے؟

سب سے پہلے ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ کشمیر کا تنازعہ برصغیر کی اس وسیع جدوجہد کا صرف ایک حصہ ہے جو ہندوستان کی تقسیم پر منتج ہوئی ہے۔ ایک ایسے مسئلہ کے بارے میں جس نے پاکستان اور بھارت کو ایک دوسرے کے خلاف

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

صف آرا کر دیا ہے کوئی فیصلہ دینا یا اس کا کوئی حل تجویز کرنا اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک جدوجہد کے اس پس منظر کو بھی نہ سمجھ لیا جائے جس کا ناگزیر نتیجہ تقسیم کی شکل میں ظاہر ہوا ہے (سالواں باب ملاحظہ فرمایئے) "پاکستان کی جارحانہ کارروائی" کا سوال لازمی طور پر الحاق کے مسئلہ کا جزو ہے اور جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں بھارت سے کشمیر کے الحاق کی بنیاد "تشدد اور فریب" پر ہے۔

اس کے علاوہ بھارت نے یکم جنوری ۱۹۴۸ء کو حفاظتی کونسل میں جو شکایت پیش کی تھی۔ اس میں یہ نہیں کہا گیا تھا کہ کشمیر کے اس حصہ میں جس کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ "بھارتی علاقہ" ہے پاکستان کی فوج بھی موجود ہے۔ اقوام متحدہ کا کمیشن برائے ہندوپاکستان جب برصغیر پہنچا تو اس سے حکومت پاکستان نے سرکاری طور پر یہ کہہ دیا کہ "پاکستانی فوج کے تین بریگیڈ حفاظت خود اختیاری کے لیئے کشمیر میں داخل ہو گئے ہیں"، کیونکہ اسے یہ خطرہ تھا کہ بھارتی فوج کہیں پاکستانی علاقے پر حملہ نہ کر دے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا گیا تھا کہ حفاظتی کونسل سے بھارت کی شکایت اور ریاست میں پاکستانی فوجوں کے داخلے سے بھی بہت قبل جموں اور کشمیر کے عوام نے حکمران وقت کے خلاف کامیاب بغاوت کر دی تھی اور ریاست کے ایک حصہ کو آزاد کرا لیا تھا جو آج کل آزاد کشمیر اور شمالی علاقوں سے موسوم ہیں اور یہ علاقے پاکستانی فوجوں کے انخلا کے بعد بھارت کے قبضے میں نہیں دیئے جائیں گے۔

بھارت نہ صرف کشمیر کے اس حصے کا دعوے دار ہے جو آج کل حکومت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آزاد کشمیر کے ماتحت ہے بلکہ وہ شمالی علاقوں پر بھی اپنا حق جتاتا ہے جن کا نظم و نسق خود پاکستان کے ہاتھ میں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں علاقوں کے عوام نے مہاراجہ کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے اپنا اقتدار قائم کر لیا تھا اور مہاراجہ کو اس کی حاکمیت سے محروم کر دیا تھا۔ یہ بغاوت بھارت کے ساتھ الحاق کی پیشکش سے کافی قبل کامیاب ہو چکی تھی۔ اس لئے مہاراجہ ان علاقوں پر حاکمیت سے اسی دن محروم ہو گیا جس روز اس نے بھارت سے الحاق کیا تھا کیونکہ وہ ریاست کے ان حصوں کے بارے میں الحاق کا کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا تھا جن پر اس کا اقتدار باقی نہیں رہا تھا۔ بین الاقوامی قانون بھی بغاوت کے بعد کسی مملکت سے کسی علاقے کی علیحدگی کو اس وقت تک جائز تسلیم کرتا ہے جب تک حکمران اس علاقے کو دوبارہ فتح نہ کر لے۔ اوپن ہیم نے "بین الاقوامی قانون" کے متعلق اپنے مشہور مقالے میں لکھا ہے "بغاوت کے بعد کسی علاقے سے محرومی ایک ایسا طریقہ ہے جس سے حصول کا کوئی طریقہ مطابقت نہیں رکھتا لیکن جیسا کہ ہمیں تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کسی مملکت سے کسی علاقے کی محرومی کی یہ صورت وقتاً فوقتاً پیش آتی رہی ہے۔ اس سوال کا قطعی کوئی جواب نہیں دیا جا سکتا کہ بغاوت کے بعد کسی علاقے کی علیحدگی کب مکمل ہو جاتی ہے کیونکہ اس کا کوئی طے شدہ قاعدہ مقرر نہیں کیا جا سکتا کہ ایک مملکت سے کسی علاقے کی علیحدگی کے بعد جو نئی مملکت معرض وجود میں آتی ہے۔ اس کے بارے میں یہ کب کہا جا سکتا ہے کہ وہ تمام خطرات سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

محفوظ اور مستقل طور پر قائم ہو گئی ہے یہ بالکل ترین قیاس ہے کہ علیحدہ ہونے والی مملکت کو کوئی تیسری مملکت ایک باقاعدہ ملک تسلیم کرے لیکن جس مملکت سے اس کا علاقہ علیحدہ ہوا ہو وہ تسلیم نہ کرے کہ یہ اس کے ہاتھ سے ہمیشہ کے لیئے نکل گیا ہے اور ممکن ہے وہ اسے دوبارہ فتح کرنے میں بھی کامیاب ہو جائے۔"

جہاں تک کشمیر کے تنازعہ کا تعلق ہے آزاد کشمیر کی حکومت ان علاقوں میں قائم کی گئی ہے جو بغاوت کے بعد ریاست سے علیحدہ ہو گئے ہیں اس لیئے جب تک انھیں دوبارہ فتح نہ کر لیا جائے۔ انھیں بھارتی مقبوضہ کشمیر کا حصہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس طرح جارحانہ کارروائی کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا کیونکہ پاکستانی فوجیں ان علاقوں میں کبھی داخل ہی نہیں ہوئیں جن پر بھارت کا قبضہ ہے۔

اس کے علاوہ "جارحانہ کارروائی" کے الزام کو باطل قرار دینے کے لیئے حقائق کو نسل کی ان قراردادوں کا جائزہ لینا کافی ہے جنھیں پاکستان نے منظور کر لیا ہے اور بھارت نے مسترد کر دیا ہے۔

اس موضوع کے متعلق اہم ترین قرارداد ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء کو منظور کی گئی تھی جیسا کہ اس کی تمہید میں کیا گیا ہے اقوام متحدہ کے کمیشن نے ریاست جموں و کشمیر کے صورت حال کے بارے میں بھارت اور پاکستان کے نمائندوں کے نقطہ ہائے نظر پر بڑی احتیاط سے غور و خوض کیا تھا" اور یہ قرارداد ان نکات کو اچھی طرح جانچنے کے بعد منظور کی گئی تھی جو بھارت اور پاکستان کے نمائندوں نے اٹھائے تھے۔ کمیشن کے اکثر ان کو ان الزامات کا پوری طرح

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

علم تھا جو بھارت نے پاکستان پر لگائے تھے اور وہ بخوبی یہ جانتے تھے کہ قرارداد کا مسوّدہ تیار کرنے سے قبل اس موضوع سے متعلق تقریروں میں کیا کہا گیا تھا۔ اس قرارداد کی منظوری سے قبل اس کی مختلف دفعات کے بارے میں بھارت نے خاموش رضامندی کا اظہار بھی کر دیا تھا۔ بھارت کے نمائندوں نے آج تک یہ دعوے کبھی نہیں کیا کہ وہ اس سمجھوتے کے پابند نہیں ہیں۔

یہ قرارداد جیسا کہ اس کی تمہید کے تیسرے پیراگراف میں کہہ دیا گیا ہے بھارت اور پاکستان کی حکومتوں کو ایک تجویز کی شکل میں پیش کی گئی تھی۔ اسے تین اجزا میں تقسیم کیا گیا تھا۔ پہلا جزو جس کا عنوان "متارکہ جنگ کا حکم" تھا پانچ پیراگرافوں ا، ب، ج، د اور ہ میں تقسیم کیا گیا تھا۔

پیراگراف "ا" میں یہ گنجائش رکھی گئی تھی کہ بھارتی اور پاکستانی حکومتوں کی ہائی کمانیں متارکہ جنگ کا حکم جاری کریں۔ پیراگراف "ب" میں کہا گیا تھا کہ بھارتی اور پاکستانی افواج کی ہائی کمانیں ایسے اقدامات سے گریز کریں گی جن سے ریاست جموں و کشمیر میں ان کی فوجوں کی قوت میں اضافے کا امکان ہو۔ پیراگراف "ج" میں بھارت اور پاکستان کے کمانڈر انچیفوں کو ہدایت کی گئی تھی کہ متارکہ جنگ کا کام آسان بنانے کے لیے اگر اس وقت کی فوجوں کی ترتیب و تقسیم میں کسی ردوبدل کی ضرورت ہو تو وہ فوراً آپس میں مشورہ کریں۔ پیراگراف "د" میں کمیشن کی جانب سے فوجی مبصّرین کے تقرر کی گنجائش رکھی گئی تھی اور پیراگراف "ہ" میں دونوں حکومتوں کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اپنے اپنے ملک کے باشندوں سے اپیل

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کریں کہ وہ ایسی فضا پیدا کرے اور اسے برقرار رکھنے میں مدد دیں جو مزید لفت و شنید کو فروغ دینے کے لیے سازگار ہو۔

قرارداد کے دوسرے جزو کا عنوان "عارضی صلح نامہ" ہے۔ اسے تین حصوں ا، ب اور ج میں تقسیم کیا گیا ہے۔ حصہ ا تین پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔ پہلے پیراگراف میں پاکستان سے کہا گیا ہے کہ وہ ریاست سے اپنی فوجیں واپس بلا لے۔ دوسرے پیراگراف میں پاکستان سے اپیل کی گئی کہ وہ اس امر کی ہر امکانی کوشش کرے کہ قبائلی باشندے اور ایسے تمام پاکستانی باشندے ریاست سے واپس آجائیں جو عام طور پر وہاں نہیں رہتے اور ریاست میں اس لیے گئے تھے کہ جنگ میں حصہ لے سکیں۔ تیسرے پیراگراف میں یہ گنجائش رکھی گئی تھی کہ پاکستانی فوجیں جن علاقوں کا انخلا کریں گی ان کا نظم و نسق مقامی حکام کمیشن کی نگرانی میں چلائیں گے۔

دوسرا حصہ بھی تین پیراگرافوں پر مشتمل ہے پہلے پیراگراف میں کہا گیا ہے کہ کمیشن جب بھارت کو یہ اطلاع دے گا کہ قبائلیوں اور پاکستانی شہریوں نے ریاست کا انخلا کر دیا ہے اور اس طرح وہ صورت حال باقی نہیں رہی جس کے پیش نظر بھارتی فوجیں ریاست میں داخل ہوئی تھیں اور یہ کہ پاکستانی فوجیں بھی ریاست سے واپس بلائی جا رہی ہیں تو بھارتی حکومت بتدریج ریاست سے اپنی فوجوں کا بڑا حصہ واپس بلا لے گی۔ انخلا کی رفتار اور مقدار کا فیصلہ کمیشن سے سمجھوتے کے بعد کیا جائے گا۔ دوسرے پیراگراف میں بھارتی حکومت کو اجازت دی گئی تھی کہ وہ کمیشن سے اتفاق رائے کے بعد ریاست میں کم سے کم اتنی فوجیں باقی رکھے جو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

امن وامان کے تحفظ کے سلسلہ میں مقامی حکام کی اعانت کے لیئے ضروری ہوں۔
یہ اجازت صرف اُس وقت تک کے لیے دی گئی ہے جب تک ریاست کے مستقبل کے قطعی تصفیہ سے متعلق شرائط پر سمجھوتہ نہ ہو جائے۔ تیسرے پیراگراف میں بھارتی حکومت کو یہ ضمانت حاصل کرنے کی ہدایت کی گئی تھی کہ ریاستی حکومت لوگوں کو یہ باور کرانے کی حتی المقدور کوشش کرے گی کہ اس کی حدود میں امن و امان کی حفاظت کی جائے گی اور تمام انسانی اور سیاسی حقوق کی ضمانت دی جائے گی۔

تیسرا حصہ صرف ایک پیراگراف پر مشتمل ہے اور اس میں یہ گنجائش رکھی گئی تھی کہ عارضی صلح نامے پر دستخط کے بعد (جیسا بھی دونوں حکومتیں طے کریں) یا تو اس کا مکمل متن شائع کر دیا جائے یا ایک اعلانیہ میں اس کے تمام اصول بیان کر دیے جائیں۔

اقوام متحدہ کی قرارداد کے تیسرے جز و میں دونوں حکومتوں کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اپنی اس خواہش کا دوبارہ اقرار کریں کہ ریاست جموں و کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ عوام کی مرضی کے مطابق کیا جائے گا۔ اور اس مقصد کے پیش نظر دونوں حکومتیں عارضی صلح نامے کی منظوری کے بعد کمیشن سے صلاح مشورے کریں گی تاکہ یہ فیصلہ کیا جا سکے کہ عوام کی آزادانہ رائے کے اظہار کے لیئے کس قسم کے معقول اور منصفانہ حالات پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

اس قرارداد کے بعد ۵ فروری ۱۹۴۹ء کو ایک اور قرارداد منظور کی گئی۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس کی تمہید میں کہا گیا ہے کہ دونوں حکومتوں نے کمیشن کو تحریری طور پر اطلاع دی ہے کہ انھوں نے دوسرے اصولوں کے علاوہ ذیل کے اصول بھی منظور کر لیے ہیں جو کمیشن کی ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء کی قرارداد کے لیے اضافی حیثیت رکھتے ہیں :

(۱) بھارت یا پاکستان سے ریاست جموں و کشمیر کے الحاق کا فیصلہ کرنے کے لیے جمہوری طریق کار اختیار کیا جائے گا یعنی اس کے لیے ایک آزادانہ اور غیر جانب دارانہ استصواب رائے منعقد کرایا جائے گا۔

(۲) استصواب رائے اس وقت منعقد ہو گا جب کمیشن یہ محسوس کرے گا کہ کمیشن کی ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء کی قرارداد کے پہلے اور دوسرے جزو میں متارکہ جنگ اور عارضی صلح نامے کے جو انتظامات بیان کیے گئے ہیں وہ مکمل کیے جا چکے ہیں اور استصواب رائے کی تیاریاں پوری ہو گئی ہیں۔

(۳) اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کمیشن کے اتفاق رائے سے ایک ایسا ناظم استصواب نامزد کریں گے جو بین الاقوامی طور پر ایک مقتدر شخصیت ہو اور جس کو عمومی اعتماد حاصل ہو۔

(۴) جو شہری فسادات کی وجہ سے ریاست کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں انھیں واپس آنے کی دعوت دی جائے گی اور ان کو یہ آزادی حاصل ہو گی کہ وہ واپس آ کر اپنے تمام شہری حقوق بروئے کار لا سکیں۔

(۵) استصواب رائے کے خاتمے پر ناظم استصواب کمیشن اور حکومت جموں و کشمیر کو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس کے نتیجے کی اطلاع دے گا۔ اس کے بعد کمیشن حفاظتی کونسل سے تصدیق کرے گا کہ استصواب رائے آزادانہ اور غیر جانب دارانہ ہوا ہے یا نہیں۔

باقی اصول ناظم استصواب کے فرائض اور اختیارات سے متعلق تھے۔ اس کے علاوہ ان میں اس کی بھی وضاحت کی گئی تھی کہ استصواب رائے منعقد کرنے کے لیے ناظم استصواب کس طرح اس کی جزئیات متعین کرے گا۔

یہ دونوں قرار دادیں ریاست میں استصواب رائے کی سنگ بنیاد ہیں اور ان کے مطالعے سے ہم ذیل کے نتائج اخذ کر سکتے ہیں۔

(۱) پاکستان نے یہ تسلیم کر لیا تھا کہ ریاست کے ایک ایسے حصہ میں اس کی فوجیں مقیم تھیں جو بھارت کے زیر اقتدار نہیں تھا اور یہ کہ ان فوجوں کے انخلا کے بعد ریاست کے اس حصے میں مقامی حکام کا نظم و نسق ہوگا اور کمیشن ان کی نگرانی کرے گا نہ کہ اس میں بھارت کے تابع نام نہاد ریاست جموں و کشمیر کی حکومت کا نظم و نسق ہوگا۔

(۲) پاکستانی فوجوں کے انخلا کی باری اسی وقت آئے گی جب قبائلی اور پاکستان کے وہ شہری ریاست کو خالی کر دیں گے جن کا پہلی قرار داد میں ذکر کیا گیا ہے اور یہ کہ پاکستانی فوجوں کے ساتھ ساتھ بھارتی فوجوں کے بڑے حصہ کو بھی کشمیر خالی کرنا ہوگا۔

(۳) قرار داد تیار کرنے والوں نے بھارت کی جانب سے پاکستان پر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جارحانہ کارروائی کے الزام پر مناسب غور و خوض کیا تھا اور بالآخر ایک ایسی تجویز تیار کی تھی جس کے تحت پاکستان اور بھارت دونوں کی فوجوں کو مکمل یا جزوی طور پر اپنے اپنے مقبوضہ علاقے کو خالی کرنا تھا۔

(۴) ریاست کے مستقبل کے آخری فیصلے کا دارومدار اس پر نہیں ہونا تھا کہ بھارت یا پاکستان نے الحاق یا کسی دوسرے ذریعہ سے ریاست پر قبضہ کر لیا ہے بلکہ اس کا فیصلہ خود ریاستی عوام کو کرنا تھا اور اس میں ریاست کے وہ شہری بھی شامل ہوں گے جو فسادات کی وجہ سے ریاست کو چھوڑنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

(۵) ریاستی عوام کو اپنی خواہش کے اظہار کا موقع دینے کے لیئے ریاست میں جو استصواب منعقد ہونا تھا اس کی نگرانی اقوام متحدہ کو کرنا تھی اور یہ پوری ریاست کے لیئے مقصود تھا نہ کہ اس کے کسی خاص حصہ کے لیئے خواہ وہ بھارت کے قبضہ میں ہو یا پاکستان کے۔

(۶) یہ فیصلہ کرنا کمیشن کا کام ہے کہ استصواب رائے آزادانہ اور منصفانہ طور پر منعقد ہوا ہے یا نہیں۔

ان دونوں قراردادوں کو منظور کر لینے کے بعد بھارت نے ان کی بعض دفعات سے بے بنیاد اور غیر متعلق نتائج اخذ کرنے شروع کر دیئے۔ بھارت نے ان قراردادوں کی تشریح سے جو دشواریاں اور پیچیدگیاں پیدا کر دی ہیں انہی کو دور کرنے کے لیئے حفاظتی کونسل نے یکے بعد دیگرے چار مفاہمت کنندہ مقرر کیے اور ان سب کا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حشر یکساں طور پر المناک ہُوا اور وہ اپنی مساعی میں ناکام ثابت ہوئے۔ بھارت نے قراردادوں کی تشریح کے سلسلہ میں ایک نئی جنگ کا سلسلہ چھیڑ دیا اور سر اوون ڈکسن کے ایک فقرے سے جو اُنھوں نے اتفاق سے کہہ دیا تھا۔ بھارت کے اس الزام کی تصدیق ہو گئی کہ پاکستان نے جارحانہ کارروائی کا ارتکاب کیا ہے۔ سر اوون ڈکسن نے اپنی رپورٹ ۱۵ اگست ۱۹۵۰ء کو حفاظتی کونسل میں پیش کی تھی جس میں انھوں نے کہا تھا:

"کشمیر کا تنازعہ یکم جنوری ۱۹۴۸ء کو حفاظتی کونسل میں پیش کرنے کے بعد بھارت نے متعدد بار نہ صرف یہ ادعا پیش کیا ہے ۔ جس کا میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں ۔ کہ پاکستان نے جارحانہ کارروائی کا ارتکاب کیا ہے بلکہ بھارت کو یہ اصرار بھی ہے کہ پاکستان کے حملہ آور ہونے کا اعلان کیا جائے۔ بھارتی وزیر اعظم نے ملاقات کے شروع ہی میں یہی ادعا پیش کیا اور وہ اس کا بار بار اعادہ کرتے رہے۔

"میں نے یہ موقف اختیار کیا کہ ایک تو حفاظتی کونسل نے اس طرح کا کوئی اعلان نہیں کیا ہے۔ دوسرے نہ تو مجھے اس مسئلہ کی تحقیقات کا فرض سونپا گیا ہے نہ میں نے خود اس کی کوئی عدالتی چھان بین کی ہے۔ تیسرے اس کے اسباب و علل پر بحث کرنے کی بجائے جو غالباً برصغیر کی تاریخ کا جزو بن چکے ہیں۔ میں نے یہ رائے ظاہر کی کہ جب (غالباً ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو) دشمن عناصر نے ریاست

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اقوام متحدہ کے نمائندہ سر اوون ڈکسن ، پاکستان کے وزیر خارجہ سر محمد ظفر اللہ خاں اور
مسٹر مشتاق احمد گورمانی کے ساتھ (۳ جون، ۱۹۵۰ء)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جموں و کشمیر کی سرحدیں پار کی تھیں تو یہ بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی تھی اور جب (غالباً مئی ۱۹۴۸ء میں) پاکستان کی باقاعدہ فوج کے دستے ریاستی علاقے میں داخل ہوئے اس وقت بھی بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کی گئی تھی۔ اس لیئے میں نے یہ تجویز پیش کی کہ فوجی انخلا کے سلسلے میں پہلا قدم یہ اٹھایا جائے کہ ایک مقررہ تاریخ سے پاکستان کی باقاعدہ فوجیں ریاست کا انخلا شروع کر دیں۔ اس کے کچھ عرصہ بعد خط متارکہ کے دونوں جانب مزید اقدامات کیئے جائیں اور یہاں تک قابلِ عمل ہو دونوں طرف اقدامات بیک وقت کیئے جائیں۔ یہ "کچھ عرصہ" کتنے دنوں پر مشتمل ہونا چاہیئے اسے انھیں آپس میں طے کر لینا چاہیئے۔

"میں نے اوپر جو نکتے بیان کیئے ہیں۔ ان میں سے تیسرے نکتے سے وزیرِ اعظم پاکستان نے شدید اختلاف رائے کا اظہار کیا لیکن میری درخواست پر انھوں نے یہ تجویز منظور کر لی کہ فوجی انخلا کے سلسلہ میں پہلا قدم یہ اٹھایا جائے کہ پاکستان کی باقاعدہ فوج کے دستے ایک مقررہ تاریخ سے انخلا شروع کر دیں اور اسے چند روز گزرنے کے بعد بھارتی علاقے میں کوئی کاروائی شروع کی جائے۔

اس طرح یہ صاف ظاہر ہے کہ سر اوون ڈکسن نے تمام حالات اس طرح بیان کر دیے تھے تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ ان کا مفروضہ کوئی قانونی حیثیت نہیں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رکھتا بلکہ اسے انھوں نے محض ضمناً بیان کر دیا تھا اس لیئے اس کو کوئی عدالتی فیصلہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ اس سے بھی زیادہ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ ڈاکٹر فرینک گراہم نے ۲۲ اپریل ۱۹۵۲ء کو حفاظتی کونسل میں اپنی تیسری رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء کی قرارداد کے پہلے جزو کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس پر عملدرآمد مکمل ہو چکا ہے۔ اقوامِ متحدہ کے کمیشن برائے ہندوستان و پاکستان کے سامنے ابتدائی کام یہ تھا کہ وہ لڑائی بند کرا دے۔ فریقین میں متارکہ جنگ پر سمجھوتے کے بعد یکم جنوری ۱۹۴۹ء سے اس پر عمل شروع کر دیا گیا۔ ۲۷ جولائی ۱۹۴۹ء کو دونوں حکومتوں میں خطِ متارکہ کے تعین کے سوال پر بھی سمجھوتہ ہو گیا۔

مزید برآں اس قرارداد کے دوسرے جزو پر بحث ختم کرتے ہوئے ڈاکٹر گراہم نے اپنی رپورٹ کے پیراگراف ۳۶ میں لکھا ہے کہ ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء کی قرارداد کے اس حصہ پر بھی بڑی حد تک عملدرآمد کیا جا چکا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ ذکر بے جا نہ ہوگا کہ بھارت کے وزیرِ اعظم نے ۱۱ ستمبر ۱۹۵۱ء کو ڈاکٹر گراہم کے نام ایک مراسلے میں دوسری باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھا تھا:

"یہاں تک پیراگراف ۴ کا تعلق ہے بھارت کی حکومت نہ صرف اس اصول کی منظوری کا دوبارہ اقرار کرتی ہے کہ ریاست جموں و کشمیر کا بھارت سے الحاق جاری رکھنے کا سوال اقوامِ متحدہ کی نگرانی میں اور جمہوری اصولوں کے مطابق ایک آزادانہ اور غیر جانب دارانہ استصوابِ رائے کے ذریعہ طے کیا جائے بلکہ بھارت کی دلی خواہش یہ بھی ہے کہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

استصواب منعقد کرنے کے لیئے ضروری حالات جس قدر جلد ممکن ہو پیدا کر دیئے جائیں۔ اسی مقصد اور صرف اسی مقصد کو پیشِ نظر رکھ کر بھارتی حکومت نے آپ کی تجاویز پر غور و خوض کیا ہے۔"

ڈاکٹر گراہم نے اپنی تیسری رپورٹ کے پیراگراف ۴۶ میں لکھا ہے:-

"اب سب سے بڑی دشواری یہ باقی رہ گئی ہے کہ فریقین میں اس سوال پر اختلاف رائے ہے کہ فوجی انخلاء کی کاروائی مکمل ہونے کے بعد خطِ متارکہ کے دونوں جانب ہر فریق کی کتنی اور کس نوعیت کی فوجیں باقی رہنے دی جائیں۔"

سلامتی کونسل نے ڈاکٹر گراہم کی تیسری رپورٹ (مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۵۲ء) اور چوتھی رپورٹ (مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۵۲ء) موصول ہونے کے بعد ۲۳ دسمبر ۱۹۵۲ء کو ایک قرارداد منظور کی جس میں بھارت اور پاکستان کی حکومت پر زور دیا گیا تھا کہ وہ:

"اقوامِ متحدہ کے نمائندے برائے ہند و پاکستان کی رہنمائی میں یہ طے کرنے کے لیئے فوراً بات چیت شروع کریں کہ فوجی انخلاء کی کاروائی ختم ہونے کے بعد خطِ متارکہ کے دونوں جانب کتنی فوجیں ہونی چاہئیں۔ اقوامِ متحدہ کے نمائندے نے ۶ جولائی ۱۹۵۲ء کی تجاویز میں یہ مشورہ دیا ہے کہ فوجیوں کی یہ تعداد پاکستان کی جانب تین اور چھ ہزار کے درمیان اور بھارت کی جانب بارہ اور اٹھارہ ہزار کے درمیان ہونی چاہیئے۔"

اس طرح صرف یہ مسئلہ حل کرنا باقی رہ گیا تھا کہ استصواب رائے کے زمانے میں خطِ متارکہ کے دونوں جانب فوجیوں کی تعداد کتنی ہونی چاہیئے لیکن بھارت اب اصل

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

معاملے کو ٹالنے کے لیئے بالکل غیر متعلق مسائل اٹھا رہا ہے۔ اگر اصل مسئلہ صرف جارحانہ کارروائی کا تھا تو بھارت نے کوریا کی جنگ کے زمانے میں اقوام متحدہ کی اس قرارداد کی تائید کرنے سے کیوں انکار کر دیا تھا جس میں چین کو جارحانہ کارروائی کا مرتکب قرار دیا گیا تھا اور نہرو نے یہ اعلان کیوں کیا تھا کہ "یہ واضح ہے کہ اگر آپ کسی ملک کے ساتھ گفت و شنید کے ذریعہ سمجھوتہ کرنا چاہتے ہوں تو اسے مجرم آور قرار دینے سے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔" کشمیر کے معاملے میں نہرو جارحانہ کارروائی کے بے سروپا الزام پر اس لیے اصرار نہیں کر رہے ہیں کہ اس طرح ان کا معاملہ مضبوط ہوتا ہے ان کو اس سے صرف یہ فائدہ پہنچتا ہے کہ اس طرح بہت سی نئی الجھنیں پیدا ہو جاتی ہیں اور اصل مسئلہ کے تصفیہ کے امکانات ختم ہو جاتے ہیں۔ بھارت کا خیال ہے کہ اپنے مواعید سے منحرف ہونے کی واحد صورت یہ ہے کہ وہ لغو اعتراضات کرتا رہے، واضح نکات کی ناقابل قبول تشریحات پیش کرتا رہے، نئی شرائط کی منظوری کا مطالبہ کرے، بحث کی نئی بنیادیں پیدا کرتا رہے۔ الفاظ کے اصطلاحی مفہوم پر قانونی اور جدلیاتی بحث چھیڑ دے، ہر فقرے کو اس کے سیاق و سباق سے علیحدہ کر دے اور ہر کس و ناکس کو دعوت دے کہ قلابازی کے اس لامتناہی تماشے میں وہ بھی شریک ہو جائے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اسلحہ کا خیالی خطرہ

عندِ گناہ بد مخواز گناہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۶

اسلحہ کا خیالی خطرہ

ایک دن ایک بھیڑیا دریا پر پانی پینے گیا۔
دریا کے کنارے کھڑے ہو کر اس نے دیکھا کہ بھیڑ کا ایک خوبصورت اور ننھا سا بچہ دریا کے بہاؤ کی جانب کچھ دور کھڑا ہے۔
بھیڑیئے نے سوچا "بھیڑ کا یہ بچہ تو بہت خوبصورت اور موٹا تازہ ہے اس کا گوشت یقیناً انتہائی لذیذ ہوگا۔"
بھیڑیا سوچنے لگا کہ اس سے لڑائی مول لینے کے لیے کیا عذر تراشا جائے۔ اُس نے چیخ کر کہا "دریا کا پانی کیوں گدلا رہے ہو! تمھیں نظر نہیں آتا کہ میں یہاں پانی پینے کے لیے آیا ہوں؟"
بھیڑ کے ننھے بچے نے بڑی عاجزی سے جواب دیا "جی ہاں میں دیکھ رہا ہوں۔ لیکن میرے پانی پینے سے دریا میں اگر لہریں اُٹھتی ہیں اور اس کا پانی گدلا ہو بھی رہا ہے تو وہ دریا کے ساتھ نیچے بہہ جاتا ہے۔ آپ تو بہاؤ کے اوپر پانی پی رہے ہیں اور اس پر اس گدلے پانی کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔"
سنگدل بھیڑیئے نے جواب دیا "تم جو کچھ کہتے ہو وہ اگر درست بھی ہو تو میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اسے کیسے بھول سکتا ہوں کہ گزشتہ سال تم نے میرے ساتھ بدتمیزی کی تھی۔"

بیچارے بھیڑ کے بچے نے جواب دیا "حضورِ والا! گزشتہ سال تو میں پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔"

اس پر بھیڑیا طیش میں آگیا اور کہنے لگا "کچھ بھی ہو تمام بھیڑیں ایک جیسی ہوتی ہیں۔ اگر تم نے بدتمیزی نہیں کی تھی تو تمھاری ماں نے ضرور گستاخی کی ہوگی۔ بہرصورت تمھیں اس کی سزا دینا ضروری ہے۔"

یہ کہہ کر بھیڑیا، بیچارے بھیڑ کے بچے پر ٹوٹ پڑا اور اسے چیر پھاڑ کر کھا گیا۔

یہ کہانی سنانے کے بعد مدرس بچوں کو یہ بتانا نہیں بھولتا کہ اس مشہور کہانی کا سبق یہ نکلتا ہے کہ ؎

خوئے بد را بہانہ بسیار

کشمیر کے متعلق نہرو نے جو مہم شروع کر رکھی ہے وہ استصواب رائے سے بچنے کے لیئے طفلانہ حیلہ طرازیوں کی ایک ملامت انگیز داستان ہے۔ پہلے نہرو نے یہ دعویٰ کیا کہ بھارت سے الحاق کے متعلق مہاراجہ کا فیصلہ جائز قانونی اور آئینی ہے۔ جب حفاظتی کونسل پر ان حالات کا انکشاف ہوا جن میں الحاق کا فیصلہ کیا گیا تھا تو نہرو قانونی موشگافیوں کے ذریعہ یہ مطالبہ کرتے رہے کہ پاکستان کو جارحانہ کارروائی کا مرتکب قرار دیا جائے کیونکہ اس کے بغیر بھارت استصواب رائے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کے لیئے گفت و شنید نہیں شروع کر سکتا۔ جب لوگوں نے اس دلیل کو قبول کرنے اور اس سے قائل ہونے سے انکار کر دیا تو انھوں نے اس جھگڑے کو طول دینے اور استصواب رائے کے انعقاد کو روز بروز زیادہ دشوار بنانے کے لیے دوسرے بہانے تلاش کر لیئے۔ اس کا آغاز انھوں نے دُنیا کے سامنے پُرجوش انداز میں تقریریں کر کے اور بیانات دے کر کیا اور یہ کہا کہ بھارت اپنے مواعید کو پورا کرنے کا پابند نہیں رہا کیونکہ یہ سمجھوتے ایک خاص صورتِ حال کی بنیاد پر کیئے گئے تھے، مگر اب یہ صورتِ حال بدل گئی ہے کیونکہ پاکستان امریکہ سے فوجی امداد حاصل کرنے لگا ہے اور علاقائی دفاعی معاہدوں مثلاً سیٹو (جنوب مشرقی ایشیا کی دفاعی تنظیم) اور معاہدہ بغداد کا رکن بن گیا ہے۔

نہرو کے اس احساسِ خوف کا جواب ذیل کے نو نکات میں دیا جاتا ہے:

(۱) پاکستان کا کوئی باشندہ ایک لمحے کے لیئے بھی یہ نہیں بھول سکتا کہ جب ان کی مملکت معرضِ وجود میں آئی تھی۔ اس وقت ہندو مسلم تعلقات کی نوعیت کیا تھی اور اپنا ایک علیحدہ وطن قائم کرنے کی جدوجہد کے دوران میں انھیں کن علانیہ اور مخفی خطرات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ پاکستان قائم ہو جانے کے بعد بھی بھارتی لیڈروں نے ہندو عوام کو مشتعل کر کے انھیں متحدہ قومیت کا نصب العین دوبارہ حاصل کرنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ نہرو اب بھی پاکستان کو ہندوستان کے چہرے کا کوڑھ کا داغ، ایک قابلِ نشتر زنی بدگوشت اور ایک بدنما رسولی تصور کرتے ہیں جسے کاٹ کر پھینک دینا ضروری ہے کیونکہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس کے بغیر اصول کا پھر ہندوستان کی بھرپور حمایت کا عمل نہیں بن سکتا

نہرو کے لیئے پاکستان اب بھی ہندوستان کی آزادی اور اتحاد کی جدوجہد میں ایک مصنوعی تخلیق، ایک عارضی دور اور ایک ہنگامی واقعہ ہے۔ سیکولرزم کی باتیں کرتے کرتے جب وہ جوش میں آجاتے ہیں تو اب بھی یہی توقع ظاہر کرتے ہیں کہ اہل پاکستان پھر بھارت کے حلقہ بگوش ہو جائیں گے۔ انھیں آج بھی یقین ہے کہ وہ دن آکر رہے گا جب دونوں ملک ایک دوسرے میں ضم ہو جائیں گے اس لیئے وہ بدستور موجودہ "کثرت" میں "بنیادی وحدت" کے راگ الاپتے رہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ امریکہ سے فوجی امداد حاصل کرنے اور مشرق وسطی کے دفاعی معاہدوں میں شریک ہونے سے متعلق پاکستان کے فیصلوں پر ناپسندیدگی کا اظہار جن الفاظ میں کیا جاتا ہے وہ ایک خود مختار مملکت کی حیثیت سے پاکستان کی سالمیت کے لیے ایک چیلنج کی غمازی کرتا ہے لیکن جو شخص بھی بھارت اس کے لیڈروں اور ان کے عزائم سے واقف ہے وہ پاکستان کو اس کے لیئے مورد الزام نہیں قرار دے سکتا کہ وہ دوسرے ملکوں کی خیر سگالی کے جذبات سے پورا فائدہ اٹھاتا ہے یا ایسی قوموں کو اپنا دوست بناتا ہے جو اس کی بڑی مشکل سے حاصل کی ہوئی آزادی کی حفاظت کے لیئے مدد دینے کو تیار ہیں۔

(۲) نہرو کا خیال ہے کہ ہم امریکہ سے فوجی امداد اس لیئے حاصل کر رہے ہیں کہ ہم کشمیر کا مسئلہ طاقت سے طے کرنے اور بشرط ضرورت بھارت پر حملہ کرنے کے قابل ہو جائیں لیکن وہ محسوس نہیں کرتے کہ ایشیا کی دوسری جمہوریتوں کی طرح

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پاکستان کی آزادی بھی خارج خطرات سے محفوظ نہیں ہے کشمیر کا مسئلہ درپیش ہو یا نہ ہو، پاکستان کو بہر صورت اپنی فوج جدید ساز و سامان سے آراستہ کرنا ہوگی اور اس نے فوجی امداد کا خیر مقدم کرنے کا فیصلہ نہ صرف اپنے دفاع کو مضبوط و مستحکم بنانے بلکہ قومی تعمیر کے منصوبے کے لیئے زیادہ سرمایہ پس انداز کرنے کی غرض سے کیا ہے۔ جیسا کہ ایک غیر ملکی مبصر نے کہا ہے "کوئی جدید، آزاد اور خود مختار ملک کسی قیمت پر بھی اپنے دفاع کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ دنیا بھر میں یہ ڈھنڈورا پیٹنے کی بجائے کہ اسے کافی مقدار میں اسلحہ کس لیئے درکار ہیں وہ اپنی حقیقت پسندی کے تحت محض اس امر پر زور دیتا ہے کہ جب تک پوری دنیا میں تخفیف اسلحہ کے لیے موثر اقدامات نہیں کیئے جاتے بین الاقوامی تنازعات میں اس کی آواز اسی صورت میں زیادہ وقیع ہوگی جب وہ بنیادی طور پر طاقتور بھی ہو۔ کوئی ملک اگر غریب ہو، اس نے اپنی صنعتی اور ترقی کے لیئے حوصلہ مندانہ منصوبے تیار کیئے ہوں اور اس کے یہ نظریات ہوں کہ وہ دان کی بچھیا کے دانت دیکھنے کی ہمت نہیں کر سکتا اور اسے غیر مشروط فوجی امداد مل سکتی ہو اسے چاہیئے کہ وہ امداد ضرور قبول کرے۔ کیونکہ اس طرح متعلقہ ملک اپنے ذاتی وسائل دوسرے مقاصد کے لیئے استعمال کرنے کے قابل بن سکتا ہے۔"

(۳) پاکستان اور امریکہ دونوں نے یہ واضح کر دیا ہے کہ فوجی امداد کبھی جارحانہ مقاصد کے لیئے استعمال نہیں کی جائے گی۔ پاکستان میں اس امداد کی آمد کا سلسلہ شروع ہونے سے پہلے ہی صدر آئزن ہاور نے اس امر کی جانب

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اشارہ کر دیا تھا کہ "باہمی سلامتی کے قانون میں یہ ہدایت کر دی گئی ہے کہ امداد اگر غلط یا ناجائز طور پر استعمال کی گئی تو امریکہ جارحانہ کارروائی کو ناکام بنانے کے لیے اقوام متحدہ کے اندر یا باہر جیسی بھی ضرورت ہوئی مناسب کارروائی کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔ اس امداد کے ساتھ جو ساز و سامان یا اشیا موصول ہوں گی وہ صرف داخلی سلامتی، جائز حفاظت خود اختیاری یا اس علاقے کی دفاعی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے لیے استعمال کی جائیں گی جس میں متعلقہ ملک واقع ہو۔" امداد حاصل کرنے کے فیصلہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے وزیر اعظم پاکستان نے کہا کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ "ہم اپنی فوجی طاقت اور معاشی استحکام میں اضافہ کریں تاکہ اقوام متحدہ کے منشور کے دائرے میں رہ کر ہم بین الاقوامی امن اور سلامتی کو فروغ دے سکیں۔"

امریکہ کے نمائندوں نے اس سے بھی زیادہ صراحت کرتے ہوئے پاکستان کو متنبہ تک کر دیا ہے کہ امریکی امداد کا غلط استعمال کیا گیا یا پاکستان نے کبھی بھارت پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا تو اسے جارحانہ کارروائی قرار دیا جائے گا۔ انھوں نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ امریکہ ہمیشہ اس ملک کی مدد کرے گا جو جارحانہ کارروائی کا شکار ہو گا خواہ وہ پاکستان ہو یا بھارت" حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کے اعلانات کے وقتاً فوقتاً اعادے پر بہت سے پاکستانی یہ سمجھتے ہیں — یا اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں — کہ امریکہ نے اپنے ایک "حلیف" کے معاملے میں "غیر جانب دار" رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ پاکستان

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کے بہت سے مبصر امریکی حکومت کے رویہ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رویے سے تھوڑا سا ہٹ کر ایک ایسے ملک کی ثابت قدمی سے تائید کریں جو نہ صرف ایشیا کا قلب بلکہ دنیا کے اس وسیع و عریض اور غیر محفوظ خطہ میں امریکہ کا غالباً بہترین دوست ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان والے علانیہ طور پر کہتے ہیں کہ ہمیں لپٹنے پر باتوں، دوستانہ اشک شوئی اور سفارتی یقین دہانیوں کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ ایک ایسے ملک سے جو غیر معمولی طور پر طاقت ور ہے ہم یہ توقع بھی رکھتے ہیں کہ وہ ہماری زیادہ سرگرمی کے ساتھ مدد کر کے یہ ثابت کر دے گا۔ وہ ایک ایسی قوم کی آزادی اور آبرومندی کی حفاظت کے لیئے جمہوریت پسندی، اولوالعزمی اور راست بازی پر مبنی اقدام کرنے کے لیئے تیار ہے جسے وہ علانیہ طور پر اپنا دوست کہہ چکا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس توقع کے بغیر کہ وہ ایک دوست ملک کی بے جا حمایت کرے یا عدل و انصاف سے منحرف ہو جائے۔ پاکستان والے اپنے طاقتور حلیف سے یہ توقع ضرور رکھتے ہیں وہ کشمیر کا مسئلہ طے کرانے کے لیئے زیادہ اثباتی رویہ اختیار کرے گا۔ جیسا کہ حکومت آزاد کشمیر کے ایک ترجمان نے حال ہی میں کہا ہے " امریکہ کے اس بیان سے ہمیں بے انتہا صدمہ پہنچا ہے کہ وہ کشمیر کے معاملے میں غیر جانب دار رہے گا۔ غیر جانب داری کا اگر یہ مطلب ہے کہ جہاں تک پاکستان اور بھارت کے قضیہ کا تعلق ہے امریکہ کسی خاص رویہ کا پابند نہیں ہوگا تو یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ امریکہ اب اپنے اس موقف سے انحراف کر رہا ہے جس کا وہ اعلان کر چکا ہے۔ یہ حقیقت واقعی بڑی المناک ہے کہ امریکہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کے ترجمانوں اور رہنماؤں نے جمہوریت کے محافظ ہونے کے باوجود اس مسئلہ کو ایک بار بھی اس کے صحیح پس منظر میں نہیں دیکھا اور یہ محسوس نہیں کیا کہ یہ دراصل کشمیر کے چالیس لاکھ عوام کے حق خود ارادیت کا سوال ہے۔"

ان تمام باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ نہرو کے اندیشے ان کے الزامات سے کم بے بنیاد نہیں ہیں اور انھوں نے جو شور وغل برپا کر رکھا ہے اس کا مقصد اپنے امن پسندی کے فلسفہ کی تائید حاصل کرنے کی بجائے دراصل یہ ہے کہ لوگوں میں ایک بے بنیاد اور خیالی خوف کا احساس پیدا کر دیا جائے۔

(۴) پاکستان نے فوجی امداد امریکہ سے کیوں حاصل کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور وہ اجتماعی سلامتی کے ان معاہدوں میں کیوں شریک ہوا ہے جو مغربی جمہوریتوں کی تحریک پر کیے گئے ہیں؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جو خود بعض پاکستانی بھی دریافت کرتے ہیں اور یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان نے ایک ہلاک کے مقابلے میں دوسرے کو ترجیح دینے کا فیصلہ کیوں کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بہت سے پاکستانی خلوص کے ساتھ یقین رکھتے ہیں کہ امریکہ آزاد دنیا کا رہنما ہے۔ وہ کمیونسٹوں کے اس دعوے کو شک کی نظروں سے دیکھتے ہیں کہ عوام الناس کی زندگی سنوارنے کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ مملکت کو عوام الناس کی پوری زندگی کا مالک ومختار بنا دیا جائے۔ ان کے خیال میں اس انداز کی مطلق العنانی تمام جمہوری قدروں کو تباہ اور تخلیقی زندگی کے سرچشموں کو خشک کر دیتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں وہ جمہوریتوں کے اس دعوے کی تائید کرتے ہیں کہ انفرادی اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سیاسی آزادی کا سودا کیے بغیر بھی زیادہ سے زیادہ اقتصادی ترقی اور عام خوشحالی ممکن ہے۔

ان حالات سے دوچار ہو کر جن کا میں اُوپر ذکر کر چکا ہوں پاکستان دوستوں کی تلاش میں مصروف تھا۔ پاکستان کا چونکہ ایک منفرد اسلامی نصب العین ہے اس لیے اس نے ایک ایسی قوم سے دوستی کی ہے جس کے ساتھ ایک عام پاکستانی ذہنی مماثلت اور روحانی قرابت محسوس کرتا ہے۔" جیسا کہ ایک امریکی دوست کا خیال ہے "پاکستان اور امریکہ قدرتی طور پر ایک دوسرے کے حلیف ہیں کیونکہ ان دونوں قوموں کے بانیوں کے دل میں یکساں نصب العین اور عزائم جاگزیں تھے احساسات اور تصورات کی اسی قرابت نے پاکستان اور امریکہ کو دورِ حاضر کی اشتراکیت کے خلاف فطری اور مشترک حلیف بنا دیا ہے۔ پاکستان اور امریکہ دونوں کے بانی خدا اور اس کے احکام کے مطابق حکومت پر یقین رکھتے تھے عبادت کے طریقے اور ان کا نام اگرچہ مختلف ہیں لیکن ان کا یہ عقیدہ مشترک ہے کہ خدا ہی مالک حقیقی اور قادرِ مطلق ہے اور انسان کا سب سے بڑا فرض یہی ہے کہ وہ اس کی رضا پر راضی رہے۔"

(۵) موجودہ جوہری تہذیب میں اقتصادی اور فوجی امداد کے درمیان فرق نہ صرف بہت کم رہ گیا ہے بلکہ اس طرح کی کوئی تفریق گمراہ کن بھی ہے۔ زمانہ جدید کی جنگ میدانوں کی بجائے کھیتوں اور کارخانوں میں لڑی جاتی ہے۔ اب متحارب اور غیر متحارب کی پرانی تفریق ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکی ہے۔ بھارت، امریکہ سے جو قرضے، عطیات اور اقتصادی امداد حاصل کر رہا ہے۔ ان کے بارے میں وہ کیا کہے گا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

صرف پہلے پنجسالہ منصوبے پر عملدرآمد کے دوران میں بھارت کو امریکہ سے ۵۳ کروڑ اسی لاکھ ڈالر امداد ملی۔ اس دوران میں پاکستان کو جو امداد ملی وہ اس کے مقابلہ میں ایک تہائی سے بھی کم تھی لیکن صرف اقتصادی امداد کافی نہیں ہے۔ پاکستان اگر امریکہ سے اسلحہ حاصل کر رہا ہے تو بھارت بھی روز بروز اپنی فوجی طاقت میں اضافہ کر رہا ہے اور دوسرے ملکوں سے جدید ترین فوجی ساز و سامان حاصل کر رہا ہے۔ بھارت نے کس قدر بڑے پیمانے پر اسلحہ بندی کا پروگرام بنایا ہے اس کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے کافی بڑی تعداد میں ایک اور دو نشستوں والے ہنٹر جیٹ لڑاکا طیارے خریدنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہنٹر جیٹ طیارے بنانے والی کمپنی کے مینجنگ ڈائرکٹر کے بیان کے مطابق بھارت سو اور دو سو کے درمیان طیارے خریدے گا جن پر دو اور تین کروڑ پونڈ سٹرلنگ کے درمیان رقم خرچ کی جائے گی۔ اس کے علاوہ بھارت ان سنچورین ٹینکوں کے متعلق کیا کہے گا جو اس نے بڑی تعداد میں درآمد کیے ہیں؟ اس پر مستزاد یہ ہے کہ بھارت نے خود اپنی اسلحہ ساز فیکٹریاں بھی قائم کر رکھی ہیں جن میں روزانہ تین شفٹوں میں کام ہوتا ہے۔ اس لیے مسٹر نہرو کو یہ کسی طرح زیب نہیں دیتا کہ وہ پاکستان کے بارے میں یہ کہتے پھریں کہ اس کی جانب سے بھارت کے لیے جنگ کا خطرہ بڑھتا جا رہا ہے جب نہرو خود بھی یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ اسلحہ بندی کی دوڑ میں وہ کسی سے ذرا بھی پیچھے رہ جائیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

(۶) مسٹر نہرو فوجی معاہدوں کی مخالفت اس لیے جائز ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ "ان کی یہ پُرخلوص خواہش ہے کہ وہ اپنے ملک کو نظریاتی جنگ سے دُور اور دُنیا کے زیادہ سے زیادہ وسیع حصّہ کو جنگ پسندی کی ذہنیت سے محفوظ رکھیں۔"

اس کے جواب کے لیئے ہمیں اس حقیقت کا جائزہ لینا چاہیئے کہ نہرو کتنے غیر جانب دار ہیں اور ان کی "نہرو داری" کی اصل ماہیت کیا ہے؟ نہرو کا خیال ہے کہ وہ غیر جانب داری پر عقیدہ رکھتے ہیں بلکہ ان کی یہ کوشش بھی ہوتی ہے کہ ان کی غیر جانب داری مجہول نہ بننے پائے۔ نہرو یہ کبھی پسند نہیں کرتے کہ وہ کسی دوسرے کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں کیونکہ وہ اپنا ایک خاص راستہ بنانے اور اس پر چلنے کے قائل ہیں۔ وہ اسے غیر جانب داری قرار دیتے ہیں۔ لیکن ان کی غیر جانب داری کی بنیاد کسی اصول یا عقیدے کی بجائے تجربہ اور مصلحت پر ہے۔

نہرو ایک طرف روسی امداد قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے اور ان کا ضمیر کوئی خلش محسوس نہیں کرتا۔ دوسری جانب انھیں وسیع پیمانے پر امریکی امداد لینے میں بھی کوئی تکلّف نہیں ہوتا بشرطیکہ جہازوں میں اس کے لیئے جگہ بھی ملتی رہے۔

نہرو اس امر کا یقین دلانے کے لیے تیار نہیں ہیں کہ وہ ایک دن اشتراکی مشرقی جرمنی کو تسلیم نہیں کر لیں گے۔ حالانکہ وہ اس سے بھی انکار نہیں کرتے کہ مشرقی جرمنی کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مقابلہ میں مغربی جرمنی کے باشندوں کو زیادہ آزادی حاصل ہے۔

نہرو کو اپنے ان نکتہ چینیوں کی کوئی پروا نہیں ہے جن کا خیال ہے کہ وہ بیک وقت دو کشتیوں پہ سوار رہنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ 'مایا' اور 'رام' دونوں کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ چور سے کہتے ہیں کہ چوری کرو اور شاہ سے کہتے ہیں جاگتے رہو اور ان کی یہ دو رُخی حکمت عملی ایک ایسی دو دھاری تلوار ہے جس سے فائدہ کے علاوہ نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔

نہرو چاہتے ہیں کہ انھیں اثباتی منفعت کا یقین ہو سکے تو وہ منفی حکمت عملی پر چلتے رہیں۔ وہ نہ تو امریکہ کے حامی ہیں نہ سوویت روس کے لیکن وہ ان میں سے کسی کی دوستی سے بھی محروم نہیں ہونا چاہتے۔ اب کچھ دنوں سے ایسا نظر آنے لگا ہے کہ نہرو ایک کے مقابلہ میں دوسرے کے لیے نسبتاً "غیر جانب دار" ہو گئے ہیں۔ پاکستان کو امریکی اسلحہ ملنے کے بعد نہرو پر یہ منکشف ہو گیا ہے کہ "بھارتی اور روسی بھائی بھائی ہیں" اسی لیے بھارت اشتراکی روس کی امداد تو بڑے "طمطراق" سے حاصل کر رہا ہے لیکن امریکی امداد کے متعلق یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ ایک حد تک طوعاً و کرہاً لی جا رہی ہے۔

ایک زمانے میں نہرو آسمان غیر جانب داری پر ایک شہاب ثاقب کی طرح روشن نظر آنے لگے تھے لیکن اب ان کی غیر جانب داری کا "مقصد" روشن خیالی پر مبنی خود غرضی" بھی نہیں معلوم ہوتا۔ اس لیے ان کی پالیسی کو غیر جانب داری قرار دینا اس اصطلاح کے غلط استعمال کے سوا کچھ نہیں ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

(۷) بالعموم یہ خیال ظاہر کیا جاتا ہے کہ نہرو کو خطرہ تھا کہ پاکستان کی فوجی طاقت میں اگر بہت زیادہ اضافہ ہو گیا اور وہ کشمیر کے باہر بھی متعین رہیں تب بھی وہ اس قابل تو ضرور ہو جائیں گی کہ کشمیر کے جو علاقے پاکستانی سرحد سے قریب واقع ہیں۔ ان پر وہ آسانی سے ضرب لگا سکیں اور یہ ایک ایسا خطرہ ہے۔ جس کے پیشِ نظر فوجی انخلا سے متعلق بھارت کے رویہ پر از سرِ نو غور کرنا ضروری ہو گیا ہے۔" ایک غیر ملکی اور غیر جانب دار مبصر کے بیان کے مطابق نہرو کے اندیشوں کی بنیاد اس احساس پر تھی کہ ۱۹۴۸ء کے مختصر معرکے میں پاکستان کو فوجی اعتبار سے ایک بہت بڑا فائدہ یہ حاصل تھا کہ بھارت محاذِ جنگ کے لیے صرف ایک خستہ و خراب اور خطرناک سڑک سے کمک بھیج سکتا تھا جو جموں کے باہر ہی باہر مغرب سے گزرتی تھی۔ اس کے برعکس پاکستان متعدد مقامات میں سے جہاں بھی چاہتا حملہ کر سکتا تھا اور اس کے لیے اس کی فوجوں کو زیادہ فاصلہ بھی طے نہیں کرنا پڑتا تھا۔"

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نہرو کی پریشانی کا سب سے بڑا سبب پاکستان کے لیے امریکہ کی امداد کی بجائے کشمیر کا قضیہ ہے۔ اس سلسلہ میں دو نکات ایسے ہیں جو نہرو کے سوا ہر شخص پر صحیح صورتِ حال واضح کر سکتے ہیں۔

حفاظتی کونسل کی اگست ۱۹۴۸ء اور جنوری ۱۹۴۹ء کی قراردادوں کے مطابق فوجی انخلا کا کام دو مراحل میں مکمل ہونا تھا۔ عارضی صلح کے مرحلے پر پاکستانی فوجوں اور بھارتی فوج کے بڑے حصہ کو بیک وقت ریاست کو خالی کر دینا تھا۔ باقی ماندہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

فوجوں کی ترتیب اور انتظام کا فیصلہ ناظمِ استصواب پر چھوڑ دیا گیا تھا۔ اس حقیقت کے باوجود کہ پاکستان کی کوششوں سے قبائلی اور پاکستانی شہری کشمیر سے واپس آ گئے ہیں۔ بھارت نے عارضی صلح نامے پر دستخط سے انکار کر دیا ہے۔ حالانکہ ریاست سے قبائلیوں اور پاکستانی شہریوں کا انخلا عارضی صلح نامے پر دستخط کے بعد ہی عمل میں آنے والا تھا۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ پاکستان کی موجودہ فوجی طاقت کا آزاد کشمیر میں مقیم فوجوں کی حیثیت اور تعداد پر کیا اثر پڑ سکتا ہے؟

(۸) نہرو کے اس اعلان میں ایک شرارت آمیز صداقت موجود ہے کہ پاکستان کو امریکہ سے اسلحہ اور فوجی ساز و سامان ملنے کے بعد "صورتِ حال تبدیل" ہو گئی ہے۔

جہاں تک خارجی مصالح کا تعلق ہے، موجودہ صورتِ حال کا اندازہ نہرو کے اس ردِ عمل سے لگایا جا سکتا ہے جس کا اظہار انھوں نے ناظمِ استصواب کے عہدے پر ایڈمیرل چسٹر نمز کے تقرر کے بعد ابتدا ہی میں کیا تھا۔ نہرو نے کہا تھا "ناظمِ استصواب کے عہدے پر ان کے تقرر کو چار سال سے زاید ہو چکے ہیں۔ تین چار سال کی اس مدت میں بہت سے واقعات پیش آ چکے ہیں۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہم کشمیر کے معاملے کو بڑی طاقتوں کی کش مکش سے دور رکھیں .... یہ کسی بھی بڑی طاقت کے ساتھ انصاف نہیں ہوگا کہ اس سے کہا جائے کہ وہ ناظمِ استصواب کے عہدے پر مقرر کرنے کے لیے ایک نمائندہ مقرر کر دے۔ خواہ وہ شخص کتنا ہی ممتاز کیوں نہ ہو کیونکہ اس طرح نہ صرف میرے ذہن میں بلکہ دوسری

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بڑی طاقتوں کے ذہن میں بھی الجھن اور بلا وجہ شکوک و شبہات پیدا ہو جائیں گے"

اس طرح یہ ذمہ داری صرف نہرو پر عائد ہوتی ہے کہ کشمیر کا مسئلہ مشرق اور مغرب کی زبردست نظریاتی کش مکش اور اعصابی جنگ کا شکار بن کر رہ گیا ہے۔ اس قضیہ کی حیثیت عالمی حکمت عملی کی بساط کے ایک مہرے کی ہو گئی ہے۔ اسے طے کرنے میں تاخیر نہ کی جاتی تو یہ صورت ہرگز پیدا نہ ہوتی۔ نہرو کے تاخیری حربے اگرچہ بہت خطرناک ثابت ہو رہے ہیں مگر "صورتِ حال میں اس تبدیلی" کا سبب یہ ہرگز نہیں ہے کہ امریکی امداد نے "اعصابی جنگ بھارت کے دروازے تک" پہنچا دی ہے بلکہ اس کی تمام ذمہ داری خود نہرو پر ہے جنھوں نے شدتِ جذبات میں بے قابو ہو کر یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ کشمیر اگر پاکستان کا جزو بن گیا تو وہاں امریکہ اپنے ہوائی اڈے قائم کر دے گا۔ یہ سُن کر سوویت روس کو شاید اس کا یقین ہو گیا کہ دُنیا کے اس حصّہ میں امریکہ کی حکمت کو ناکام بنانے کی واحد صورت محض یہ ہے کہ کشمیر کے مسئلہ کو حل کرنے کی ہر تحریک کو مکمل طور پر ناکام بنا دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ کشمیر کا مسئلہ حفاظتی کونسل میں بحث کے لیئے جب بھی پیش کیا گیا روس نے آنکھ بند کر کے تنسیخی ووٹ کی لاٹھی گھمانے کا فیصلہ کیا۔ روس شاید اسی لمحہ کا منتظر تھا۔ اس سلسلہ میں یہ بالکل درست کہا گیا ہے۔ کہ "جہاں تک کشمیر کا تعلق ہے اس تنازعہ کے آغاز ہی سے کمیونسٹ اسے سیاسی اور فوجی جنگ و جدل کا ایک محاذ تصوّر کرتے آئے ہیں۔ ایک منقسم کشمیر ان کے لیئے ایک اور منقسم کوریا، ایک اور منقسم ہند چینی، ایک اور منقسم جرمنی، ایک اور منقسم آسٹریا،

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سے کم نہیں ہے۔ کشمیر اگر جمہوری طریق کار سے ایک جمہوری نظامِ حکومت کے تحت متحد ہو جائے تو کمیونسٹوں کا ہراول دستہ جو پورے برصغیر میں اشتراکیت کے لیئے زمین ہموار کر رہا ہے ناکام ہو کر رہ جائے گا۔ اور یہ علاقہ آزاد دُنیا کے دائرۂ اثر میں شامل ہو جائے گا۔ کشمیر کے مسئلہ کے یہ بین الاقوامی مضمرات کمیونسٹوں سے زیادہ کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا۔"

اس طرح کشمیر بھی اعصابی جنگ کے روز افزوں علاقے میں سنگین خطرے کا ایک اور منبع بن گیا ہے اور بہت سے لوگ اس وادی کو ایشیا کی دفاعی زنجیر کی ایک اہم کڑی سمجھنے لگے ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستان کو مشرق میں آزاد دنیا کا سب سے بڑا سہارا اور ایک ناقابلِ تسخیر قلعہ قرار دیا جانے لگا ہے جو ایشیا میں اشتراکیت کی پیش قدمی روکنے کی پوری صلاحیت پیدا کر سکتا ہے۔ پاکستان چونکہ ایک طرف جنوب مشرقی ایشیا اور دوسری طرف مشرقِ وسطیٰ کی متعدد کڑیوں کو ملانے والی واحد کڑی ہے۔ نیز فوجی اور جغرافیائی اعتبار سے اس کو ایک منفرد مقام حاصل ہے اس لیے دُنیا کے اس حصہ میں اشتراکیت کا دباؤ روکنے کے لیے وہ خاص طور پر مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ کشمیر کے جنوب میں بھارت، شمال مغرب میں افغانستان اور شمال مشرق میں سُرخ چین واقع ہے۔ اس کا واحد دوست نیز قابلِ اعتماد اور طاقتور ہمسایہ صرف پاکستان ہے جو اس کے جنوب مغرب میں ہے۔ اس لیے کشمیر اگر پاکستان کا حصّہ بن جائے تو پاکستان نہ صرف اپنی اور کشمیر کی حفاظت کر سکے گا بلکہ افغانستان سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سنکیانگ تک ایک طویل علاقے کا دفاع بھی آسانی سے کیا جا سکے گا۔

جہاں تک داخلی مصالح کا تعلق ہے "کشمیر کی صورتِ حال اس حد تک تبدیل ہو گئی ہے" کہ بھارت ۱۹۴۸ء کے مقابلہ میں زیادہ طاقتور ہو گیا ہے اور وہ کشمیر پر اپنا قبضہ زیادہ آسانی سے قائم رکھ سکتا ہے۔ کشمیر کا مسئلہ جب حفاظتی کونسل میں پیش کیا گیا تھا اس وقت بھارت کے لیئے نہ صرف حیدر آباد کا سوال ایک ناسور بنا ہوا تھا بلکہ اسے ملک میں اقتصادی بے اطمینانی اور سیاسی عدم استحکام کا بھی سامنا تھا۔ اسے پانچ سو چھوٹی اور بڑی ریاستوں کا انضمام مکمل کرنا تھا اور تقسیم سے پیدا ہونے والے بیسیوں دوسرے مسائل حل کرنا تھے۔ اس لیے بھارت نے جب حفاظتی کونسل کو کشمیر کی صورتِ حال سے باخبر کیا تھا۔ اس وقت اس نے مصنوعی طور پر یہ ظاہر کیا کہ کونسل جو بھی فیصلہ کر دے گی اسے وہ کسی تامل کے بغیر من وعن قبول کر لے گا، اس کے بعد اس نے بے اعتنائی کا مظاہرہ شروع کر دیا اور آج اس میں اتنی جسارت اور سرکشی پیدا ہو گئی ہے کہ وہ استصواب رائے کے سوال پر غور کرنے کے لیئے بھی تیار نہیں ہے۔ اس لیے "قوت کے توازن" میں اگر کوئی تبدیلی پیدا بھی ہوئی ہے تو اس کا سبب یہ نہیں ہے کہ پاکستان نے امریکہ سے فوجی امداد حاصل کر لی ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ بھارت خود اس قابل ہو گیا ہے کہ وہ منطق کی طاقت کی بجائے طاقت کی منطق سے کام لے سکتا ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

(۹) یہ تمام بحث اگر مہمل اور یہ تمام دلائل بے معنی ہیں تب بھی ایک چیلنج ایسا بھی موجود ہے۔ جس سے نہرو کو کوئی مفر نہیں ہے اور جس کے مقابلے میں وہ ایک لمحے کے لیئے بھی نہیں ٹھہر سکتے۔ جیسا کہ خود بھارت کے ایک رسالے "فری تھنکر" نے لکھا ہے:

"یہ بات کسی طرح سمجھ میں نہیں آتی کہ زمانہ حال کے بعض تغیرات مثلاً پاکستان کے لیئے امریکہ کی فوجی امداد یا سیٹو اور معاہدہ بغداد میں اوّل الذکر کی شرکت کشمیریوں کے سیدھے سادے حق خود ارادیت سے کیا تعلق رکھتے ہیں اور انھیں اس حق سے محروم کرنے کا کیا جواز ہو سکتا ہے۔ بھارتی وزیر اعظم کے حالیہ بیانات نے کشمیر کے سوال پر بھارت اور پاکستان میں از سر نو گفت و شنید کے آغاز کو خارج از بحث قرار دے دیا ہے کیونکہ مسٹر نہرو کے بیان کے مطابق اس معاملے میں پاکستان کا کوئی دعوے قابل سماعت نہیں ہے۔ ممکن ہے بھارت کا کوئی دعویٰ بھی قابل سماعت نہ ہو۔ لیکن کشمیریوں کے متعلق ایسا ہرگز نہیں کہا جا سکتا۔ غیر متعلق مسائل کو درمیان میں لانے اور عوام کو ان کے بنیادی حق سے محروم کرنے سے حالات کی درستی ممکن نہیں ہے۔ اس لیئے دانش مندی کا تقاضا یہی ہے کہ کشمیری عوام کو آزادی دے دی جائے جو تقریباً دس سال سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس کا شدومد سے مطالبہ کر رہے ہیں۔ بھارت ان سے عہد کر چکا ہے کہ الحاق کے سوال کا آخری فیصلہ وہ خود کریں گے۔ اس کا یہ مقدس فرض ہے کہ وہ اس عہد کو عملی جامہ پہنائے۔ قطع نظر اس سے کہ دوسرے لوگ کیا کہتے یا کرتے ہیں۔"

اس سیدھے سادے سوال کا نہرو کے پاس کیا جواب ہے؟ پاکستان کے حالات میں ردّ و بدل کا کشمیری عوام کے اس انسانی جمہوری حق پر کیا اثر پڑتا ہے کہ وہ اپنے سیاسی مستقبل کا خود فیصلہ کریں؟ ان سے دغابازی کی جائے، انھیں کیوں غلام رکھا جائے اور محکومی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا جائے؟ انھیں جمہوریت کے اس پھندے سے کیوں نہ بچایا جائے جو نہرو نے ان کے گلے میں ڈالنے کے لیئے قریب قریب تیار کر لیا ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

فرقہ وارانہ فساد کی دھمکی

عُذرِ لنگ بُزدلوں کا دروغِ مصلحت آمیز ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

فرقہ وارانہ فساد کی دھمکی

ہم دیکھ چکے ہیں کہ نہرو کے لیے کشمیر کے مسئلہ میں اب کوئی جان باقی نہیں رہی اور اب اس کے تصفیہ کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ کشمیر اب بھارت کا لازمی اور لاینفک جزو بن چکا ہے۔ دوسرے الفاظ میں بھارتی وزیر اعظم کی رائے میں اب استصواب رائے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے کیونکہ اب کوئی قضیہ یا تصفیہ طلب تنازعہ باقی ہی نہیں رہا۔ جو لوگ ۱۹۴۸ء سے اس مسئلہ کے تمام مراحل کا جائزہ لیتے آئے ہیں انھیں اگر یہ احساس نہ ہوتا کہ اس تنازعہ کو طے کرنے میں مزید تاخیر سے اس خطۂ ارض میں ایک خونریز جنگ کا اندیشہ پیدا ہو جائے گا۔ تو وہ اس دیدہ دلیری پر ہنسنا چاہیں گے۔ تنازعہ ریاست کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے لیے استصواب رائے کو دنیا بھر میں واحد پُرامن ذریعہ تسلیم کیا گیا ہے۔ لیکن کشمیر کے معاملے میں نہرو تمام عقل و فہم سے عاری ہو جاتے ہیں اور ان دلائل کو سمجھنے سے قاصر نظر آتے ہیں جنھیں پوری جمہوریت پسند دنیا سمجھ چکی اور پیش کر چکی ہے۔

نہرو کے استدلال کا جائزہ لیتے وقت ہم نے دیکھا ہے کہ ایک مسلسل بار نے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

والے جواری کی طرح وہ بھی اتنے مایوس ہو چکے ہیں کہ جب ان پر غصہ اور اشتعال کا دورہ پڑتا ہے تو وہ اپنے نکتہ چینوں کو، جن کی تعداد خود بھارت کے علاوہ دُنیا کے ہر ملک میں بڑھتی جا رہی ہے۔ کبھی عجیب و غریب مضحکہ انگیز اور بے ڈھنگے جواب دیتے ہیں کبھی ان پر برس پڑتے ہیں اور کبھی ان پر پھبتیاں کسنے لگتے ہیں۔ ان کی تازہ ترین فلابازی یہ ہے کہ کشمیر میں استصواب رائے خارج از بحث ہو چکا ہے کیونکہ پاکستان معاہدہ بغداد اور سیٹو میں شریک ہو گیا ہے اور امریکہ سے فوجی امداد لینے لگا ہے جس کے بعد "صورت حال بدل گئی ہے۔" اس حقیقت سے قطع نظر کہ یہ خالص دفاعی معاہدے ہیں اور امریکہ سے پاکستان کے معاہدے کی ایک دفعہ میں واضح طور پر کہہ دیا گیا ہے کہ یہ امداد جارحانہ مقاصد کے لیئے استعمال نہیں کی جا سکتی۔ بھارت اور پاکستان کے درمیان "قوت کے توازن" میں یہ نام نہاد تبدیلی کشمیری عوام کو ان کے اس ناقابل انکار حق سے کس طرح محروم کر سکتی ہے کہ اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کریں۔

ان دلائل کے علاوہ نہرو اور ان کے کارندوں نے ایک اور بھی نظریہ دریافت کر لیا ہے جو ان لوگوں کی ایذا پسند ذہنیت کی غمّازی کرتی ہے جو کشمیر پر بھارت کے غاصبانہ قبضے کو حق بجانب ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ کہا جاتا ہے کہ بھارتی یونین میں ریاست جموّں و کشمیر کے انضمام میں خلل اندازی کی کوئی کوشش کی گئی تو اس کا نتیجہ لازمی طور پر فرقہ وارانہ فسادات کی شکل میں ظاہر ہوگا اور اس کے عواقب مسلمانوں کے لیئے خاص طور پر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تباہ کن شکست ہوئی ہے جو تقسیم کی بنیاد بنی تھی۔ اس کے باوجود ہندوستان میں بڑے سکون کی زندگی گزار رہے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں بھارت کے چار کروڑ مسلمانوں کی حیثیت ایسے افراد کی ہے جو بطور ضمانت دشمن کے حوالے کر دیئے گئے ہیں۔ اس حکمت عملی کی بنیاد صرف تخویف پسندی پر رکھی گئی ہے اور مہذب دنیا کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں مل سکتی۔

نہرو صرف اپنے سیکولر فلسفے کی صحت کا ثبوت پیش کرنے کے لیے مسلم کشمیر پر ہندو فرماں روائی قائم رکھنا چاہتے ہیں لیکن وہ اس حقیقت کو فراموش کر دیتے ہیں کہ کشمیر کا قضیہ ان واقعات کے سلسلہ کی صرف ایک کڑی ہے جنھوں نے برصغیر کی تاریخ پر خیز خانی نقوش چھوڑے ہیں۔ اگر یہ خواہش نیک نیتی پر مبنی ہے کہ کشمیر کی کشمکش کا نتیجہ لازمی طور پر فرقہ وارانہ فسادات کی شکل میں ظاہر نہ ہو تو اس کی تکمیل کی صورت صرف یہ ہے کہ اس اصول کے تمام مضمرات تسلیم کر لیے جائیں جس کی بنیاد پر برصغیر کو تقسیم کر کے دو جداگانہ اور خود مختار مملکتیں معرض وجود میں لائی گئی تھیں۔ نہرو چونکہ تاریخ کو محو اور معدوم نہیں کر سکتے اس لیے مناسب یہی ہے کہ وہ اس کے حقائق کا سامنا کریں اور علیحدگی پسندگی کی تحریک کے استدلال کو قبول کر لیں جو قیام پاکستان کی شکل میں اپنے نقطہ عروج کو پہنچ گئی تھی۔

فرقہ وارانہ فسادات کے خطرے کی دلیل اتنی کمزور ہے کہ اس کی کسی تردید کی ضرورت نہیں ہے۔ نہرو فرقہ وارانہ ہنگاموں کی باتیں اس انداز سے کرتے ہیں گویا کہ بھارت میں ہمیشہ فرقہ وارانہ امن و امان اور ہندو مسلم اتحاد کا دور دورہ رہا ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

فرقہ واریت کی گم ریزی آج سے بہت پہلے ۱۸۵۷ء میں کی گئی تھی جب انگریزوں نے غدر کو برطانوی حکومت کے خلاف ایک سازش سے تعبیر کیا تھا ہندو چونکہ انگریزوں کے لاڈلے اور منظورِ نظر بن گئے تھے اس لیے مسلمانوں نے محسوس کیا کہ ان کی اجتماعی، مذہبی اور ثقافتی زندگی کے لیے ایک حقیقی خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔ ہندوؤں کی اسی سرپرستی اور مسلمانوں کی ایذا رسانی نے تحریک پاکستان کو جنم دیا۔ سرسید احمد خاں اس تحریک کے پیش رو تھے اور انہی نے افکار و اذہان میں اس کی بنیاد ڈالی۔ ان کا نظریہ یہ تھا کہ مسلمانوں کے جسدِ بے جان میں نئی روح پھونکنے کی صرف یہ صورت ہے کہ وہ انگریزوں کے ساتھ تعاون کریں اور "حکمرانوں" اور "محکوموں" کے درمیان تعاون اسی وقت ہوسکتا ہے جب ان کے درمیان "ربط" قائم کردیا جائے۔ ان کے خیال میں یہ ربط قائم کرنے کی بہترین صورت تعلیم تھی۔ یعنی مسلمان انگریزی اور علوم و فنون سیکھنے لگیں۔ اسی ضرورت کے پیشِ نظر انھوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی بنیاد رکھی جسے بڑی حقارت سے ایک فرقہ وارانہ ادارہ کہا جاتا تھا۔

انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے اوائل تک آل انڈیا نیشنل کانگرس کی جڑیں کافی پھیل گئی تھیں۔ اس پر اگرچہ ہندوؤں کا غلبہ اور عمل دخل تھا۔ لیکن مسلمان عوام اور رہنما دونوں اس سے وابستہ رہنا ضروری سمجھتے تھے کیونکہ اس نے ملک کو غیر ملکی محکومی سے نجات دلانے کا عہد کیا تھا۔ لیکن مسلمانوں نے جلد ہی محسوس کرلیا کہ کانگرس صرف ہندوؤں کی آزادی کے لیے جدوجہد کررہی ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور وہ جس قسم کی آزادی حاصل کرنا چاہتی ہے وہ مل گئی تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمان ہمیشہ کے لیئے ایک ایسے اکثریتی فرقے کے تابع اور محکوم ہو جائیں گے جو علانیہ طور پر مسلمانوں کا دشمن تھا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے ۱۹۳۰ء کے اجلاس میں جو الہ آباد منعقد ہوا تھا حکیم مشرق علامہ اقبال جو نے جو مسلم لیگ کے صدر بھی تھے مطالبہ کیا کہ ہندوستان سے بعض حصوں کو علیحدہ کر کے مسلمانوں کی ایک خود مختار مملکت قائم کر دی جائے۔ اس مطالبے کا لب لباب بیان کرنے کے بعد انھوں نے اعلان کیا:

"اسی لیے میرا مطالبہ ہے کہ مسلمانوں کی ایک مستحکم مملکت قائم کر دی جائے۔ اس کے قیام سے ہندوستان اور اسلام دونوں کا بہترین مفاد وابستہ ہے۔ ہندوستان کو اس سے یہ فائدہ پہنچے گا کہ یہاں داخلی طور پر اقتدار میں توازن پیدا ہو جائے گا اور ملک میں امن و سلامتی کا دور دورہ ہوگا۔ اسلام کو یہ فائدہ پہنچے گا کہ وہ اپنے دامن کا وہ داغ دھو سکے گا جو عرب استعماریت کا ناگزیر نتیجہ تھا۔ اس کے علاوہ اسلام اپنے قانون، اپنی تعلیم اور اپنی ثقافت میں بھی تنظیم و باقاعدگی پیدا کر سکے گا اور اس قابل ہو جائے گا کہ وہ اپنی زندگی کے ان شعبوں کو اپنی اصل روح اور دورِ جدید کی روح دونوں سے ہم آہنگ کر سکے۔"

اس مطالبے پر ہندو پریس نے بڑا شور و غل مچایا مگر اس کی مذمت کے لیئے دشنام طرازیوں کے سوا اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تھی۔ ہندو لیڈروں نے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس کے خلاف شدید ردِ عمل کا اظہار کیا اور کہا کہ یہ ایک "کافرانہ تصور" ہے اور اسے پیش کرنے والے یا تو سودائی ہیں یا غدار۔ لیکن ان ذلیل اور شرمناک حملوں کا نتیجہ صرف یہ ہوا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان خلیج زیادہ وسیع ہو گئی، ان میں دشمنی کے جذبات شدید ہوتے گئے اور ان دونوں فرقوں کے افراد کی شخصیت روز بروز ایک دوسرے سے مختلف اور منفرد سانچوں میں ڈھلتی گئی۔ اس کے بعد بانیِ پاکستان قائدِ اعظم محمد علی جناح میدانِ سیاست میں آئے اور انھوں نے کہا:

"ہمارا عقیدہ اور دعویٰ ہے کہ قوم کے ہر معیار اور ہر تصور کے مطابق ہندو اور مسلمان اس برِ صغیر کی دو بڑی قومیں ہیں۔ ہماری قوم نہ صرف دس کروڑ افراد پر مشتمل ہے بلکہ اس کی ایک منفرد تہذیب و تمدن بھی ہے۔ اس کی اپنی زبان اور ادب ہے، اس کا فن اور طرزِ تعمیر ہے۔ اس کے اسم و تسمیہ کا ایک نظام ہے۔ اس کے قدر و توازن کا جداگانہ شعور ہے، اس کے مخصوص وضعی قوانین اور اخلاقی ضابطے ہیں، اس کی رسوم اور تقویم، اس کی تاریخ اور روایات، کا، اس کے رجحانات اور عزائم کا، غرض اس کی پوری زندگی کا ایک مخصوص نظریہ اور نصب العین ہے۔ بین الاقوامی قانون کے تمام اصولوں کے مطابق ہم ایک جداگانہ قوم ہیں۔"

لیکن مسٹر جناح نے جب مردانہ وار کھڑے ہو کر کہا کہ مسلمان ایک قوم ہیں اور کوئی قوم اپنے علیحدہ گھر کے بغیر نہیں رہ سکتی تو ہندوؤں نے ہمارے اوپر ہنسنا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور ہمارا منہ چڑانا شروع کر دیا۔ وہ پاکستان کے تصوّر کا مذاق اڑاتے تھے۔ ان کے خیال میں پاکستان کی تحریک رجعت پسندی پر مبنی تھی۔ ان کی رائے میں مسٹر جناح ایک رجعت پسند انسان تھے اور مسلم لیگ ایک رجعت پسند تنظیم تھی۔ پاکستان کا نام سُن کر ہندو کہتے تھے "پاکستان! کیسی باتیں کرتے ہو۔ یہ محض ایک احمقانہ خواب، ایک شیخ چلّی کا منصوبہ، ایک بعید از حقیقت تصوّر، ایک سودے بازی کی کوشش، ایک ناقابلِ قبول مطالبہ اور ایک خبطی کا خیال ہے۔"

لیکن پاکستان بہت جلد ایک حقیقت بن گیا اور دُنیا کے نقشے پر ایک بہت بڑی قومی مملکت معرضِ وجود میں آگئی۔ خُون کے دریا سے گزر اور تلواروں کے سائے میں چل کر مسلمان ایک ایسی سرزمین کی تلاش میں روانہ ہوئے جسے انھوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا لیکن جس کے متعلق انھیں یقین تھا کہ وہ ان کا حقیقی وطن ہے۔ بہت سے لوگوں نے اپنے وطن پہنچنے سے پہلے ہی اس کی خاک کو بوسہ دیا اور بہت سے لوگ پاکستان پہنچ کر لقمۂ اجل بن گئے۔ ان کی زندگی نے اگرچہ وفا نہیں کی۔ لیکن پُوری فضا "پاکستان زندہ باد" کے نعروں سے گونج رہی تھی۔ ان کی موت کے وقت بھی ان کے خشک لبوں پر تبسم کھیل رہا تھا کیونکہ ان کے دل قومیت کے حصول میں کامیابی کے نشہ میں سرشار تھے۔ وہ محسوس کرتے تھے کہ وہ "کل" کے "جزو" بن چکے ہیں۔ انھیں اس ملک کے روشن مستقبل اور اس کے باشندوں پر کامل اعتماد تھا جس کے لیئے انھوں نے طویل جدوجہد کی تھی۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مسلمانوں کی تحریک آزادی کی یہ اجمالی داستان ہے۔ یہ ایک طویل جدوجہد تھی اور اس کے سفر کا کو دو محاذوں پر لڑنا پڑتا تھا۔ ایک طرف وہ غیر ملکی حکمرانی کے خلاف برسرِ پیکار رہتے۔ دوسری جانب اُنھیں ہندوؤں سے لڑنا پڑا جو مسلمانوں کے قومی عزائم کو علانیہ طور پر حقارت کی نظروں سے دیکھتے تھے اور جن کے لیئے سیاسی اتحاد کا مفہوم صرف یہ تھا کہ اکثریت کا فرقہ ہمیشہ کے لیے حکمران بن جائے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس جدوجہد کے ہر مرحلے پر ہندو مسلم کشمکش ہوتی رہی مسلمانوں کے قومی وطن کے مشترکہ مطالبہ کی ہندوؤں کی جانب سے جوں جوں مخالفت بڑھتی گئی۔ ان کے اختلافات زیادہ شدید ہوتے گئے اور اتحاد کی تمام اپیلیں بے اثر ہوتی گئیں۔ ۱۸۵۷ء میں آزادی کی پہلی جنگ شروع ہوتے ہی "فرقہ وارانہ کشیدگی اور فساد کا آغاز ہو گیا۔ جب سر سید احمد خاں نے انگریزوں کے ابتدائی دورِ حکومت میں مسلمانوں کو غیر ملکی حکمرانوں کی پالیسی کے بدترین نتائج سے محفوظ رکھنے کا تہیہ کیا۔ تب بھی فرقہ وارانہ کشمکش اور فسادات ہوتے۔ انڈین کانگرس پارٹی جب ہندوؤں کے زیر اثر تنظیم کی حیثیت سے معرضِ وجود میں آئی۔ اس وقت بھی فرقہ وارانہ فسادات شروع ہوئے۔ قانون حکومتِ ہند مجریہ ۱۹۳۵ء کے تحت تیس مہینے تک سات صوبوں میں برسرِ اقتدار رہنے کے بعد جب ہندو کانگرس کی حکومت ختم ہوئی اور مسلمانوں نے یومِ نجات منایا۔ اس وقت بھی فرقہ وارانہ فسادات ہوئے۔ دس کروڑ مسلمانوں کے نمائندوں نے سنہ ۱۹۴۰ء میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

لاہور میں جمع ہو کر جب پاکستان کا مطالبہ کیا اُس وقت بھی فرقہ وارانہ فسادات ہوئے۔ مسلم لیگ، نے جب یہ محسوس کیا کہ وہ ایک قوم کے علم برداروں کو اس کا قائل کرنے میں ناکام رہی کہ اس کشمکش کا علاج صرف علیحدگی ہے تو وہ "راست اقدام" کرے گی اور آزادی کی صبح قریب آنے کے ساتھ ساتھ اس کشمکش میں مزید شدت پیدا ہو گئی تب بھی فرقہ وارانہ فسادات ہوئے۔ ۱۵ اگست کے فیصلہ کن دن اور اس کے بعد آنے والے دنوں میں بھی فرقہ وارانہ فسادات ہوتے رہے۔ کیونکہ پاکستان کے دشمن تہیہ کر چکے تھے کہ وہ اس کی ولادت سے قبل ہی اس کا گلا گھونٹ دیں گے۔

برطانیہ کی جانب سے خود مختاری کے مطالبہ کی منظوری اور ہندو مسلم مسئلہ حل کرنے کی سیاسی بات چیت کے ہر مرحلے پر فرقہ وارانہ فسادات ہوئے۔ مسلم لیگ کے قیام، مارلے، منٹو اصلاحات، لکھنؤ پیکٹ، تحریک خلافت، چودہ نکات، گول میز کانفرنسوں، کیبنٹ مشن کی آمد اور ۳ جون کے منصوبے کے اعلان غرض تحریک آزادی کے ہر اہم اور سیاسی مرحلے نے زود یا بدیر فرقہ وارانہ نوعیت اختیار کر لی کیونکہ ہندو تہیہ کر چکے تھے کہ وہ مسلمانوں کے مفاد کو نقصان پہنچا کر مینگنی کی طرح سودا کر لیں گے۔

ان تمام حقائق کے باوجود نہرو چاہتے ہیں کہ وہ تاریخ کے صفحات پھاڑ کر پھینک دیں اور نو زائیدہ مسلم قوم کے بارے میں اپنے احساسات کے مطابق تاریخ کو نئے سرے سے لکھیں۔ کیونکہ ان کے خیال میں پاکستان کا قیام اب بھی محض ایک

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ایک "ہنگامی جذبے" کی پیداوار ہے۔ نہرو کے لیئے ہندوستان کی "وحدت" محض ایک وہم یا خیال نہیں ہے بلکہ یہ ایک سیاسی نصب العین بھی ہے جس کے حصول کے لیئے بڑے جوش و خروش سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ بھارتی لیڈروں نے برصغیر کی تقسیم ابھی تک دل سے قبول نہیں کی ہے۔ ان کا عقیدہ اب بھی یہی ہے کہ پاکستان کا قیام ایک متبرک چیز کی بے حرمتی ہے کیونکہ اسے قائم کرنے کے لیئے ان کی محبوب بھارت ماتا کے ٹکڑے کر دیئے گئے ہیں۔ پاکستان کے قیام کے وقت اور اس کے بعد جو واقعات پیش آئے ہیں ان کا جائزہ لینے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان کے مضبوط اور مستحکم ہونے سے پہلے اسے ختم کرنے کی مسلسل کوشش کی گئی تھی۔ سرحدوں کے تعین اور متروکہ جائدادوں کے مسائل، پاکستان کے خلاف تجارتی پابندیاں، غیر منقسم ہندوستان کی لائبریریوں، عجائب گھروں کے نوادر، سرکاری دستاویزات، ریلوے سٹورز اور اسلحہ سازی کی فیکٹریوں میں پاکستان کا حصہ دینے سے انکار اور ان سب کے علاوہ کشمیر اور نہری پانی کے تنازعہ کو ایک بڑی سازش کا جزو سمجھنا چاہیئے جس کا مقصد پاکستان کو تباہی کے دروازے پر پہنچا دینا تھا۔

پاکستان کے عوام نے بھارت کے رویہ کے خلاف جب بھی ناراضگی کا اظہار کیا بھارتی فوجیں سرحد پر جمع کر دی گئیں۔ طاقت کے ان مظاہروں سے بھارت کو اگرچہ کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکا لیکن وہ زخم اور بھی گہرے ہو گئے جن کی چارہ سازی بہت ضروری تھی۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ایک دوسرے کے خلاف خوف اور احساسِ زیاں،

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شکوک اور بے اعتمادی، کینہ اور نفرت میں اضافہ ہوتا گیا۔ اس ذہنیت کا تازہ ترین مظاہرہ معاہدہ بغداد اور سیٹو میں پاکستان کی شرکت پر کیا گیا ہے اور اس کا سبب یہ نہیں ہے کہ اس سے بھارت کمزور ہو جائے گا بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان زیادہ طاقتور ہو جائے گا۔

اس کے برعکس پاکستان نے بھارت کے ساتھ دوستانہ تعلقات استوار کرنے کے سلسلہ میں کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ ۱۹۵۳ء میں بھارتی وزیر اعظم جب کراچی آئے اور دونوں ملکوں کے درمیان خوشگوار تعلقات قائم ہونے کی امید پیدا ہوئی تو کراچی کے ہزاروں افراد نے پرانی تلخیوں اور عناد کو فراموش کر دیا اور میکلوڈ روڈ کے دونوں جانب کھڑے ہو کر ان کا پرتپاک استقبال کیا اور نہرو زندہ باد کے نعرے لگائے۔ پاکستان کے ہر وزیر اعظم نے یکے بعد دیگرے بھارت کی طرف امن اور دوستی کا ہاتھ بڑھایا لیکن بھارت کی جانب سے جنگ نہ کرنے کے اعلان کی پیش کش پر نہرو نے قانونی موشگافیاں شروع کر دیں اور یہ بے فائدہ بحث شروع کر دی کہ تمام تصفیہ طلب امور کو پرامن طور پر طے کرنے کے لیئے گفت و شنید، افہام و تفہیم اور ثالثی سے کیا مراد ہے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بھارت اور بھارتی وزیر اعظم کے لیئے سب سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ ان کے قلوب میں تبدیلی پیدا ہو اور وہ پاکستان سے متعلق اپنی پالیسی میں بنیادی ترمیم کریں۔ دولت مشترکہ اور اقوام متحدہ جن کے پاکستان اور بھارت دونوں رکن ہیں اور دوسری عالمی تنظیمیں مثلاً عالمی بنک ان مسائل کے تصفیہ کے لیئے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

صرف اپیل یا درخواست کر سکتی ہیں یا بعض تجویزیں پیش کر سکتی ہیں۔ لیکن انھیں اپنے فیصلوں کو زبردستی منوانے کا کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ اصل ضرورت ایک ایسی ذہنی فضا کی ہے جو سمجھوتے کے لیے زیادہ سازگار ہو۔ اہلِ پاکستان میں یہ خیال تقویت حاصل کرتا جا رہا ہے کہ نہرو اگر اپنے آپ کو اس "اخلاقی قلب ماہیت" کا اہل ثابت کر سکیں اور اپنے چھوٹے سے لیکن انتہائی مخلص اور قریب ترین ہمسائے سے بدسلوکی نہ کریں تو یہ دونوں ملک ابھی امریکہ اور کینیڈا کی طرح آزاد اور دوست بن سکتے ہیں مگر اس دوستی کے آثار آج بھی نظر نہیں آتے۔ نہرو نہ صرف پاکستان کی مذمت کرتے ہیں اور اس کے نصب العین کو قابلِ ملامت قرار دیتے ہیں بلکہ علیحدگی کی اس بنیاد ہی کو سرے سے ماننے کے لیئے تیار نہیں ہوتے جس پر پاکستان قائم کیا گیا ہے۔ ان کے خیال میں پاکستان ایک ایسا ملک ہے جہاں تشدد آمیز تعصب لوگوں کا اوڑھنا بچھونا ہے، جہاں کٹر عقائد کی تبلیغ ایک ضابطے کی حیثیت رکھتی ہے۔ جہاں عصبیت ایک فن ہے اور مذہب ایک نشہ آور دوا کی شکل میں اختیار کیا جاتا ہے۔ بھارتی وزیرِ اعظم کی رائے میں آج بھی اور دورِ حاضر کے پاکستان میں بھی مذہب اور جمہوری طاقتوں، مُلّا اور روشن خیال طبقوں، قدامت پسندی اور فراخ دلی، اسلام اور جدت پسندی کے درمیان ایک زبردست کش مکش جاری ہے۔

لیکن خود بھارت کا کیا حال ہے؟ بھارتی وزیرِ اعظم نے دنیا کو یقین دلایا تھا کہ بھارت ایک سو فی صد سیکولر ملک ہوگا لیکن یہ سو فی صد ہندو ملک بن کر سامنے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آیا ہے!

۱۹۵۳ء میں کھاڈل (بمبئی) میں ہندوؤں کے ایک انتہائی متعصب فرقہ پرست، جنگجو اور مسلم دشمن فرقے یعنی آریہ سماجیوں نے دس ہزار مسلمانوں کو زبردستی ہندو بنا لیا۔ ستمبر ۱۹۵۶ء میں آل انڈیا ہندو مہاسبھا کے صدر نے بڑی دیدہ دلی سے ایک بیان میں اعلان کیا کہ تین سال سے بھی کم عرصہ میں پچاس ہزار سے زائد غیر ہندوؤں کو ہندو بنا لیا گیا ہے۔

۸ اپریل ۱۹۵۰ء کو پاکستان اور بھارت کے وزرائے اعظم نے ایک سمجھوتے پر دستخط کیئے تھے جس میں انھوں نے اس عہد کا اعلان کیا تھا کہ وہ اقلیتوں کی پوری حفاظت کریں گے۔ اس کے بعد بھی بھارت میں چار سو سے زائد ہندو مسلم فساد ہو چکے ہیں۔ اس سمجھوتے کی ایک دفعہ میں کہا گیا تھا کہ پاکستان سے مزید ہندوؤں اور بھارت سے مزید مسلمانوں کے ترکِ وطن کی حوصلہ افزائی نہیں کی جائے گی۔ پاکستان سے اگرچہ بہت کم ہندوؤں نے ترک وطن کر کے بھارت میں سکونت اختیار کی ہے لیکن کھوکھراپار کے راستے مسلمان مہاجروں کے پاکستان آنے کا لامتناہی سلسلہ بدستور جاری رہا۔ وہ پاکستان کے طویل اور دشوار گزار سفر کی صعوبتیں ہرگز برداشت نہ کرتے۔ اگر نہرو انھیں صرف یہ ضمانت دے دیتے کہ بھارت میں کم سے کم ان کی زندگی ہی محفوظ رہے گی۔

بھارت کے ایک ہفتہ وار جریدے "صدق" نے اپنی ۲۴ دسمبر ۱۹۵۴ء کی اشاعت میں لکھا ہے۔ "نیشنل ڈیفنس اکیڈیمی کے جون ۵۴ء کے امتحان کا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نتیجہ میں ہی شائع ہوا ہے۔ ۱۲۹ کامیاب امیدواروں میں مسلم معمول ایک بھی مسلمان نہیں ہے۔ اسی طرح بھارتی فضائیہ میں بھرتی کے لیئے ۸۸ امیدواروں کی فہرست شائع کی گئی ہے۔ اس میں بھی کسی مسلمان کا نام نظر نہیں آتا۔"

"صدق" نے ۲۶ اگست ۵۵ء کی اشاعت میں بھی لکھا ہے کہ "یو۔پی کی صوبائی سول اور پولیس سروسوں کے مقابلہ کے امتحانات میں جو امیدوار کامیاب ہوئے ہیں۔ ان میں مسلمان ایک بھی نہیں ہے۔"

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بھارت میں جب فرقہ پرستی کے مظاہر پہلے ہی اتنے وسیع پیمانے پر موجود ہیں تو نہرو کشمیر میں فرقہ وارانہ فسادات سے کیوں خائف ہیں۔ لیکن پاکستان سے کشمیر کے الحاق کی بدیہی توقعات کے باعث فرقہ وارانہ فساد کا خطرہ اس اعتبار سے حق بجانب بھی قرار دیا جا سکتا ہے کہ بھارت نے پہلے ہی سے یہ تیاریاں شروع کر دی ہیں کہ وادیٔ کشمیر میں زیادہ سے زیادہ ہندوؤں اور سکھوں کو آباد کر کے مسلمانوں کو اکثریت سے اقلیت میں تبدیل کر دیا جائے۔ ہندو اخباروں نے کشمیر کا مسئلہ "مستقل طور پر" حل کرنے کے لیئے اس تجویز پر عمل کرنے کا مشورہ سنجیدگی کے ساتھ دینا شروع کر دیا ہے۔ وہ علانیہ طور پر کہنے لگے ہیں کہ پاکستان اگر ریاست میں استصواب رائے چاہتا ہے تو استصواب رائے کرا دیا جائے گا۔ لیکن اس کی نوبت اسی وقت آئے گی جب مسلمان باقی ہی نہیں رہیں گے کہ ان کے ووٹ سے پاکستان کے حق میں الحاق کا فیصلہ ہو سکے۔ اس سلسلہ میں وہ کپورتھلہ ایسی ریاستوں کی مثالیں بھی پیش کرتے ہیں جہاں ہندو اقلیت میں تھے لیکن مسلمانوں کو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یا تو قتل کر دیا گیا یا وہ اپنی جان بچانے کے لیے پاکستان میں پناہ گزین ہونے پر مجبور ہو گئے۔ اس سلسلہ کی نئی کڑی یہ ہے کہ بھارتی حکومت ہندوؤں کو کشمیر میں آباد کرنے کے لیئے ان کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے اور انھیں "فرض اور امدادی رقوم" دے رہی ہے۔ نئے آبادکاروں سے وعدہ کیا جاتا ہے کہ انھیں اپنا کاروبار قائم کرنے کے لیئے قرض اور دوسری نقد امداد کے علاوہ کشمیر روانہ ہونے سے قبل چھ ہزار روپے اور وہاں پہنچنے پر ایک ہزار نو سو روپے دیئے جائیں گے۔

لیکن یہ تمام باتیں نہرو کے لیئے بے معنی ہیں کیونکہ سیکولزم کے متعلق ان کے جذبات ہمیشہ کی طرح آج بھی شدید ہیں۔ جولائی ۱۹۵۱ء میں آل انڈیا کانگرس کمیٹی سے خطاب کرتے ہوئے نہرو نے کہا تھا "پاکستان اور بھارت کے دوستانہ تعلقات کی راہ میں صرف کشمیر ہی نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ گہری آویزش حائل ہے اور یہ صورتِ حال کافی سنگین ہے۔ ہم اس بنیادی نصب العین سے دست بردار نہیں ہو سکتے جس پر ہم اتنے عرصے تک قائم رہے ہیں اور جس پر ہماری مملکت کے پورے تصور کی بنیاد ہے۔" دوسرے الفاظ میں نہرو کے لیئے کشمیر اور اس کے چالیس لاکھ باشندوں کی حیثیت محض بلوری نلکیوں کی ہے جس میں وہ اپنے سیکولر تجربوں کے لیئے طرح طرح کے کیمیاوی محلول اور مرکبات انڈیلتے رہتے ہیں۔

نہرو اگر یہ تہیہ کر چکے ہیں کہ نصب العین کی یہ جنگ جاری رہے اور وہ کشمیر کو اپنے فلسفہ کی تجربہ گاہ بنا لیں تو فرقہ وارانہ فساد ناگزیر ہے۔ میں یہ اس لیئے کہتا ہوں کہ انھیں نصب العین کی یہ جنگ انہی ہتھیاروں سے لڑنا پڑے گی جو ان کے ہندو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہم وطنوں کے پاکستان کے قیام سے قبل اور اس کے بعد مسلمانوں کے خلاف استعمال کیئے تھے۔

یہ بڑی حیرت انگیز بات ہے کہ سیکولرزم کے علم بردار نہرو کشمیر کے قضیہ کو فرقہ وارانہ رنگ دے رہے ہیں۔ حالانکہ اصولی اور بنیادی طور پر یہ کشمیری عوام کو حق خود ارادیت کا حق دینے کا سوال ہے۔ اس سلسلہ میں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ بھارتی مقبوضہ کشمیر کے موجودہ مسلمان وزیر اعظم، ان کے دوست اور اہل وعیال کشمیر کو بھارت کا حصہ بنائے رکھنے کی مجنونانہ کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے برعکس ممتاز ہندو رہنما مثلاً "پنڈت پریم ناتھ بزاز (جو "کشمیر کا جھگڑا طے کرو کمیٹی" کے صدر ہیں) اور کشمیر یونیورسٹی کے لفٹیننٹ کے ہندو نائب صدر نہ صرف اقوامِ متحدہ کی نگرانی میں استصواب رائے کی وکالت کر رہے ہیں بلکہ علانیہ طور پر یہ تحریک بھی چلا رہے ہیں کہ وادی کشمیر کو پاکستان سے الحاق کرنا چاہیئے۔

کشمیر کا مسئلہ اگر جمہوری اصولوں کے مطابق حل کر لیا جائے تو فرقہ وارانہ کشیدگی کا کوئی امکان باقی نہیں رہے گا کیونکہ بھارت اور پاکستان دونوں میں اقلیتیں پہلے ہی سے موجود ہیں۔ نہرو کو فرقہ وارانہ کشت وخون کا خطرہ محض اس لیئے نظر آ رہا ہے کہ وہ کشمیر کو ہر قیمت پر اپنے زیر اقتدار رکھنے کا تہیہ کر چکے ہیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۸

رائے اور فیصلہ

اتنی دھول کہاں ہے کہ ہر ایک کی آنکھ میں جھونکی جائے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

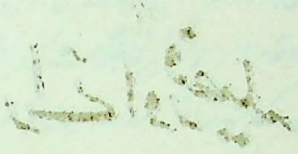

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رائے اور فیصلہ

مسٹر نہرو کے تمام دلائل جب بے اثر ثابت ہوتے ہیں اور اپنے مخالفوں کے مقابلے میں لاجواب ہو جاتے ہیں تو وہ حسب معمول اپنے اسلحہ خانے کا ایک اور ہتھیار نکالتے ہیں اور یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ کشمیر کی بستور ساز اسمبلی بھارت سے الحاق کے حق میں فیصلہ دے چکی ہے۔ بھارتی پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے ۴ ستمبر ۱۹۵۷ء کو پنڈت نہرو نے اس سیدھے سادے اعلان سے اپنے لکتہ چینیوں کو مرعوب کرنے کی کوشش کی کہ کشمیر میں اب استصواب رائے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ وہاں دو انتخابات منعقد ہو چکے ہیں اور ان سے "عوام کا نقطہ نظر پہلے ہی واضح ہو گیا ہے۔" انھیں جب ان کی یہ یقین دہانی یاد دلائی جاتی ہے کہ نام نہاد سری نگر اسمبلی کا فیصلہ "حفاظتی کونسل کی قرارداد پر عملدرآمد کی راہ میں حائل نہیں ہو گا" تو مسٹر نہرو حیرت و استعجاب کا اظہار شروع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح جب انھیں یہ بھی یاد دلایا جاتا ہے کہ اقوام متحدہ کی قرارداد کی دفعہ ۸ میں بھارت اور پاکستان دونوں سے اپیل کی گئی تھی کہ "وہ ہر ایسے اقدام سے گریز کریں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جس سے کشمیر کے منصفانہ اور پُر امن تصفیہ کے راستے میں کوئی دشواری پیدا ہونے کا اندیشہ ہو، تو مسٹر نہرو برہم ہو جاتے ہیں۔ عالمی پریس جب اس امر کی جانب اشارہ کرتا ہے کہ سری نگر اسمبلی کو کشمیری عوام کی رائے کا قابلِ اعتماد مظہر نہیں قرار دیا جا سکتا تو مسٹر نہرو ملول ہو جاتے ہیں۔ جب خود ان کے ہم وطن مسٹر نہرو پر زور دیتے ہیں کہ وہ اپنے پورے موقف پر نظرِ ثانی کریں تو وہ اُلجھن میں پڑ جاتے ہیں اور جب پاکستان مسٹر نہرو سے کہتا ہے کہ یہ دونوں انتخابات محض ڈھونگ تھے تو ان کے غیض و غضب کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔

مسٹر نہرو پر یہ بالکل شروع سے واضح کر دیا گیا ہے کہ انھوں نے "الحاق کا فیصلہ استصواب کے متفقہ طریق کار کی بجائے کسی اور طرح کرانے کی کوشش کی تو یہ حفاظتی کونسل سے بھارت کے مواعید کی خلاف ورزی ہوگی۔" اور وہ ان وعدوں سے انحراف کے مرتکب ہوں گے جو اقوامِ متحدہ سے کئے جا چکے ہیں۔

حفاظتی کونسل نے ۳۰ مارچ ۱۹۵۱ء کو ایک قرارداد منظور کی تھی جس میں واضح طور پر کہہ دیا گیا تھا کہ "اگر کوئی دستور ساز اسمبلی طلب کی گئی اور اس نے پوری ریاست یا اس کے کسی حصے کے الحاق یا آئندہ حیثیت کے بارے میں کوئی فیصلہ کرانے کی کوشش کی تو اسے کونسل کے مذکورہ بالا اصول کے مطابق الحاق کا فیصلہ قرار نہیں دیا جائے گا، جیسا کہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کشمیر ڈیماکریٹک یونین کے صدر نے اپنے ایک بیان میں (جو انھوں نے ۵ ستمبر ۱۹۵۷ء کو نئی دہلی سے جاری کیا تھا) کہا ہے یہ دونوں انتخابات جن پر نہرو فخر کرتے ہیں محض ڈھونگ تھے اور ان کے متعلق یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ انھوں نے کشمیری عوام کی رائے اور رجحانات کی ترجمانی کی تھی۔"

دُنیا بھر کے اخبارات نے اس حقیقت کی تصدیق کر دی ہے کہ سری نگر اسمبلی کے انتخابات کے وقت فضا پر خوف اور دہشت طاری تھی اور بھارت کے فوجی مکمل طور پر تیار کھڑے تھے تاکہ نہرو کے منظورِ نظر کسی مخالفت کے بغیر کامیاب ہو جائیں۔ پولنگ سٹیشنوں پر پولیس بڑی تعداد میں متعین تھی اور ہر شخص جانتا تھا کہ وہ بھارتی حکام کے اشارے پر نہ چلا تو اس کی جان کی خیر نہیں ہے۔ ان حالات میں مسٹر نہرو کا یہ دعویٰ کہاں تک درست ہو سکتا ہے کہ انتخابات "منصفانہ اور غیر جانبدارانہ" تھے۔

یہ اسمبلی جس نے کشمیر کو نہرو کے قدموں پر ڈال دیا ہے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کر سکتی کہ وہ جمہور کی نمائندہ ہے کیونکہ بھارتی مقبوضہ کشمیر کے عوام کے بہت بڑے طبقہ نے اس ڈھونگ میں جو ریاستی حکومت نے رچایا تھا نہ صرف حصّہ لینے سے انکار کر دیا تھا بلکہ یہ اسمبلی دو حصوں میں بٹی ہوئی ریاست کے اس حصّہ کی نمائندگی سے بھی محروم ہے جس کے عوام نے بغاوت کر کے اپنی ایک آزاد حکومت قائم کر دی ہے۔ اس کے باوجود مسٹر نہرو کو یقین ہے کہ کوئی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بھی اسمبلی اس سے زیادہ نمائندہ نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ اس "جلیل القدر" ادارے کے تمام ۷۵ ارکان بلا مقابلہ منتخب ہوئے تھے۔

اس نام نہاد اسمبلی کے "انتخابات" اور اس کے "فیصلے" کتنے وقیع کہے جا سکتے ہیں اس کا اندازہ وادی کشمیر کے حالات کے محض ایک سرسری جائزے سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔

مقبوضہ کشمیر اس وقت ایک پولیس سٹیٹ، ایک بہت بڑا قید خانہ اور ایک مسلح کیمپ بنا ہوا ہے جس کا نظم و نسق کٹھ پتلیوں کے ہاتھ میں ہے اور جس کی حفاظت غنڈے کرتے ہیں۔ بیس لاکھ کشمیریوں کے تحفظ کے لیئے ایک لاکھ بھارتی فوجیں متعین ہیں لیکن نہرو کے خیال میں چونکہ عوام اور حالات دونوں کے مقابلے کے لیئے فوج کا طریق کار بالکل جداگانہ ہوتا ہے اس لیئے ریاستی عوام کے وسیع تر مفاد کی حفاظت کے لیئے کافی تعداد میں نیم فوجی دستے متعین کرنا بھی ضروری ہے چنانچہ کشمیر میں مختلف دستے صف آرا ہیں جنھیں دیکھ کر کوئی شخص خائف ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آج کل وہاں بھارت کی فوج اور کشمیر کی باقاعدہ پولیس کے علاوہ رضاکار فوج، ہوم گارڈ، مرکزی ریزرو پولیس، کشمیر ریزرو پولیس اور کشمیر سپیشل پولیس کے دستے بھی موجود ہیں۔ یہ تمام فوجی اور نیم فوجی دستے کشمیر میں اس لیئے متعین ہیں کہ "وہ ریاستی عوام کی فلاح و بہبود کو فروغ دیں"، جنھوں نے مہاراجہ کے دردگردہ اور الحاق کے فیصلے کے بعد مسٹر نہرو کے بیان کے مطابق "ایسی ترقی کی ہے جس کی کوئی نظیر نہیں مل سکتی"۔ لیکن

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مقبوضہ کشمیر کے موجودہ وزیر اعظم بخشی ان تمام مختلف النوع دستوں کی موجودگی کے بعد بھی مطمئن نہیں ہوئے۔ انھوں نے امن بریگیڈ کے نام سے ایک اور ایجاد کی۔ جیسا کہ اس کے نام ہی سے ظاہر ہوتا ہے اس کا کام ریاست میں امن قائم کرنا ہے خواہ اس کے لیئے جو بھی قیمت ادا کرنی پڑے۔ اسے اختیار دے دیا گیا ہے کہ وہ جسے چاہے دیکھتے ہی گولی مار دے یا بلا سوچے سمجھے لوگوں کو قتل کر دے لیکن وادی میں امن بہر صورت قائم رکھے۔

لیکن اس امن کے لیئے کیا قیمت ادا کی جا رہی ہے؟ مقبوضہ کشمیر کے حکام نے فوراً ہی دیکھ لیا کہ ان کی طرح طرح کی فوجوں کے مقابلہ میں ایک اور فوج بھی صف بستہ ہے۔ غیر مسلح مرد، عورتوں اور بچوں کی فوج جو اپنی آزادی کے لیئے جدوجہد کر رہی ہے۔ ان مظلوموں کا یہ حال ہے کہ ان پر دہشت طاری رہتی ہے۔ ان پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا ہے اور ان کے اوپر کسی وقت بھی کوئی مصیبت نازل ہو سکتی ہے۔ نہرو کے تنخواہ دار اور غنڈے ہر قریہ اور ہر قصبہ کے گلی کوچوں میں گشت کرتے رہتے ہیں۔ وہ ہر وقت چوکنے اور چوکس رہتے ہیں تاکہ عوام ذرا سا بھی سر نہ اٹھانے پائیں۔ اس کے باوجود کشمیر میں ہمیشہ اور ہر وقت کہیں نہ کہیں، کسی نہ کسی قسم کا ہنگامہ ہوتا ہی رہتا ہے۔ استصواب رائے کا نام بھی لینا بہت بڑی گستاخی ہے۔ اور اس کا ارتکاب کرنے والے کو سزا دینا ضروری ہوتا ہے۔ ان کے ساتھ سیاسی کارکنوں جیسا سلوک نہیں کیا جاتا بلکہ انھیں ایک عادی مجرم تصور کیا جاتا ہے۔ ان کی نقل و حرکت پر مسلسل نظر رکھی جاتی ہے اور معمولی سے شک پر بھی ان کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مسلمانوں کی ہلاکتی لے لی جاتی ہے۔ آزادی کی خواہش کرنے والوں کو صرف اتنی ہی قیمت ادا نہیں کرنی پڑتی۔ ان کی تعزیر و سرزنش کے لیئے بہت سے دوسرے ذرائع بھی اختیار کیئے جاتے ہیں۔ اگر وہ پولیس میں ہوں اور استصواب رائے کا نام لینے کی جسارت کریں تو انھیں فوراً برطرف کر دیا جاتا ہے، اگر وہ سول سروس میں ہوں تو کم سے کم انھیں عہدے سے اتار دیا جاتا ہے اگر وہ کاروبار کرتے ہوں تو ان کے ٹھیکے منسوخ کر دیئے جاتے ہیں اور تمام مراعات واپس لے لی جاتی ہیں۔ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ آزادی تحریر و تقریر مل سکتی ہے اور انھیں کاروبار وغیرہ میں بھی سہولت دی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ اس کے ساتھ وہ رائے استصواب کی بھی حمایت نہ کریں۔

مقدمہ چلائے بغیر نظر بندی اور جرم کا ثبوت مہیا کیئے بغیر بے پناہ ظلم و ستم کے باوجود استصواب رائے کے حق میں جدوجہد بدستور جاری ہے۔ حریت پسندوں کے چھوٹے چھوٹے گروہ جس تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ بھارت کے تابع حکام کی علانیہ نافرمانی جس رفتار سے پھیل رہی ہے اور استصواب رائے کا مطالبہ جس شدت کے ساتھ زور پکڑتا جا رہا ہے اسی رفتار سے ریاست میں ظلم و ستم، ایذا رسانی اور بددیانتی میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ قید و بند کی صعوبتیں صرف معمولی کشمیریوں اور گمنام سیاسی کارکنوں تک محدود نہیں ہیں۔ ان کے زیادہ تر سیاسی رہنما بھی جیلوں میں ہیں۔ مقبوضہ کشمیر کے پہلے وزیر اعظم اور نہرو کے آزمودہ رفیق کار، سیاسی حلیف اور ذاتی دوست شیخ محمد عبداللہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ساڑھے چار سال تک مقدمہ چلائے بغیر نظر بند رہنے کے بعد حال ہی میں رہا کیے گئے ہیں۔ انھوں نے جب بھارتی حکومت کا آلہ کار بننے سے انکار کر دیا اور یہ اعلان کیا کہ ریاست کے مستقبل کا فیصلہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب عوام کو یہ موقع دے دیا جائے کہ وہ آزادی سے اپنی رائے ظاہر کریں اور اقوام متحدہ کی نگرانی میں استصواب رائے منعقد کیا جائے تو اگست ۱۹۵۳ء میں انھیں گرفتار کر لیا گیا۔ شیخ عبداللہ کو عوام "شیر کشمیر" کے لقب سے یاد کرتے ہیں کیونکہ وادی کشمیر میں وہ کئی سال تک تحریک آزادی کے نقیب اور رہنما رہ چکے ہیں۔ لیکن جیسے ہی انھوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ عوام کی مرضی معلوم کیے بغیر بھارتی یونین میں کشمیر کو ضم کرنے کا فیصلہ قانونی طور پر ناجائز اور سیاسی اعتبار سے دانش مندی کے منافی ہے تو انھیں فوراً برطرف کر دیا گیا اور بھارت کے ایک اور پٹھو کو ریاست کا وزیر اعظم مقرر کر دیا گیا۔

عبداللہ کے دست راست مرزا افضل بیگ اور نہرو کے ہم مذہب اور "ثقافتی بھائی" پنڈت پریم ناتھ بزاز بھی صرف اس لیے جیل میں ڈال دیے گئے ہیں کہ وہ استصواب رائے کی حمایت کرتے تھے۔ صرف انہی پر موقوف نہیں ہے جو بھی مخالف کے تمام لیڈر جو محاذ استصواب، کشمیر پولیٹیکل کانفرنس، کشمیر ڈیماکریٹک یونین، کسان مزدور کانفرنس اور "کشمیر کا جھگڑا طے کرو کمیٹی" سے تعلق رکھتے ہیں جیلوں میں ٹھونس دیے گئے ہیں لیکن انھیں جیلوں میں بھی سکون میسر نہیں ہے، ان میں سے بعض کی توہین و تذلیل کی جاتی ہے، بعض کو زدوکوب

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کیا جاتا ہے اور بعض کو جسمانی اذیتیں دی جاتی ہیں۔ ان کے ساتھ عام مجرموں کی بجائے "غدّاروں" جیسا سلوک کیا جاتا ہے اور جب ان کی گرفتاری کے بعد ریاست کے گوشے گوشے میں فسادات ہوئے تو بھارتی حکومت نے اسے "ریاست کی بنیادیں کھودنے کی کوشش" سے تعبیر کیا۔

مقبوضہ کشمیر میں غیر ملکی اخباروں کے نامہ نگاروں کو بھی آزادی حاصل نہیں ہے۔ ان کی نقل و حرکت پر کڑی نظر رکھی جاتی ہے اور حقائق معلوم کرنے کے لیئے وہ اپنی نگرانی کرنے والوں کی نظریں بچا کر نکل جانا چاہیں تو ان سے باضابطہ طور پر باز پرس کی جاتی ہے اور انھیں ریاست سے نکال دیا جاتا ہے ان تمام خرابیوں کے باوجود یہ حقیقت کسی حد تک اطمینان بخش ہے کہ انتہائی سخت سنسر شپ، ریاست کے ظالم حکمرانوں کی مذموم سرگرمیوں کو منظر عام پر لانے سے روکنے اور گمراہ کن پراپیگنڈے کے باوجود حقائق پر پردہ ڈالنے کی تمام کوششیں ناکام ثابت ہوئی ہیں اور صدائے حق سے تمام دُنیا گونج رہی ہے۔

نہرو کا خیال ہے کہ کشمیر میں کوئی ظلم یا زیادتی نہیں ہوئی اور وہ بھارت کے ہاتھوں میں مکمل طور پر محفوظ ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ بھارت کے قبضہ میں کشمیر اتنا ہی محفوظ ہے جتنا کہ بکری کا ایک بچہ جسے اس کی ماں نے حفاظت سے رکھنے کے لیئے ایک بھیڑیئے کے سپرد کر دیا تھا اور بھیڑیئے نے سوچا تھا کہ اس کے لیئے محفوظ ترین جگہ خود اس کا پیٹ ہے۔ اسی طرح نہرو نے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کشمیر کو بھی نگل لیا ہے مگر اس نے معدے میں پہنچ کر فساد کیا اور اس کے مضر رساں اثرات ظاہر ہوئے تو اُس کی ذمہ داری خود ان پر عاید ہوگی۔

ذیل میں بھارتی شہریوں اور مقبوضہ کشمیر کے بعض رہنماؤں کے چند تبصرے خطوط اور بیانات درج کیے جاتے ہیں جن سے اندازہ لگایا جا سکتا کہ کشمیر کے حالات کے بارے میں نہرو جو حسین و دل آویز تصویریں پیش کرتے ہیں وہ حقیقت سے کتنی دُور ہے۔

"کشمیر کا جھگڑا طے کرو کمیٹی" کے صدر مسٹر پی۔ ایل۔ لکھن پال نے پنڈت نہرو کے نام ایک خط میں دوسری باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھا:

"عوام کی خوشحالی اور آزادی کے سوال پر آپ نے خاص طور سے زور دیا ہے میں پوری عاجزی کے ساتھ یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ آپ کے اقدامات سے ان دونوں کی صریح نفی ہوتی ہے۔ بھارتی سنگینوں اور توپوں کی مدد سے کشمیری عوام پر انتہائی بد دیانت، انتہائی ظالم اور انتہائی نفرت انگیز حکومت مسلط کر دی گئی ہے جس کے دورِ اقتدار میں عوام انتہائی کرب اور مصیبت میں مبتلا ہیں۔"

نئی دہلی کے ایک مقبول عام ہفتہ وار "فری تھنکر" نے ۷ اپریل ۱۹۵۷ء کو اپنے ایک اداریہ "بنیادی مسئلہ" میں لکھا تھا۔

"بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ کشمیر کی دستور ساز اسمبلی نے کم سے کم آئینی اعتبار سے بھارت سے کشمیر کے الحاق کو جائز قرار دے دیا ہے اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اب اس مسئلہ کو آزادانہ اور منصفانہ استصواب رائے کے ذریعہ حل کرنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ یہ دعویٰ جمہوری اصولوں کی خلاف ورزی اور ایک غیر جمہوری کارروائی کے پردے میں پناہ لینے کے مترادف ہے کیونکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ یہ اسمبلی کوئی منتخب ادارہ نہیں ہے اور اسے عوام کی ذرا بھی حمایت حاصل نہیں ہے۔ اس لیئے اس کے فیصلوں کو بھی ریاستی عوام کی خواہش کا مظہر نہیں قرار دیا جا سکتا۔"

کشمیر ڈیماکریٹک یونین کے ہندو صدر پنڈت پریم ناتھ بزاز نے جو آج کل قانون تدابیر کی نظر بندی کے تحت جیل میں ہیں بھارتی حکومت کے نام ایک مراسلہ میں انکشاف کیا ہے کہ نظر بندوں سے متعلق مشاورتی بورڈ کے ایک رکن نے گزشتہ سال نومبر میں ذاتی طور پر ان کی درخواست کی سماعت کے بعد کہا تھا "آپ کو بھارت کا دشمن قرار دینے کے لیئے صرف اتنا کافی ہے کہ آپ الحاق کا فیصلہ کرنے کے لیئے ایک آزادانہ اور غیر جانب دارانہ استصواب رائے کے حامی ہیں کیونکہ استصواب رائے منعقد کرنے کا نتیجہ صرف یہ ہوگا کہ پوری ریاست پاکستان سے الحاق کرے گی۔"

اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل مسٹر داگ ہمیر شولڈ کے حالیہ دورہ بھارت کے موقع پر کشمیر ڈیماکریٹک یونین اور کشمیر کسان مزدور کانفرنس نے انھیں ایک مشترکہ یادداشت پیش کی تھی جس میں اقوام متحدہ سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ کشمیری عوام کو اپنا حق خود ارادیت جمہوری اور پُر امن طور پر بروئے کار لانے کا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

موقع دلانے کے لیئے اس عالمی تنظیم کو چاہیئے کہ وہ فوری اور موثر امدادات کرے۔
یادداشت میں مقبوضہ کشمیر کے حالات کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے
بعد کہا گیا ہے "کشمیر اس وقت ایک انتہائی المناک صورت سے دوچار ہے
سیاسی ظلم و تشدد، اقتصادی آلام و مصائب، ثقافتی انحطاط اور فکری گروہ بندی
اس کے لیے مقدر بن چکے ہیں۔"

یادداشت میں آگے چل کر کہا گیا ہے کہ بخشی حکومت کو عوام پر ان کی
مرضی کے بالکل برعکس مسلط کر دیا گیا ہے۔ وہ صرف ریاستی پولیس کو کافی نہیں
سمجھتی بلکہ عوام کی مخالفت کو کچلنے کے لیے اس نے امن بریگیڈ کے نام
سے ایک خیر سرکاری فوج بھی بھرتی کر لی ہے اور اسے حکمراں پارٹی نیشنل
کانفرنس کے طوفانی فوجیوں سے موسوم کیا جاتا ہے۔"

جموں و کشمیر کے محاذ استصواب نے اگست ۱۹۵۷ء میں نئی دہلی سے
ایک پمفلٹ شائع کیا تھا جس میں حسب ذیل مطالبات پیش کیے گئے ہیں۔

(۱) بھارتی حکومت کو وقت گزارنے کی پالیسی ترک کر کے ایسی فضا پیدا
کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جس میں کشمیر کے عوام ایک آزادانہ اور غیر جانبدارانہ
استصواب رائے کے ذریعہ اپنے مستقبل کا فیصلہ کر سکیں۔

(۲) کشمیر کے سیاسی قیدیوں کو فوراً رہا کر دیا جائے۔

(۳) ظلم و تشدد، جبر و استبداد، دہشت و سخت گیری اور اندھا دھند
گرفتاریوں کی پالیسی ترک کی جائے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

(۴) گزشتہ چار سال میں کشمیر عوام پر جو مظالم توڑے گئے ہیں ان کی تحقیقات کے لیے ایک غیر جانبدارانہ کمیشن مقرر کیا جائے۔ اور

(۵) ریاست میں استصواب رائے کے انتظامات کے لیے فوراً ایک ادارہ قائم کیا جائے۔

"سٹیٹسمین" نئی دہلی نے ۲۵ فروری ۱۹۵۶ء کو جموں کی حسب ذیل خبر شائع کی تھی:

"محاذ استصواب کے نائب صدر نے اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل مسٹر ہیمرشولڈ کے نام یہاں ایک مراسلہ روانہ کیا ہے جس میں ان سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ دنیا کے مقتدر ترین ادارے میں اپنا اثر و رسوخ استعمال کرکے ہماری انتہائی بدقسمت سرزمین کے لاکھوں افراد کو ایک مکمل طور پر آزاد فضا میں اپنا حق خود ارادیت بروئے کار لانے دیں۔"

"محاذ کے نائب صدر نے الزام لگایا ہے کہ ریاست کے عوام تمام جمہوری حقوق سے محروم ہیں" اور اس میں ایسے کالے قوانین نافذ ہیں جن کی مہذب دنیا میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ انھوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ موجودہ حکومت کن حالات میں عوام پر زبردستی مسلط کر دی گئی تھی اور اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کو یاد دلایا ہے کہ حفاظتی کونسل کی ۳۰ مارچ ۱۹۵۱ء کی قرارداد کے کیا مضمرات ہیں۔"

بھارت کی ایک مشہور معاشرتی کارکن مس مردولا سارا بھائی نے بھارتی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پارلیمنٹ کے ارکان کے نام ایک کھلے خط میں دوسری باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھا تھا:

"اس لیئے آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر بخشی صاحب (مقبوضہ کشمیر کے وزیر اعظم) اور موجودہ نیشنل کانفرنس میں ان کے رفقاء کو اس بات پر آمادہ کر لیں کہ وہ اپنے مخالفوں کے متعلق اپنا جابرانہ رویہ ترک کر دیں۔ اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ ہنگامی حالات سے نپٹنے کا جمہوری طریق کار ایک آمرانہ حکومت کے طرز عمل سے مختلف ہوتا ہے کیونکہ موخر الذکر ہمیشہ ایسے اقدامات اور وطیرے اختیار کرتی ہے جو ایک اوپر سے مسلط کی ہوئی حکومت کا خاصہ ہوتے ہیں۔ اس بحران کو ختم کرنے کا علاج یہ نہیں ہے کہ تشدد سے کام لیا جائے۔ مخالفوں کو روپیہ پیسہ دے کر ان کا منہ بند کر دیا جائے اور انھیں ڈرا دھمکا کر انھیں قابو میں کر لیا جائے۔"

لندن ٹائمز مورخہ ۴ مئی ۱۹۵۷ء میں اس کے نامہ نگار مقیم سری نگر کا حسب ذیل مراسلہ شائع ہوا تھا:

"ایک مخالف پارٹی کشمیر پولیٹیکل کانفرنس نے جو کشمیر کے پاکستان سے الحاق کی حامی ہے اپیل کی ہے کہ کشمیر کے مسئلہ پر دس سالہ تعطل ختم کرنے کے لیئے براہ راست، موثر، فوری اور مناسب کارروائی کی جائے۔ پولیٹیکل کانفرنس کے ایک جلسہ میں گزشتہ رات ایک قرارداد

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

منظور کی گئی ہے جس میں اقوام متحدہ پر زور دیا گیا ہے کہ وہ کشمیر کی انتہائی نازک صورت حال کی طرف توجہ کرے۔ قرارداد میں آگے چل کر کہا گیا ہے "عوام کو ان کا حق خود ارادیت دینے کے لیے نہ تو کوئی ایسی شرط عاید کی جا سکتی ہے جس سے یہ حق محدود ہو جائے نہ انھیں اس سے محض اس لیے محروم کیا جا سکتا ہے کہ اب بہت زیادہ وقت گزر گیا ہے۔ عوام کو گلا گھونٹ دینے والی پابندیوں کے شکنجے، سیاسی ظلم و ستم، مقدمہ چلائے بغیر نظر بندی، جسمانی اور ذہنی ایذا رسانی، اقتصادی افراتفری، اخلاقی انحطاط، نظم و نسق کی بد دیانتی، حکومت کے جبر اور انتہائی کرب انگیز تذبذب اور عدم سلامتی سے نجات دلانے کی صرف یہ صورت ہے کہ ریاست میں ایک آزادانہ، منصفانہ اور غیر جانب دارانہ استصواب رائے منعقد کیا جائے۔

اس قرارداد میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ مسٹر یارنگ اس لیے ناکام ہو گئے ہیں کہ بھارت ہمیشہ کی طرح آزادانہ، منصفانہ اور غیر جانب دارانہ استصواب رائے کا سامنا کرنے سے پہلو تہی کر رہا ہے۔"

ذیل کی تین خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اب نہرو اپنے آخری سہارے اور بہانے سے بھی محروم ہوتے جا رہے ہیں۔ یہ تینوں خبریں ۱۹۵۷ء کے پہلے نصف میں ٹائمز آف انڈیا میں شائع ہوئی تھیں اور انھیں اس اخبار کے نمائندہ خصوصی نے سری نگر سے بھیجا تھا:

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"سری نگر۔ ۸ اپریل۔ دو مخالف پارٹیوں ۔۔۔ محاذِ استصواب اور کشمیر پولیٹیکل کانفرنس کے نمائندوں نے آج برطانوی لیبر پارٹی کے لیڈر مسٹر ایبورن بیوان سے ملاقات کی۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے مسٹر بیوان سے کشمیر میں شہری آزادیوں کے فقدان، مخالف پارٹیوں پر ظلم و ستم اور ان کے بہت سے ارکان کی گرفتاری اور قید کے بارے میں شکایت کی۔ انھوں نے کہا کہ کشمیریوں کی اکثریت پاکستان سے الحاق کی حامی ہے اور یہ مطالبہ کیا کہ کشمیر میں آزادانہ اور غیر جانب دارانہ استصواب رائے منعقد کیا جائے۔"

سری نگر۔ ۳ مئی۔ "پولیٹیکل کانفرنس نے یہاں کل اپنے اس مطالبے کا اعادہ کیا کہ کشمیر میں فوراً ایک استصواب رائے منعقد کیا جائے۔ ریاست سے تمام فوجوں کا اخلا کیا جائے۔ تمام نظر بندوں کو رہا کر دیا جائے اور شہری آزادیاں بحال کی جائیں۔ پارٹی کے ایک ترجمان کے بیان کے مطابق محاذِ استصواب کے بہت سے ممتاز کارکن پولیٹیکل کانفرنس میں شریک ہو گئے ہیں۔"

سری نگر۔ ۶ مئی۔ محاذِ استصواب رائے نے اعلان کیا ہے کہ یارنگ مشن محض بھارتی حکومت کے غیر معقول رویہ اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ناکام ہو گیا ہے۔ محاذ کی مجلس عاملہ نے کل اپنے اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی ہے۔ جس میں مسٹر نہرو پر شدید نکتہ چینی کی گئی ہے اور ان پر الزام لگایا گیا ہے کہ انھوں نے کشمیریوں کے ساتھ منافقت سے کام لیا ہے۔ محاذ نے کشمیر کو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شمالی زونل کونسل میں شامل کرنے پر تشویش اور شدید اضطراب کا اظہار کرتے ہوئے اسے ایک گہری سازش سے تعبیر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کا مقصد کشمیر کی جداگانہ حیثیت اور انفرادیت کو ختم کرنا اور اس کی مسلم اکثریت کو ایک غیر اہم اقلیت میں تبدیل کرنا ہے۔"

ذیل میں ٹائمز آف انڈیا مورخہ ۱۳ر فروری ۱۹۵۷ء کے ایک خط کا اقتباس دیا جاتا ہے جو ناگپور کے ایک ہندو نے ایڈیٹر کے نام لکھا تھا اور جس میں کشمیر کے مسئلہ کا لب لباب بیان کیا گیا ہے۔ اس خط کی اشاعت سے نہرو یقیناً بڑی الجھن میں مبتلا ہو گئے ہوں گے :

"یہ صاف ظاہر ہے کہ اگر استصواب رائے منعقد کیا گیا تو کشمیری یا تو بھارت کے انضمام کے حق میں رائے دیں گے یا اس کے خلاف۔

اگر بھارتی حکومت کو یقین ہے کہ کشمیری عوام اپنی ریاست کو بھارت میں ضم کرنا چاہتے ہیں تو وہ استصواب رائے پر کیوں آمادہ نہیں ہو جاتی اور اس مسئلہ کو ہمیشہ کے لیئے ختم نہیں کر دیتی،

اس کے برعکس بھارتی حکومت کو اگر اس کا یقین ہے کہ کشمیری عوام بھارت سے انضمام کے خلاف ہیں تو ان پر اپنی مرضی کیوں مسلط کریں؟

بہر صورت استصواب رائے بہت ضروری ہے۔ خاص طور پر اس لیئے بھی کہ اقوام متحدہ کی حفاظتی کونسل غالب اکثریت سے اس کے حق میں رائے دے چکی ہے۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

عبارتِ مزید: "بہت سے لوگ حیرت سے یہ سوچ رہے تھے کہ نہرو مقبوضہ کشمیر جانے کی جرأت کس طرح کریں گے۔ انھوں نے چار سال بعد اس کی جرأت کی اور ستمبر ۱۹۵۷ء کے دوسرے ہفتے وہ سری نگر گئے۔ توقع کے عین مطابق ان کا کالی جھنڈیوں سے خیر مقدم کیا گیا۔ فضا استصواب کے علم برداروں کے نعروں سے گونج اٹھی اور پاکستان کے حامی عناصر نے انھیں نرغے میں لے لیا۔ سری نگر کی ۱۵ ستمبر ۱۹۵۷ء کی ایک اطلاع کے مطابق جو ٹائمز آف انڈیا میں شائع ہوئی تھی۔ محاذ استصواب نے اس "عالی مرتبت" رہنما کو ایک طویل یادداشت پیش کی جس میں انھیں ان کے وہ تمام پرانے عہد یاد دلائے گئے تھے جنھیں ایفا کرنا شاید انھیں یاد ہی نہیں رہا۔ یادداشت میں مطالبہ کیا گیا کہ "کشمیر کے دس سالہ تذبذب" کو ختم کر کے بہتر حالات پیدا کیے جائیں کیونکہ یہاں تخویف و ترغیب دونوں کو عرصہ دراز تک پوری سرگرمی سے آزمایا جا چکا ہے لیکن اس کا بھی کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔" محاذ استصواب مقبوضہ کشمیر کی ان چار بڑی تنظیموں میں شامل ہے جو مشترکہ مقاصد کے لیے کام کر رہی ہیں اور جنھیں معزول وزیر اعظم شیخ عبداللہ کے دوست اور حامی چلا رہے ہیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۹

شیخ محمد عبداللہ کی رہائی اور پھر گرفتاری

کیا اسیری ہے کیا رہائی ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شیخ محمد عبداللہ کی رہائی اور پھر گرفتاری

اگست ۱۹۵۳ء کو جب ساڑھے چار سال ہو چکے اور بغیر مقدمہ چلائے شیخ محمد عبداللہ کو اسیر استبداد رکھ کر بخشی سرکار ضمناً مگر دراصل بھارت سرکار اطرافِ عالم میں رسوا ہو چکی تو عالمی رائے کو اپنے حق میں نسبتاً بہتر بنانے کے لیئے ایک جوا یہ بھی کھیلا گیا کہ شیخ محمد عبداللہ کو جنوری ۱۹۵۸ء میں رہا کر دیا گیا یا بہ الفاظ دیگر یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ شیخ محمد عبداللہ کے زنداں کو وسیع تر کر کے اس 'نئی قید' کا نام 'رہائی' رکھ کر دنیا کی آنکھوں میں ایک مرتبہ پھر دھول جھونکنے کی کوشش کی گئی ؎

پر کتر کر مرے صیاد نے چھوڑا ہے مجھے
نام اس قید کا رکھا ہے رہا ہو جانا

دنیا کو ایک نئے فریب میں مبتلا کرنے کے علاوہ ایک خیال یہ بھی تھا کہ ساڑھے چار سال کی اسیری اور قید و بند کے مصائب نے شیخ محمد عبداللہ کو اس قابل بنا دیا کہ ترغیب و تحریص کے سبز باغ دکھائے جائیں تو وہ اقتدار کے داموں خریدے جا سکیں مگر شیر غار سے نکل کر جب کچھار میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آیا تو اپنے شکاریوں کے لیئے کچھ اور وہ بھی خوفناک بن چکا تھا۔ اس نے ہر ترغیب کو پائے استغفار سے ٹھکرا دیا۔ ہر تحریص پہ نفرت سے تھوک دیا اور وزارتِ عظمیٰ کی کرسی پر بھی لات مار کر ثابت کر دیا کہ میں بخشی غلام محمد کی طرح جنس ارزاں نہیں ہوں کہ مجھے نیلام پر چڑھا دیا جائے۔

برو ایں دام بر مرغ دگر نہ
کہ عنقا را بلند است آشیانہ

خیال تو یہ تھا کہ شیخ محمد عبداللہ کی رہائی سے بھارت کے متعلق عالمی رائے کچھ ٹھیک ہو سکے گی مگر شیخ محمد عبداللہ نے تو رہا ہونے کے بعد بھارت سرکار۔ نہرو ہتھکنڈوں اور بخشی عیاریوں کے وہ پرخچے اڑائے ایسی قطعی کھولی کہ پنڈت نہرو دنیا میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہ سکے۔ اس نڈر اور بیباک شیر کی دھاڑوں سے ساری وادی گونج اٹھی اور اس کی ایک آواز پر چار لاکھ مسلمانانِ کشمیر سروں سے کفن باندھ کر اس کے گرد جمع ہو گئے۔ آخر بخشی کو اپنی موت ہر طرف منڈلاتی نظر آنے لگی۔ نہرو کشمیر کی بازی ہارنے کے بعد ایک تنگ دل جواری کی طرح اس شکست کی تاب نہ لا سکے اور اس عارضی رہائی کے بعد ۲۹ اپریل کو آدھی رات کے وقت اس شیر کو پھر زنجیروں سے جکڑ دیا گیا۔ مگر اللہ اکبر کیا کیا اہتمام تھے صرف ایک جانِ ناتواں کے لیئے۔ سرینگر فوجوں کے حوالے کیا گیا۔ بکتر بند گاڑیاں گشت کے لیئے لکل کھڑی ہوئیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ اپنی رہائی کے بعد حضرت بل جا رہے ہیں۔ (اب وہ دوبارہ گرفتار کئے جا چکے ہیں)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بھارتی فوج کے تازہ دم دستوں پر دستے سری نگر پہنچنے لگے۔ کرفیو لگ گیا۔ یہ سب کچھ دراصل اعتراف ہے شیخ محمد عبداللہ کی فتح کا اور اعلان ہے خود اپنے استبداد کی شکست کا۔ کون نہیں جانتا کہ شیخ محمد عبداللہ اب صرف ایک فردِ واحد کا نام نہیں ہے۔ کشمیر کا بچہ بچہ شیخ محمد عبداللہ بن چکا ہے اور آج ہر ایک میں یہ جذبہ موجود ہے کہ استبداد کے بازو شل ہو چکے ہیں ظلم کے ترکش کا ہر تیر آزمایا جا چکا ہے مگر مظلوم آج بھی سینہ سپر ہیں۔ وہ جتنا کچلے جاتے ہیں۔ اتنا ہی اُن کا جنونِ حریت اُبھرتا ہے اور کشمیر کی وادی گونج رہی ہے۔ اس نعرۂ تکبیر سے جو قلبِ نہرو کے لیئے ایک مستقل اختلاج کی حیثیت رکھتا ہے۔ پنڈت نہرو جانتے ہیں کہ وہ ہاری ہوئی بازی کھیل رہے ہیں۔ دنیا دیکھ رہی ہے کہ اب یہ کھیل دراصل نہیں رہا ہے مگر بھارت کی کھسیانی بلی کھمبا نوچنے میں مصروف ہے کشمیر کے شہیدوں کے خون کی سُرخی اب کشمیر کے مجاہدوں کے لیئے سرخروئی کا غازہ بن چکی ہے اور شیخ محمد عبداللہ کی یہ اسیری اب اسی کے مصداق ثابت ہونے والی ہے کہ ع

یوسف کی قید سلطنتِ مصر بن گئی

پنڈت نہرو کی سیاسی شہرت کا جنازہ بخشی غلام محمد کے دوش پر ہے اور کشمیر کے لیئے پنڈت نہرو کی طفلانہ ضد خود ان کی لہر و لعزیزی کا گلا گھونٹ کر اس عالمگیر سیاسی شہرت کے مالک کے لیئے بھگ ہنسائی خرید چکی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہے۔ کشمیر کے مجاہد اپنی منزل کے قریب ہیں۔ ظلم اپنی پوری قوت آخری مرتبہ آزمانے پر تُلا ہوا ہے مگر مجاہدوں کے ہاتھ میں جو چراغ ہے وہ ان آندھیوں سے بجھنے والا نہیں۔ اسی چراغ کی روشنی میں دُنیا کو کشمیر کے غاصبوں کی سیہ بختی کو واضح طور پر دیکھنا ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۱۰

ناکامی خود اپنی آئینہ ہے

زندگی اعمال سے عبارت ہے سن و سال سے نہیں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ناکامی خود اپنی آئینہ ہے

ہم دیکھ چکے ہیں کہ نہرو نے کس طرح آہستہ آہستہ، لمحہ لمحہ اور قدم بہ قدم اپنے موقف کو خود ہی باطل کر دیا ہے۔ جارحانہ کارروائی کا خیالی خطرہ ایک لمحے کے لیئے بھی صداقت کی کسوٹی پر پورا نہیں اترتا۔ اسی طرح اس خطرے کا خود نہرو کے اپنے ذہن کے سوا کہیں کوئی وجود نہیں ہے کہ مسئلہ کشمیر کے تصفیہ کے بعد فرقہ وارانہ فسادات شروع ہو جائیں گے۔ یہ دلیل جتنی لچر ہے اتنی ہی مہمل بھی کہ اب استصواب رائے صرف اس لیئے ناممکن ہے کہ اس کے وعدے کے بعد صورت حال بدل چکی ہے اور بہت سا وقت گزر چکا ہے کیونکہ جب تک کشمیر کے عوام کو ایک آزاد اور جمہوری فضا میں اپنی رائے ظاہر کرنے کا معقول موقع نہیں دیا جاتا نہ تو یہ مسئلہ حل کیا جا سکتا ہے نہ ریاست کے مستقبل کا کوئی فیصلہ ممکن ہے۔ الحاق کے متعلق نام نہاد دستور ساز اسمبلی کے فیصلے کو نہ صرف حفاظتی کونسل، عالمی پریس، پاکستان اور آزاد کشمیر نے بلکہ خود ان لوگوں نے بھی چیلنج کیا ہے جن کی نمائندگی کا نہرو کو دعویٰ ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

لیکن نہرو ہر ایسی بات کو دیکھنے سننے یا قابل اعتنا سمجھنے سے انکار کرتے ہیں جس میں بھارت سے کشمیر کے الحاق کی "طے شدہ حقیقت" کو ناجائز قرار دیا گیا ہو۔ مہذب دنیا کی تاریخ میں شاید ہی کوئی ایسی مثال ملتی ہو کہ ایک عوامی رہنما پر اتنے بہت سے لوگوں نے اتنے زیادہ سنگین الزامات اتنے سخت الفاظ میں اس طرح بار بار لگائے ہوں۔ لیکن نہرو کا بھارت جو کچھ دیکھتا ہے۔ اس سے آگے بھارت کے نہرو کچھ اور دیکھ ہی نہیں سکتے۔

برّ صغیر ہند و پاکستان میں ناک خودداری کی سب سے بڑی علامت سمجھی جاتی ہے اور کوئی شخص اگر اپنے خاندان کی تذلیل کا باعث بنتا ہے تو اس کے بزرگ اسے ڈانٹ کر کہتے ہیں "اس نے ہماری ناک ہی کٹوا دی"۔ مسٹر نہرو ہر معاملے میں خواہ وہ سنگین ہو یا معمولی خواہ مخواہ دخل اندازی کے ماہر ہیں لیکن ان کے اپنے طرز عمل کے باعث ان کی اونچی ناک کٹ چکی ہے اور ان کا دامن داغدار ہو چکا ہے۔ گزشتہ سال کے اوائل میں کشمیر کے مسئلہ پر حفاظتی کونسل کے مباحثہ کے بعد بھارتی وزیر اعظم کی ہر طرف سے ملامت کی جا رہی ہے دور حاضر کی تاریخ میں کسی مقتدر سیاسی لیڈر کو اس طرح ہدف تنقید نہیں بنایا گیا ہے۔ یہ یقیناً ایک افسوسناک اور شرمناک بات ہے کہ نہرو جیسے عالی مرتبت اور ممتاز آدمی کے لیئے ایسے الفاظ استعمال

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کیئے جائیں جو صرف مجرموں، مراقیوں اور پاگلوں کے لیئے مخصوص ہیں۔ ہم خود تو بھارت کی نیّت کے بارے میں آج تک کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہوئے لیکن اس کا کبھی تصوّر بھی نہیں کر سکتے تھے کہ جمہوریت پسندی کے جوزرق برق جامے وہ اتنی مدت سے پہنے ہوئے تھے انھیں وہ اس طرح اتار کر پھینک دیں گے۔ نہرو کشمیر میں اپنی فتح کو بڑی حریص نظروں سے دیکھتے ہیں۔ اگرچہ وہ پوری طرح بے نقاب ہو چکے ہیں لیکن وہ اس پر چنداں شرم یا ندامت محسوس نہیں کرتے۔ یہ فتح کتنی عجیب ہے؟ اور اس کے لیئے انھیں کتنی بڑی قیمت ادا کرنا پڑی ہے؟ عالمی پریس نے اس شخص کی مذمّت کے لیئے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر سخت الفاظ اور اسم تفضیل استعمال کیئے ہیں۔ انھیں فریبی، ٹھگ، ریاکار، ظالم، دغاباز، گندم نما جو فروش، دورخے، نک چڑھے موقع پرست، سامراجی، استعماریت پسند، جھوٹے، قصوروار، قزاق، عہد شکن، مجرم، حملہ آور، گنہگار، جھوٹا مدعی، رنگا سیار اور غاصب وغیرہ وغیرہ کے نام سے یاد کیا ہے۔

بلند پرواز اور متکبّر نہرو اب اخلاقی طور پر مُنہ کے بل گر چکے ہیں اور کشمیر کی "مقدّس جنگ" میں ان کی امداد و اعانت کے لیئے اب کوئی شخص ذرا بھی کوشش کے لیئے تیار نہیں ہے۔ وہ دُنیا کو اس بات کا قائل کرنے میں بُری طرح ناکام ثابت ہوئے ہیں کہ کشمیر کے متعلق ان کا موقف منطق، انصاف یا جمہوری اصولوں پر مبنی ہے۔ اس کے باوجود عدالت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کے کٹہرے میں کھڑے ہونے والے ہر مجرم کی طرح نہرو کا بھی یہی خیال ہے کہ منصف نے انھیں سزا دے کر ناانصافی کی ہے۔ انھیں حیرت ہے کہ دو غیر ملکی پریس اور دُنیا کا ہر شخص بھارت کو کیوں درسِ اخلاق دیتا ہے لیکن کشمیر میں پاکستان کی جارحانہ کارروائی کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں کہتا۔" اس کا جواب بہت سیدھا اور صاف ہے۔ گاندھی کے اس چیلے نے، بھارتی سیاست دانوں کے اس سرتاج نے، اس معلّم اخلاق نے، اس بین الاقوامیت کے علم بردار اور فلسفی نے، کمزوروں کے اس محافظ اور مظلوموں کے اس دوست نے، دنیا کے ضمیر کے اس خود ساختہ محافظ، دنیا بھر کے مشیر، داد خواہ، جنگ کے دشمن، امن کے پیغامبر، تنازعات کے ثالث، مفاہمت کنندہ، قانونی مشیر اور ہر جگہ نیکی اور صلح صفائی کرنے والے، خود ارادیت کے اس مبلّغ اور جنگِ آزادی کے اس سورما نے جو دُنیا بھر کی غلام قوموں کے لیئے آنسو بہاتا ہے۔ چالیس لاکھ کشمیریوں کو غلام بنا رکھا ہے۔ اُنھوں نے اپنے وعدے فراموش کر دیئے ہیں اور اپنے عہد سے منحرف ہو گئے ہیں۔ انھوں نے اپنے مقدس مواعید کو پسِ پشت ڈال دیا ہے اور اپنی اخلاقی ذمہ داریوں کا احترام کرنے سے صاف انکار کر دیا ہے۔ وہ اپنے بے سروپا دعوے کو قانونی موشگافیوں سے جائز ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنے اخلاقی موقف سے ہٹ گئے ہیں اور انھوں نے ایک ایسی سرزمین کے لیئے جس پر ان کا کوئی حق نہیں ہے اپنا ضمیر بیچ دیا ہے۔ انھوں نے حفاظتی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کونسل کی توہین، اقوامِ متحدہ کی حکم عدولی اور عالمی رائے عامہ کی خلاف ورزی کی ہے۔ کیا انھیں اب بھی حیرت ہے کہ عالمی پریس نے کیوں ان کی مذمت کی ہے؟

نہرو ناکام رہے ہیں اور ایک بار ناکامی کے بعد ناکامیوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے لیکن ایک ایسی دُنیا میں جو کشمکش اقتدار کی شکار ہو اس کا کوئی دور رس اثر ناممکن ہے۔ ممکن ہے نہرو اخلاقی طور پر ناکام رہے ہوں لیکن انھیں کشمیر میں اپنی ظالمانہ گرفت ڈھیلی کرنے پر کون مجبور کر سکتا ہے؟ یارنگ مشن بھی ناکام ہو چکا ہے کیونکہ نہرو تہیہ کر چکے ہیں کہ وہ کشمیر کے جن علاقوں پر قابض ہو چکے ہیں اُنھیں ہاتھ سے نہیں جانے دیں گے۔ نہرو کے لیئے کشمیر کا قضیہ ختم ہو چکا ہے اور اب انھیں اس کا تذکرہ بھی گوارا نہیں ہے، پاکستان کے لیئے اس سے بڑا چیلنج، عالمی امن کے لیے اس سے زیادہ سنگین خطرہ اور جمہوری اصولوں کی اس سے زیادہ بہ ملا توہین ناممکن ہے لیکن اب سوال یہ ہے کہ اقوامِ متحدہ کو اگر مستقبل قریب میں استصواب رائے کرانے میں ناکامی ہوئی تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ پاکستان میں کشیدگی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اور عوام اس اندیشے کا اظہار کرنے لگے ہیں کہ کشمیر کے تنازعہ کو حل کرنے میں مزید تاخیر ہوئی تو ممکن ہے جنگ چھڑ جائے۔ نہرو کے خیال میں یہ تاثر بھارت کے خلاف سازش کا نقطہ عروج ہے۔ وہ پاکستان پر علی الاعلان یہ الزام لگانے لگے ہیں وہ ہتھیاروں کی مدد سے کشمیر کو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آزاد کرانے کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ پاکستان کے باشندے اپنی شجاعت اور جنگی صلاحیتوں کے لیے مشہور رہیں۔ لیکن اس قضیہ کو طے کرانے کے لیئے اب تک وہ جھگڑے فساد سے گریز کرتے رہے ہیں۔ انھوں نے غیر محدود ضبط و تحمل اور امن پسندی کا مظاہرہ کیا ہے حالانکہ :

(۱) پاکستان کے لیئے کشمیر زندگی اور موت کے مسئلہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

(۲) پاکستانی فوج دنیا میں اپنی دلیری اور جنگی صلاحیتوں کے لیئے مشہور ہے۔

(۳) پاکستان میں مقیم کشمیری مہاجروں، قبائلیوں اور مقبوضہ کشمیر کے باشندوں کی روز افزوں بے اطمینانی کے پیشِ نظر ہم اپنے موقف کو اخلاقی طور پر جائز ثابت کر سکتے ہیں۔

(۴) بہت سے پاکستانیوں کا خیال ہے کہ ہمیں اگر کشمیریوں کے لیئے جنگ ہی کرنا ہے تو بہتر ہے کہ ہم ابھی جنگ کر لیں نہ کہ اس وقت جب مقبوضہ کشمیر میں بھارتی غیر مسلم آباد کر دیئے جائیں اور بھارت کشمیر کے ان تمام دریاؤں کا رُخ تبدیل کر دے جو پاکستان سے گزرتے ہیں۔

(۵) استصواب رائے کے خلاف بیانات دے کر نہرو نے اہل پاکستان میں کافی اشتعال پیدا کر دیا ہے۔

(۶) سنہ ۱۹۴۹ء سے یہ مسئلہ جو رُخ اختیار کرتا رہا ہے اس کے پیشِ نظر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

زیادہ تر ملکوں کی رائے عامہ نے پاکستان کی حمایت کی ہے۔

(۷) اس مسئلہ کو حل کرنے کی تمام تجویزیں پاکستان ہمیشہ منظور اور بھارت ہمیشہ مسترد کرتا رہا ہے اور

(۸) پاکستان کا بہت سا علاقہ کشمیر کی سرحد سے متصل ہے اور وہ کشمیر کی آزادی کے لیئے جنگ کرنا چاہے تو حالات اس کے لیئے بہت سازگار ہوں گے۔

ان تمام باتوں اور بہت سے دوسرے موافق حالات کے باوجود پاکستان کبھی امن کے راستے سے منحرف نہیں ہوا۔ لیکن کب تک؟ پاکستانیوں کا خیال ہے کہ اس مسئلہ کے تصفیہ میں ایک ایک دن کی تاخیر اس کے لیئے نامواقف حالات پیدا کرتی جا رہی ہے اور ایک ایک دن کشمیر کے تابوت میں نئی کیل ٹھونک دیتا ہے۔ پاکستان والوں کا کہنا ہے کہ وہ نو سال سے استصواب رائے کا انتظار کر رہے ہیں لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ بھارت کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے اس مسئلہ کو پُرامن اور جمہوری طور پر حل کرنے کی ہر کوشش ناکام ہو گئی ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہم اتنے سال تک ایک معجزے کے منتظر رہے ہیں لیکن یہ معجزہ ظہور پذیر نہیں ہوا۔ کیونکہ ہم اپنے موقف کے جواز میں حقائق کو پیش کرتے رہے ہیں مگر ہمیں اس کا احساس نہیں تھا کہ صرف حقائق کی بنا پر یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ ہم انصاف کی وکالت کرتے رہے ہیں لیکن ایسے لوگوں کی عدالت میں جنھوں نے انصاف کو سولی پر چڑھا دیا ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہم حق کی وکالت کرتے رہے ہیں لیکن ہم نے ایسے لوگوں پر اعتماد کیا جنھوں نے حق کو پامال کیا ہے۔ ہم معقولیت کی وکالت کرتے رہے ہیں لیکن ہمارا واسطہ ایسے لوگوں سے ہے جن کا رویہ انتہائی غیر معقول رہا ہے۔ ہم استصواب رائے کی وکالت کرتے رہے ہیں اور اس کے لیئے ہم ان لوگوں کی قوتِ برداشت کا بڑھا چڑھا کر اندازہ لگاتے رہے ہیں جن سے ہمیں توقع ہے کہ وہ ہمیشہ ہمارا ساتھ دیں گے۔ یہ تمام لوگ اور ان کے اہل و عیال ایک طویل عرصے تک انتظار کرتے رہے ہیں۔ بھارتی فوجیں ان کی سرحدوں پر کھڑی ہوئی ہیں اور وہ بڑی ذلت و خواری کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہ صورت حال ہر لحظہ سنگین تر ہوتی جا رہی ہے اور ہم کب تک اس کا خاموشی سے تماشا دیکھ سکتے ہیں؟ کیا ہم اسی طرح انصاف، جمہوریت، انسانیت اور آزادی کی بھیک مانگتے اور اس کے حصول کی دعائیں کرتے رہیں؟

یہی سبب ہے کہ پاکستان والوں کے دل میں اس یقین کو تقویت حاصل ہوتی جا رہی ہے کشمیر میں حصول انصاف کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ ہم اس کے متعلق اپنے زاویہ نظر میں بنیادی تبدیلی پیدا کریں اور اس مسئلہ کو حل کرانے کے لیئے "دوسرے ذرائع" اختیار کریں۔ پاکستان والے اس انداز سے محض اس لیئے سوچنے لگے ہیں کہ ان کے لیے کشمیر کا مسئلہ زندگی اور موت کا سوال ہے۔ ان کا یقین ہے کہ کشمیر پاکستان کا جزو لاینفک، ان کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جسم کا ایک حصہ اور ان کے لیئے ایک ناگزیر چیز ہے۔ جس کے بغیر ان کی بقا ناممکن ہے۔ ان کے خیال میں کشمیر کے بغیر پاکستان کی وہی حالت ہوگی جو جسر کے بغیر ایک انسان کی یا چھت کے بغیر ایک مکان کی ہوتی ہے ممکن ہے، نہرو کے لیئے کشمیر ان کے وقار کا سوال، جذبات کی سرزمین، ایک حسین دل آویز خطہ اور بساط سیاست کا ایک مہرہ ہو لیکن پاکستان کے لیئے یہ زندگی اور موت کا سوال ہے۔ پاکستانیوں کے خیال میں پاکستان سے کشمیر کا الحاق کرانے کے لیے انھیں کوئی قربانی دینے، کوئی قیمت ادا کرنے اور کوئی بازی لگانے سے دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس امید کے سہارے بیٹھے رہنے کی بجائے کہ ادارہ اقوام متحدہ ایک نہ ایک دن کشمیر میں استصواب رائے منعقد کرنے کا "حکم" دے ہی دے گا کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم آج ہی ـــ جبکہ ہمیں پوری دنیا کی اخلاقی تائید حاصل ہے ـــ اس کے لیئے جنگ نہ کر لیں؟ ممکن ہے آئندہ ایسا موقع دوبارہ میسّر نہیں آئے اور آئے بھی تو اس کا وقت نکل چکا ہو۔ ابھی ہمیں کامیابی کی اُمید ہے تو کیوں نہ ہم بے دست و پا ہو کر حفاظتی کونسل کی کارروائی کا انتظار کرنے کی بجائے بھارت کو یہ معاملہ طے کرنے پر مجبور کر دیں؟

ان حالات میں حفاظتی کونسل پر کیا فرض عائد ہوتا ہے؟ یکم جنوری ۱۹۴۹ء کو اقوام متحدہ کے کمیشن برائے ہند و پاکستان نے جو پانچ ارکان پر مشتمل تھا۔ دونوں ملکوں کو التوائے جنگ پر آمادہ کر لیا۔ ایڈمیرل نمز کے بیان کے مطابق یہ سمجھوتہ اقوام متحدہ کے ابتدائی دور کا ایک اہم کارنامہ تھا۔ لیکن اس کے بعد

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جو کچھ ہوا ہے اسے اقوامِ متحدہ کے لیے ہرگز قابلِ فخر نہیں کہا جا سکتا کیونکہ حفاظتی کونسل استصواب رائے سے متعلق دفعہ پر عملدرآمد کرانے میں ناکام رہی ہے۔ مجھے اس حقیقت کا پورا احساس ہے کہ اقوامِ متحدہ کے پاس کوئی ایسی مستقل فوج نہیں ہے جو اس کے فیصلوں پر عمل درآمد کر سکے اور شاید وہ کسی معاملے کو اس حد تک بڑھانا بھی پسند نہ کرے کہ اس کے وقار کے لیئے زبردست خطرہ پیدا ہو جائے۔ لیکن اس دلیل کو بڑی آسانی سے الٹا بھی جا سکتا ہے کیونکہ اقوامِ متحدہ کے وقار کو دوبالا کرنے کی اس سے بہتر صورت کیا ہو سکتی ہے کہ وہ ایک ایسے ملک کے ساتھ اپنے مقدس عہد کا احترام کرے جو عالمی امن کے وسیع تر مفاد کے پیشِ نظر جنگ روکنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ یہ جنگ اس واضح شرط اور قطعی سمجھوتے کے بعد بند کی گئی تھی کہ اس کے بعد ریاست سے فوجی انخلا ہو گا اور استصواب رائے منعقد کرایا جائے گا۔ جنگ بند نہ ہوتی تو ممکن ہے کشت وخون کچھ عرصے تک جاری رہتا مگر یہ مسئلہ تو حل ہو ہی جاتا ــــ لارڈ برڈوڈ نے مانچسٹر گارڈین کے نام ایک خط میں لکھا تھا:

"عام طور پر کہا جاتا ہے کہ یکم جنوری ۱۹۴۹ء کے تنازعۂ جنگ کا سہرا اقوامِ متحدہ کے سر ہے۔ لیکن اس سے انکار ناممکن ہے کہ صداقت اس کے برعکس ہے۔ اقوامِ متحدہ کا کشمیر کمیشن محض ایسے حالات پیدا کرنے میں کامیاب ہوا تھا جو متارکہ جنگ کے لیئے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سازگار تھے۔ لیکن اس پر عملدرآمد کا اہل سبب بھارتی کمانڈر جنرل بوشر کی جانب سے پاکستانی کمانڈر جنرل گریسی کے نام حسب ذیل تار تھا جو ۳۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو بھیجا گیا تھا:

"سیاسی حالات میں ردّوبدل کے پیشِ نظر میری حکومت کا خیال ہے کہ فوجی اقدامات اور ان کے جواب کا سلسلہ ان غلط فہمیوں کے باعث جاری رہتا ہے جو فائرنگ سے پیدا ہوتی ہیں۔ میری حکومت نے مجھے آپ کو یہ پیشکش کرنے کا اختیار دیا ہے کہ اگر میں بھارتی فوجیوں کو اپنے موجودہ مورچوں پر مقیم رہنے اور جنگ بند کر دینے کا حکم دے دوں تو مجھے بھارت کی پوری حمایت حاصل ہوگی۔"

یہ تار ۱۴ دسمبر کی ایک ہولناک جنگ کا براہِ راست نتیجہ تھا جس میں دونوں ملکوں کے توپ خانوں نے حصہ لیا تھا اور جس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ پاکستانیوں نے بھارت کے نظامِ مواصلات کے پرخچے اڑا دئے تھے۔"

حفاظتی کونسل نے کشمیر کے معاملے میں کیوں مداخلت کی اور جنگ بند کرانے کے بعد وہ اسے اپنا کارنامہ کیوں قرار دے رہی ہے جب وہ اس کے بعد ضروری اقدامات میں ناکام رہی ہے۔ میں تنسیخی ووٹ کے ناممکن نتائج سے ناواقف نہیں ہوں لیکن حفاظتی کونسل نے اجتماعی طور پر ایک ایسے ملک کا وقت پر ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ جس نے اس کی ہدایات کی تعمیل کی ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس کی تجاویز کو منظور کیا ہے۔ اس سے وعدوں کا احترام کیا ہے اور سمجھوتے کے تحت اس پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی تھیں اُنھیں پُورا کیا ہے۔

اس بے عملی کا سلسلہ کب تک جاری رہے گا؟ دونوں ملکوں کی فوجیں کب تک خطِ متارکہ کے دونوں جانب ایک دوسرے کے مقابلہ میں صف آرا رہیں گی؟ اور اقوام متحدہ کے مبصر کب تک نگرانی کرتے رہیں گے؟ کشمیر میں نو سال کے متارکہ جنگ کے دوران میں پاکستان اور بھارت کی سرحدوں پر اقوام متحدہ کے مبصر متعین کرنے پر تین کروڑ سے زائد خرچ کئے جا چکے ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستان کو نہ صرف اپنی حفاظت کرنے کے لیئے کشمیر کی سرحد پر ایک بہت بڑی فوج متعین رکھنے کے لیئے بہت زیادہ سرمایہ خرچ کرنا پڑ رہا ہے بلکہ اسے ہر سال اپنے دفاع کے لیئے اپنا نصف سے زاید بجٹ بھی مخصوص کرنا ہوتا ہے۔ اس کی قومی آمدنی کے ذرائع چونکہ بہت محدود ہیں۔ اس لیئے فوج پر اتنا روپیہ خرچ کرنے کا لازمی نتیجہ یہ ہوا ہے کہ وہ صحت، تعلیم اور اقتصادی و صنعتی تعمیر کے منصوبوں کے مصارف میں تخفیف پر مجبور ہو گیا ہے۔

حفاظتی کونسل اس معاملے میں بالکل ہی بے بس نہیں ہے۔ وہ کم سے کم یہ تو کر ہی سکتی ہے کہ اس تنازع کو حل کرنے کی مساعی اقوام کے منشور کی دفعہ ۶ کے تحت کارروائیوں تک محدود نہ رکھے۔ اس دفعہ میں کسی مسئلہ کو حل کرنے کے لیئے صرف "گفت و شنید، چھان بین، مفاہمت اور صلح صفائی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اقوام متحدہ کے ایک اجلاس میں مسئلۂ کشمیر پر بحث ہو رہی ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کے جذبے، ثالثی، عدالتی تصفیہ یا دوسرے علاقائی اداروں اور تنظیموں سے استمداد، یا فریقین کی مرضی کے مطابق دوسرے پُرامن ذرائع اختیار کرنے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ اس تنازع کو چونکہ ان ذرائع سے طے کرنے کی تمام کوششیں ناکام ہو چکی ہیں۔ اس لیئے حفاظتی کونسل کو چاہیئے کہ وہ کسی تاخیر کے بغیر باب نمبر ۷ کے تحت کارروائی کرے کیونکہ جیسا کہ خود بھارت تسلیم کر چکا ہے۔ دونوں ملکوں کے تعلقات اس قدر کشیدہ ہو چکے ہیں کہ ان کے درمیان جنگ کا حقیقی خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ باب نمبر ۷ کی شق نمبر ۴۱ میں حفاظتی کونسل کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ایسے اقدامات بھی کر سکتی ہے جن میں "اقتصادی تعلقات اور ریل، سمندر، فضا، ڈاک، تار، ریڈیو یا مواصلات کے دوسرے ذرائع اور سفارتی تعلقات مکمل یا جزوی طور پر منقطع کر لینا" بھی شامل ہو۔ شق نمبر ۴۲ میں حفاظتی کونسل کو اس سے بھی زیادہ اختیارات دے دیئے گئے ہیں اور یہ کہا گیا کہ کونسل اگر محسوس کرے کہ شق نمبر ۴۱ میں جو اقدامات بیان کیے گئے ہیں وہ ناکافی ثابت ہوئے یا ہو سکتے ہیں تو وہ بین الاقوامی امن اور سلامتی کی بقا یا بحالی کے لیئے حسب ضرورت فضائی بحری یا بری افواج بھی استعمال کر سکتی ہے۔ اس اقدام میں اقوام متحدہ کے ارکان کی فضائی، بحری یا بری فوجوں کی طاقت کا مظاہرہ، ناکہ بندی اور دوسری کارروائیاں بھی شامل کی جا سکتی ہیں۔ چونکہ تمام لوگ متفق ہیں کہ کشمیر کے تنازع سے دُنیا کے اس حصّہ کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"امن کے لیے خطرہ" پیدا ہو گیا ہے اس لیے حفاظتی کونسل کو چاہیئے کہ وہ "فوری فوجی اقدامات" اور "اپنے فیصلے کے نفاذ کے لیئے مشترکہ بین الاقوامی کارروائی" کے لیئے تیار ہو جائے۔

تمام غیر ملکی مبصر متفق ہیں کہ کشمیر کی صورت حال انتہائی نازک اور سنگین ہو گئی ہے۔ یہ بارود کا ایک ایسا ذخیرہ ہے جس میں کسی وقت بھی چنگاری لگ سکتی ہے یعنی اس تنازع کی وجہ سے نہ صرف یہ اندیشہ پیدا ہو گیا ہے کہ ایک دن پاکستان اور بھارت میں باقاعدہ جنگ چھڑ جائے بلکہ اس آگ کے شعلے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے سکتے ہیں جیسا کہ میں ایک گزشتہ باب میں اس طرف پہلے ہی اشارہ کر چکا ہوں کشمیر کے معاملے کو اگر اسی طرح تصفیہ طلب چھوڑ دیا گیا تو حالات میں نہ صرف مزید پیچیدگی پیدا ہو جائے گی بلکہ بہت سے نئے اور غیر متوقع خطرات بھی ابھر آئیں گے۔ حفاظتی کونسل کے ارکان کے لیئے یہ محسوس کرنے کا وقت اب بھی باقی ہے کشمیر میں استصواب رائے نہ کرایا گیا تو اس کے کیا نتائج ہوں گے۔ استصواب رائے منعقد کرا کے وہ پاکستان کے ساتھ کوئی رعائت نہیں کریں گے بلکہ خود اپنی قراردادوں کو عملی جامہ پہناتیں اور اگر وہ نہرو کو اپنا حکم ماننے پر مجبور بھی کریں تب بھی وہ بھارت کے مقابلے میں پاکستان کی حمایت نہیں کریں گے بلکہ اپنی عالمی تنظیم ہی کو مضبوط کریں گے، اس لیے ان کی نیک نامی، ان کے فرض اور ان کے وقار کا یہی تقاضا ہے کہ وہ کوئی عملی قدم اٹھائیں اور جلد اٹھائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ دبی ہوئی چنگاری ایک آتش فشاں کے پھٹ پڑنے کا سبب بن جائے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پہلا ضمیمہ

کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دنیا بھر کے اخبارات نے کشمیر کے متعلق بھارت کی
پالیسی پر لاتعداد تبصرے کیے ہیں۔ آئندہ صفحات میں
ان کا ایک انتخاب پیش کیا جاتا ہے۔ عالمی رائے عامہ
کے اس محدود جائزے میں بھی نہرو نہ صرف بے نقاب
ہو گئے ہیں اور پاکستان کے موقف کے مبنی بر انصاف
ہونے کا ثبوت مل جاتا ہے بلکہ اس سے ایک ایسا
قضیہ منظرِ عام پر بھی آگیا ہے جس کے باعث اس سے
کہیں زیادہ سنگین صورتِ حال پیدا ہو سکتی ہے جس کا
ہم فی الحال اندیشہ یا تصور کر سکتے ہیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۱

کہتی ہے تجھ کو خلقِ خُدا غائبانہ کیا

ڈیلی میل - لندن

پاکستان نے کشمیر کا مسئلہ اقوامِ متحدہ میں دوبارہ پیش کر دیا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ بھارت اقوامِ متحدہ کے حکم کی تعمیل کرے اور کشمیر میں ایک بین الاقوامی فوج متعین کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ پاکستان کو اصرار ہے کہ نہرو جنھوں نے برطانیہ اور فرانس کی اس لیئے مذمت کی ہے کہ انھوں نے سویز کے معاملے میں اقوامِ متحدہ کے حکم کی تعمیل نہیں کی تھی۔ اب خود اس کے فیصلہ کی تعمیل کریں اور کشمیر میں استصواب رائے کرائیں۔

۷ر جنوری ۱۹۵۷ء

نیوز کرانیکل - لندن

کشمیر کا قضیہ ایک بار پھر منظرِ عام پر آ گیا ہے اور اخباروں میں اس سے متعلق خبریں جلی سُرخیوں کے ساتھ شائع کی جا رہی ہیں۔ بھارت جب تک استصواب رائے کے متعلق اقوامِ متحدہ کے فیصلے کی خلاف ورزی کرتا رہے گا اس کے متعلق شور و غل جاری رہے گا اور اس کی جانب توجہ مبذول کرائی جاتی رہے گی کیونکہ اس مسئلہ کو حل طلب چھوڑ دینا دیانت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور عقلِ سلیم دونوں کی توہین ہے۔

مسٹر نہرو نے ایک موقع پر حیرت انگیز صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے بتا دیا ہے کہ بھارت نے ہنگری میں اقوامِ متحدہ کے زیرِ اہتمام استصواب کی پُرزور مخالفت کیوں کی تھی۔ ان کو اندیشہ تھا کہ اس طرح خود ان کے ملک کے قریب ایک مسئلہ کو حل کرنے کے لیئے ایک پریشان کُن نظیر قائم ہو جائے گی۔ مسٹر نہرو دوسرے ملکوں کو بڑے زور و شور سے درسِ اخلاق دیتے ہیں۔ لیکن بہت سے لوگوں کے خیال میں یہ ناصحانہ گفتگو انتہائی کرابت آمیز ریاکاری اور منافقت کے سوا کچھ نہیں ہے اور اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ اسے خود اپنی جارحانہ کارروائی کے لیئے آڑ بنایا جائے۔

۷ر جنوری ۱۹۵۷ء

ایکسپریس۔ سٹاک ہام

نہرو کی یہ ایک امتیازی خصوصیت ہے کہ وہ دوسرے معاملوں میں عالمی ضمیر کے ترجمان اور بین الاقوامی تنازعات میں اقوامِ متحدہ کی حاکمیت کے حامی بن جاتے ہیں لیکن کشمیر کے معاملہ میں استصواب رائے منعقد کرانے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ حالانکہ اقوامِ متحدہ ہی نے اس کی درخواست کی ہے کشمیر میں مسلمانوں کی غالب اکثریت ہے اور نہرو ڈرتے ہیں کہ استصواب رائے منعقد کیا گیا تو کشمیری عوام پاکستان سے الحاق کے حق میں ووٹ دیں گے۔

۷ر جنوری ۱۹۵۷ء

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سنڈے ایکسپریس۔ لندن

مسٹر نہرو، سویز کے متعلق برطانیہ کی پالیسی پر شدید نکتہ چینی میں کوئی پس و پیش نہیں کرتے۔ انھوں نے اپنے آپ کو ہمارا علانیہ اور خطرناک دشمن ثابت کر دیا ہے۔ برطانیہ کو بھی چاہیئے کہ وہ کھل کر نہرو کے سامنے آجائے کیونکہ یہ ریاکار انسان دوسرے مواقع پر نوآبادیت اور طاقت کے استعمال کے خلاف بلند آہنگ وعدے کرتا ہے لیکن خود اس نے کشمیر پر زبردستی قبضہ کر کے وحشیانہ جارحیت کا ارتکاب کیا ہے۔ ۶ جنوری ۱۹۵۷ء

جمہوریت۔ استنبول

ایک مشہور قصہ ہے کہ ایک چرواہا ایک قاضی کے پاس گیا اور کہنے لگا۔ قاضی صاحب۔ میں ایک پل پر سے گزر رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ دو بیل بھی پل پر جا رہے تھے۔ ایک بیل نے دوسرے بیل کو دھکا دے دیا اور وہ دریا میں گر کر ڈوب گیا۔ بتائیے اب کیا کیا جائے؟"

قاضی نے جواب دیا "ان دونوں نے ایک دوسرے کو دھکا دیا تھا۔ اگر ان میں سے ایک دریا میں گر کر ڈوب گیا تو اس معاملے میں اب کیا ہی کیا جا سکتا ہے۔"

چرواہے نے جواب دیا "لیکن جو بیل ڈوبا ہے وہ آپ ہی کا ہے۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ سُن کر قاضی نے اپنے قریب رکھی ہوئی ایک کتاب اٹھا کر کہا۔
"اچھا۔ اگر ایسا ہے تو پھر یہ ایک مختلف معاملہ ہے۔" (مسٹر نہرو نے بھی بعینہٖ یہی بات کہی ہے)

اس پر چرواہا بولا "کیا یہ صرف اس لیے ایک مختلف معاملہ بن گیا کہ بیل آپ کا تھا۔"

اس قصّہ میں صرف اتنا اضافہ کرنے کی ضرورت ہے کہ جو لوگ خیر جانب داری، انسانیت اور عالمگیر عدل کی باتیں کرتے ہیں انھیں اس قدر زور و شور سے خود اپنی تردید نہیں کرنی چاہیئے۔"

۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

نیوز کرانیکل۔ لندن

ہنگری سے روسی فوجوں کے انخلاء اور وہاں اقوامِ متحدہ کی نگرانی میں آزادانہ انتخابات منعقد کرانے کی تجویز کے خلاف صرف ایک غیر اشتراکی ملک بھارت نے روسی بلاک کے ساتھ ووٹ دیا ہے۔

بھارتی مندوب نے اگرچہ یہ کہنے سے گریز کیا ہے کہ اقوامِ متحدہ کی قرارداد میں بالکل وہی شرائط پیش کی گئی تھیں جنھیں پاکستان کشمیر کے معاملے میں منظور کرانے کی کوشش کر رہا ہے لیکن یہ صاف ظاہر ہے کہ بھارت اگر روس کے خلاف ووٹ دیتا تو وہ خود اپنے ملک میں ایک بہت بڑی اُلجھن میں مبتلا ہو جاتا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ ایک مسطحی اور سیاسی اشتعال ہے۔ کشمیر کا مسئلہ حل کرنے کی ضرورت سے یوں تو کوئی شخص انکار نہیں کرتا لیکن بھارت کے حالیہ ردّیہ سے یہ افسوسناک اور وحشیانہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ بین الاقوامی شہرت رکھنے والے سیاسی رہنماؤں کے اپنے قومی مفاد کا براہِ راست سوال پیدا ہو جائے تو وہ فوراً قلابازی کھا جاتے ہیں۔

۱۷ر نومبر ۱۹۵۶ء

ٹائمز آف سیلون۔ کولمبو

پاکستان اگر واقعی کولمبو کی طاقتوں سے علیحدہ ہو جائے تو اس کا ایک سبب لازمی طور پر یہ ہوگا کہ کشمیر کے معاملے میں پاکستان اور بھارت کے درمیان اختلافات ہیں۔ پاکستان اس سوال کو اٹھانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا اور جب تک اس کی یہ شکایت باقی رہے گی۔ ایشیا کی اخلاقی طاقت بھی کمزور رہے گی۔ کیونکہ اس تصفیہ طلب مسئلہ سے بھارت کی حیثیت بھی متاثر ہوتی ہے۔ اب تو یہاں تک کہا جانے لگا ہے کہ مصر میں برطانیہ اور فرانس کی جارحانہ کارروائی کے مقابلہ میں بھارت نے ہنگری میں روس کی مداخلت کی مذمت زیادہ شد و مد سے نہیں کی کیونکہ اس کی جھولی میں کشمیر کا ڈھانچہ موجود ہے۔

۱۶ر نومبر ۱۹۵۶ء

نیویارک ٹائمز۔ نیویارک

کشمیر کا مسئلہ بہت الجھا ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں دونوں فریقوں نے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

غلطیاں کی ہیں اور ہر ایک نے دوسرے کی غلطیوں کو خوب نشر کیا ہے۔
لیکن یہ مسئلہ اُٹھنے کے بعد بالکل شروع میں بھارتی وزیر اعظم نہرو نے اعلان
کر دیا تھا کہ اس کے منصفانہ حل کی بنیاد عام استصواب رائے پر ہونی چاہیئے،
جس میں کشمیری عوام کو اپنے سیاسی مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق ملنا چاہیئے۔
ان کا یہ اعلان بالکل درست تھا اُنھوں نے جس اصول کا اعلان ابتدا میں
کیا تھا وہ اب بھی معقول اور جائز ہے۔ یہ ایک بڑی شرمناک بات ہے کہ
بھارتی حکومت اس اصول سے منحرف ہو گئی ہے۔

ہماری رائے میں بھارت کی اس یک طرفہ کاروائی کے بعد بھی ادارہ
اقوامِ متحدہ اپنی ذمہ داری سے دست بردار نہیں ہو سکتا۔ کشمیر کا مسئلہ اب
بھی اقوامِ متحدہ کے سامنے ہے اور یہ بین الاقوامی تنظیم نہ صرف جنگ
بند کرانے کے سمجھوتے پر عملدرآمد کرانے کی پابند ہے بلکہ اس کے اوپر
یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ غیر ملکی نگرانی میں عوام کو آزادی سے
اپنی رائے ظاہر کرنے کا موقع بھی دلائے۔ پاکستان نے اس مسئلہ کو حل کرنے کا
یہ طریق کار منظور کر لیا ہے لیکن بھارت نے اس کی راہیں مسدود کر دی
ہیں اور وہ چاہتا ہے کہ فریب دے کر استصواب رائے سے بچ جائے۔

۱۳ نومبر ۱۹۵۶ء

واشنگٹن پوسٹ

کشمیر کا مسئلہ اس خبر کی اشاعت کے بعد دوبارہ منظرِ عام پر آ گیا ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کہ پاکستان اقوامِ متحدہ سے یہ وضاحت حاصل کرنے کی درخواست کرے گا۔
کہ بھارت سے کشمیر کے الحاق کو ناقابلِ تنسیخ قرار دینے سے متعلق سری نگر
اسمبلی کا فیصلہ کیا معنی رکھتا ہے۔ اسمبلی کا فیصلہ یقیناً قابلِ اعتراض ہے
لیکن اس سے بھی زیادہ قابلِ اعتراض بھارت کی جانب سے اس کی منظوری
ہے۔ کشمیر کی حیثیت کا فیصلہ بھارت اور پاکستان کو اب بھی مشترکہ کارروائی
کے ذریعہ کرنا ہے۔ ۱۹۵۱ء میں اقوامِ متحدہ کے بھارتی وفد نے اقوامِ متحدہ
کی یہ قرارداد منظور کر لی تھی کہ اس طرح کے ہر فیصلے کو جیسا حال ہی میں سری نگر
اسمبلی نے کیا ہے صرف اظہارِ رائے کی حیثیت حاصل ہوگی۔ بھارتی مقبوضہ
کشمیر کی اسمبلی نے حال ہی میں جس معاملے کا قطعی اور آخری فیصلہ کرنے کی کوشش
کی ہے۔ اس سے اقوامِ متحدہ کو بھی ایک فریق کی حیثیت سے دلچسپی ہے۔

۲ دسمبر ۱۹۵۶ء

ملوا کی جرنیل

نہرو نے جو خود بھی کشمیری ہیں چند سال قبل یہ تجویز پیش کی تھی کہ کشمیر میں
اقوامِ متحدہ کی زیرِ نگرانی ایک استصواب رائے منعقد کیا جائے تاکہ اس کے
عوام یہ فیصلہ کر سکیں کہ وہ پاکستان سے الحاق کرنا چاہتے ہیں یا بھارت
سے یہ تجویز پاکستان نے بھی قبول کر لی۔ اس کے بعد بھارت خود اس پر
عملدرآمد کے راستے میں حائل ہو گیا اور اب تک حائل ہے۔

یہ ایک پریشان کن اور الجھن میں ڈال دینے والی صورتِ حال ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نہرو دوسروں پر جنگ پسندی کا الزام لگاتے ہیں لیکن خود انھوں نے اپنے ملک کے قریب جنگ کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ نہرو دوسری قوموں کو حق خود ارادیت دینے کی وکالت کرتے ہیں لیکن وہ کشمیریوں کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا موقع دینے سے انکار کرتے ہیں۔

۶ر اپریل ۱۹۵۶ء

ندائے حق۔ تہران

مسٹر نہرو امن اور انصاف کی باتیں تو بڑے زور و شور سے کرتے ہیں لیکن وہ خود ان اصولوں پر عمل کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ایسا معلوم ہے کہ جب خود ان کے ذاتی مفاد خطرے میں پڑ جاتے ہیں تو وہ اپنے تمام دعوے پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر مصر کے معاملے میں نہرو نے اصرار کیا تھا کہ اقوام متحدہ کی قرارداد کو ضرور عملی جامہ پہنایا جائے لیکن جب کشمیر کا سوال پیدا ہوتا ہے تو بھارتی وزیر اعظم اقوام متحدہ کی قرارداد پر عملدرآمد کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔

۱۷ر جنوری ۱۹۵۷ء

نیوز کرانیکل۔ لندن

کشمیر آج کل عملی طور پر ایک پولیس سٹیٹ بنا ہوا ہے۔ بھارتی فوج کی دو ڈویژنیں وہاں بالکل تیار کھڑی ہیں تاکہ پاکستان ۱۹۴۸ء کی طرح اگر دوبارہ کشمیر میں داخل ہونے کی کوشش کرے تو وہ اس کے خلاف فوری

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کارروائی کرلیں۔

مسٹر نہرو انتہائی حساس جمہوریت پسند ہیں۔ اگر وہ کشمیر کا دورہ کرنے کا فیصلہ کریں تو وہاں آزادی کا فقدان دیکھ کر وہ ششدر رہ جائیں گے۔ بدقسمتی سے وہ کشمیر کے معاملے میں کچھ سننے یا سمجھنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ انہیں صرف تین باتیں نظر آتی ہیں۔

(۱) پاکستان نے ۱۹۴۸ء میں کشمیر کے خلاف جارحانہ کارروائی کی تھی۔

(۲) استصواب رائے کا نتیجہ کشت وخون کی شکل میں ظاہر ہوگا اور ممکن ہے حکومت پر کمیونسٹ قبضہ کرلیں۔

(۳) روس، جو کشمیر کے معاملے میں پاکستان کا حامی ہے اور امریکہ جو پاکستان کا حلیف ہے۔ ممکن ہے اس جھگڑے میں براہ راست دخل اندازی کریں اور عالمی جنگ چھڑ جائے۔

مسٹر نہرو اگر مغربی ملکوں کے خصوصی معلّم اخلاق نہ بن بیٹھے ہوتے تو کشمیر کا قضیہ کوئی اہمیت نہ رکھتا۔ لیکن یہ حسین سرزمین اب ان کے لیئے بلائے بے درماں بن گئی ہے۔

۱۶ر جنوری ۱۹۵۷ء

ڈیلی ایکسپریس۔ لندن

آج اقوام متحدہ کا یوم آزمائش ہے۔ یہ منافقت میں ڈوبی ہوئی ایک پُرفریب تنظیم ہے یا ایک غیر جانبدار منصف؟ اس کا فیصلہ اب صاف صاف

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہو جائے گا۔ کیونکہ آج حفاظتی کونسل کشمیر کے سوال پر بحث کرے گی۔ یہ اس کے لیے بہترین آزمائشی مقدمے کی حیثیت رکھتا ہے۔

نہرو نے آٹھ سال قبل ایک مسلم ریاست پر زبردستی قبضہ کر لیا تھا، حالانکہ یہ بالکل واضح ہے کہ اسے پاکستان میں شامل ہونا چاہیے تھا۔ بھارت نے اسے اپنے ہزاروں فوجیوں کی مدد سے قبضہ میں رکھا ہے اور وہ وہاں کے اندر اسے باضابطہ طور پر بھارت میں ضم کر لیا جائے گا۔

ادارہ اقوام متحدہ کیا اس جبر اور دیدہ دلیری پر مبنی قبضہ کو برداشت کرے گا؟ یا ایک استصواب رائے پر اصرار کرے گا اور انصاف کی ضمانت کے لیے کشمیر میں اقوام متحدہ کی فوج متعین کرنے پر زور دے گا۔

۱۶ جنوری ۱۹۵۷ء

سکاٹسمین۔ ایڈنبرا

کشمیر اور گوا میں بنیادی مشابہت صرف یہ ہے کہ بھارت دونوں کو حاصل کرنا چاہتا ہے کہ اور حق و انصاف کے تقاضے کچھ بھی ہوں۔ اس نے دونوں پر قبضہ کرنے کا تہیہ کر لیا ہے

۱۶ جنوری ۱۹۵۷ء

ٹروتھ۔ سڈنی

حفاظتی کونسل نے اگرچہ یہ اعلان کر دیا ہے کہ کشمیر کا نہ صرف فوجی انخلا ضروری ہے بلکہ بھارت یا پاکستان سے اس کے الحاق کا فیصلہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کرنے کے لیے ایک آزادانہ اور غیر جانب دارانہ استصواب رائے بھی منعقد ہونا چاہیئے لیکن نہرو کی حکومت نے اس اعلان کی صریح خلاف ورزی کی ہے۔ اس نے کشمیر میں اپنی کئی ڈویژن فوج متعین کر رکھی ہے اور ایک "آزاد اور غیر جانب دارانہ استصواب رائے" کو خارج از بحث بنا دیا ہے نہرو نے اگر اس مجمل مؤقف سے روگردانی نہ کی اور انھیں جعل ساز قرار دے دیا گیا تو وہ دنیا کو اس کے لیئے کس منہ سے مورد الزام قرار دے سکیں گے۔

۱۳ر جنوری ۱۹۵۷ء

ریکارڈر۔ لندن

توقع ہے کہ برطانوی حکومت حفاظتی کونسل میں پاکستان کے اس مطالبے کی حمایت کرے گی کہ وہ کشمیر میں استصواب رائے سے متعلق اپنے فیصلے کو نافذ بھی کرائے۔ برطانوی حکومت کے اس فیصلے پر برطانیہ کے صرف معدودے چند افراد اظہار افسوس کریں گے لیکن نہرو کے یہ چند دوست بھی کافی با اثر ہیں۔

نہرو کو معلوم ہے کہ مسئلہ کشمیر یقینی طور پر پاکستان کے حق میں فیصلہ کرے گا اور اس فیصلہ کو صرف نہرو کی مسلح استعماریت نے روک رکھا ہے۔

۱۲ر جنوری ۵۷ء

مورگن بلیڈیٹ۔ اوسلو

نہرو دوسری قوموں کو ہمیشہ امن اور انصاف کا درس دیتے ہیں اس لیے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ظاہر ہے کہ کشمیر کا مسئلہ ان کے لیے بڑا پریشان کن ہے۔ اس دشواری سے بچنے کے لیئے انتہائی پُرفریب دلائل سے کام لینا شروع کر دیا ہے حالانکہ دوسرے ممالک جب اپنے مطالبات کو حق بجانب ثابت کرنے کے لیئے ایسے ہی دلائل پیش کرتے ہیں تو وہ ان پر نکتہ چینی شروع کر دیتے ہیں۔ موجودہ صورتِ حال یہ ہے کہ بھارت کا دعویٰ ہے کہ تبت اور نیپال میں چینی اثر و نفوذ کے باعث کشمیر میں سیاسی استحکام نہ صرف ضروری ہے بلکہ بھارت کے شمالی علاقوں میں بھارتی کمیونسٹوں کی روز افزوں سرگرمیوں کے باعث اس کی ضرورت شدید تر ہو گئی ہے۔ بھارت کے سرکاری حلقے یہ دلیل بھی پیش کرتے ہیں کہ کشمیر میں استصواب رائے ممکن ہے۔ مسلح جدوجہد اور کشت و خون پر منتج ہو اور ملک میں کمیونسٹ خفیہ طور پر اثر و نفوذ پیدا کر لیں۔ یہ استدلال مکمل طور پر غلط ہے اور اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس سے امریکیوں کو متاثر کیا جائے جو اشتراکیت کے خیالی خطرے سے بھی بہت زیادہ ڈرتے ہیں۔

۲۸ دسمبر ۱۹۵۶ء

ڈیلی ٹیلیگراف۔ سڈنی

بھارتی وزیر اعظم مسٹر نہرو نے اپنے آپ کو بے نقاب کر دیا ہے اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ بین الاقوامی دنیا کے سب سے بڑے رنگے سیار ہیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مسٹر نہرو یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ امن کے حامی، اعلیٰ اصولوں کے پرستار اور اقوامِ متحدہ کے بہت بڑے علم بردار ہیں۔ وہ ماسکو اور واشنگٹن کی سرکاری ضیافتوں میں بڑے شوق سے پھولوں کے ہار قبول کرتے اور یہ سمجھتے ہیں کہ انھیں اس کا پورا پورا حق پہنچتا ہے۔ بنڈونگ سے ایڈنبرا تک ہر شخص ان کا گرویدہ نظر آتا ہے، لیکن کشمیر کے مسئلہ نے عروج پر پہنچ کر نہرو کو بے نقاب کر دیا ہے۔

نہرو کشمیر کو حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس سلسلہ میں وہ کچھ سُننے یا سمجھنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ امن کا حامی امن کی حمایت سے انکار کر دیتا ہے اقوامِ متحدہ کا علم بردار اس عالمی تنظیم کا مُنہ چڑانا شروع کر دیتا ہے اور بین الاقوامی کردار کا منصف ایک ٹھگ بن جاتا ہے۔ ۲۹ جنوری ۵۷ء

ڈیلی مرر۔ لندن

کیا آپ کو گاندھی یاد ہیں؟ ان کے چیلے اگر کوئی غلطی کرتے تھے تو وہ ان کی سرزنش کے لیے کہتے ہیں "یہ کتنی ہمالیائی غلطی ہے" یعنی یہ غلطی ہمالیہ پہاڑ کے برابر بڑی ہے۔

گاندھی اگر آج زندہ ہوتے تو یقیناً یہ کہتے کہ بھارت کے وزیرِ اعظم مسٹر نہرو نے کشمیر کے بیشتر حصہ کو بھارت میں شامل کر کے ایک ہمالیائی غلطی کی ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اقوامِ متحدہ نے نہرو سے کہا تھا کہ وہ اس ریاست پر جو بھارت اور پاکستان کے درمیان واقع ہے قبضہ نہ کریں لیکن نہرو نے ایک نہ سُنی اور جو کرنا چاہتے تھے وُہی کر گزرے۔ ۲۹ر جنوری ۱۹۵۷ء

برنر ٹاگ واخت - برن

تمام بین الاقوامی تنازعات میں بھارت امن کا حامی اور وکیل بننا پسند کرتا ہے لیکن کشمیر کے متعلق اقوامِ متحدہ کی قرارداد منظور ہونے کے بعد اچانک وہ مجرموں کے کٹہرے میں پہنچ گیا ہے۔ حفاظتی کونسل کے منع کرنے کے باوجود بھارت نے کشمیر کو فتح کر لیا ہے اور یہ حقیقت ایک بین الاقوامی مسئلہ کے متعلق بھارتی لیڈروں کے فیصلے کی بدترین غلطی کا ثبوت ہے۔

۲۹ر جنوری ۱۹۵۷ء

پیپلز ڈیلی - جکارتہ

مسٹر نہرو اور ان کے بھارتی دوست ان لوگوں سے یقیناً بہت خفا ہوں گے جو انھیں روس کا ہمسر قرار دیتے ہیں کیونکہ جس طرح روس نے ہنگری کے متعلق اقوامِ متحدہ کی قرارداد کو ٹھکرا دیا ہے اسی طرح بھارت نے بھی کشمیر کے متعلق اقوامِ متحدہ کی قرارداد مسترد کر دی ہے۔ ۲۹ر جنوری ۵۷ء

واشنگٹن سٹار - واشنگٹن

کشمیر کے متعلق اقوامِ متحدہ کی رائے کو بھارت نے جس ذلت آمیز طور پر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نظر انداز کیا ہے۔ وہ نفرت انگیز بھی ہے اور حوصلہ شکن بھی۔ کشمیری عوام کی خواہشات سے خواہ وہ کچھ بھی ہوں اس کی بے اعتنائی بھی اتنی ہی ذلت آمیز ہے۔ دس سال قبل برصغیر کی تقسیم کے وقت کشمیریوں سے وعدہ کیا گیا تھا کہ دوسری ہندوستانی ریاستوں کی طرح انھیں بھی سیاسی خودارادیت کا حق دیا جائے گا۔ بھارت کا جرم اس وجہ سے اور بھی سنگین ہو جاتا ہے کہ تقسیم کے بعد خود نہرو نے سب سے پہلے یہ تجویز پیش کی تھی کہ عوام کے آزادانہ ووٹ کے ذریعہ فیصلہ کیا جائے کہ یہ ریاست پاکستان سے الحاق کرنا چاہتی ہے یا بھارت سے یا آزاد رہنا چاہتی ہے۔

۲۸ جنوری ۵۸ء

مانچسٹر گارڈین۔ مانچسٹر

بھارت نے حفاظتی کونسل کو کھلم کھلا چیلنج دیا ہے اور کشمیر کو ضم کر لیا ہے۔ مسٹر نہرو ماضی میں پاکستان کے ساتھ طویل کش مکش میں ضرور کامیاب ہو گئے ہیں لیکن دنیا میں امن قائم رکھنے کے سلسلہ میں اس سے بھی زیادہ طویل کش مکش میں انھوں نے خود اپنے مفاد کو نقصان پہنچایا ہے۔ مسٹر نہرو نے کشمیر پر فوجی قبضہ کر کے اور استصواب رائے کو ایک نہ ایک بہانے سے اتنا طول دے کر کہ یہ ایک پرانا اور فرسودہ سوال بن گیا ہے۔ کم سے کم تشدد کے ذریعہ اپنا مقصد حاصل کر لیا ہے۔ بھارت کے زیادہ تر باشندے ان کی پشت پر ہیں لیکن جہاں تک مستقبل کا سوال ہے انھوں نے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پاکستان سے ایک ایسا جھگڑا مول لے لیا ہے جس کے بارے میں یہ اندیشہ غلط نہ ہوگا کہ وہ دونوں ملکوں کے لیے تباہ کن ثابت ہوگا اور کم سے کم ان کی خارجہ پالیسیوں کو غیر معیّن مدّت کے لیے مسخ کر دے گا۔ بھارت کے رویّہ پر حفاظتی کونسل کی ناراضگی ناگزیر ہے۔ اس لیے اور بھی کہ بھارت کا اقوام اس وعدے کے صریح منافی ہے جو اس نے ۱۹۵۱ء میں اقوام متحدّہ سے کیا تھا۔ ۲۸ر جنوری ۱۹۵۷ء

ڈیلی سکیچ - لندن

پنڈت نہرو نے بین الاقوامی نکوکاروں کو ایک زرّیں موقع فراہم کیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو راست باز سمجھتے ہوئے ایک بار پھر بجا طور پر طیش اور برہمی کا اظہار کریں۔ ان تمام نکوکاروں میں خود پنڈت نہرو سب سے زیادہ چکنی چپڑی باتیں اور اپنی پارسائی کا دعویٰ کرنے کے عادی تھے۔ اُنھوں نے اس امید پر ہنگری کے قتل عام پر اپنی آنکھیں بند کرنے کی کوشش کی کہ وہ دنیا کی تمام خفگی اور برہمی صرف برطانیہ اور فرانس کی جانب موڑ دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

اب بین الاقوامی اخلاق کا یہ دیوتا خود ہی گندم نما جو فروش بن گیا ہے اُنھوں نے کشمیر کے معاملے میں اقوام متحدہ کی علانیہ خلاف ورزی کی ہے اور وہ پوری سنجیدگی کے ساتھ یہ خلاف ورزی اسی طرح جاری رکھنا چاہتے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہیں۔

وہ نہ صرف گنہگار ہیں۔ بلکہ وہ اپنے گناہ پر پشیماں ہونے سے بھی ہٹ دھرمی کے ساتھ انکار کر رہے ہیں۔

۲۸ر جنوری ۱۹۵۷ء

لا اور ورپ پیرس

کسی معاملے کا مغرب سے تعلق ہو تو نہرو بین الاقوامی اخلاق کے فقدان کی مذمت کرنے میں ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں کرتے۔ لیکن جب ان کے مفاد کا سوال آتا ہے تو وہ اقوامِ متحدہ کو دھتکار دیتے ہیں اور کشمیر پر فوجی قبضہ کر لیتے ہیں۔

یہ معاملہ تو سال پرانا ہو چکا ہے اور بھارتی حکومت نے پرسوں سرکاری طور پر کشمیر کے انضمام کا اعلان بھی کر دیا۔ اس قضیہ کو طے کرنے کے سلسلہ میں اقوامِ متحدہ کی بے بسی اور کمزوری نے جذبات میں دوبارہ اشتعال پیدا کر دیا ہے۔

یہ کس کی غلطی ہے؟ صرف نہرو کی نہیں۔ اقوامِ متحدہ کی بھی۔ کیونکہ پاکستان کے پیش کردہ اصولوں سے پوری طرح اتفاق کرنے کے باوجود حفاظتی کونسل نے استصوابِ رائے کی نگرانی کے لیے بین الاقوامی فوج کشمیر میں بھیجنے سے انکار کر دیا ہے۔

۲۸ر جنوری ۱۹۵۷ء

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یا، میڈرڈ

ہنگری کے المیہ نیز صحرائے سینا اور خلیج عقبہ میں حالیہ اُلجھنوں کے بعد اقوامِ متحدہ کے وقار کو اس کی زندگی کا سب سے زبردست دھکا لگا ہے اس پر یہ حملہ ایک ایسے شخص نے کیا ہے جس نے گزشتہ چند مہینوں میں بار بار اقوامِ متحدہ کے اقتدار کی دہائی دی ہے اور اپنی صلح جوئی اور اعتدال پسندی کی سب سے زیادہ نمائش کی ہے۔ یہ شخص نہرو ہے۔

ان کے تمام اُصول دھواں بن کر اُڑ گئے ہیں اور حفاظتی کونسل کی قرارداد کو دیدہ و دانستہ نظر انداز کر کے اُنھوں نے کشمیر کو بھارت میں ضم کر لیا ہے۔ بالکل اُسی طرح جیسے گزشتہ تیس سال میں یورپ کے بعض رسوائے زمانہ ملکوں نے دوسرے علاقوں پر فوجی قبضہ کر لیا اور اس کا نتیجہ دوسری جنگِ عظیم کی شکل میں ظاہر ہوا۔

۲۸ جنوری ۱۹۵۷ء

نیشن۔ رنگون

تمام غیر جانب دار مبصر اتفاق کریں گے کہ کشمیر کے معاملے میں بھارت نے علانیہ طور پر ہٹ دھرمی کی ہے اور نہرو نے تو خاص طور پر ثابت کر دیا ہے کہ اس معاملے میں وہ ان تمام اصولوں کی خلاف ورزی کر سکتے ہیں جن کی تبلیغ دوسرے ملکوں کی پریشانیوں کے موقع پر وہ بڑے جوش و خروش کے ساتھ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کرتے ہیں۔ راہبر اور ناصح نہرو کشمیر کے معاملے میں تمام دلائل کے سے انکار کر دیتے ہیں۔ مینن نے حفاظتی کونسل میں یہ کہہ کر بھارت کی پوری ریاکاری عیاں کر دی ہے کہ بھارت استصواب رائے پر اس لیے آمادہ نہیں ہوگا کہ پاکستان نے آزاد کشمیر کی فوجوں کا انخلا نہیں کیا ہے مگر انھوں نے یہ کہنے سے گریز کیا ہے کہ کشمیر کی موجودہ حکومت بھارتی فوجوں کی مدد سے برسر اقتدار لائی گئی تھی اور وہ آج بھی ریاست میں مقیم ہیں۔

۲۸ جنوری ۱۹۵۷ء

ہٹ پاردل۔ ایمسٹرڈم

بھارت نے گزشتہ رات بارہ بجے کشمیر کو باضابطہ طور پر اپنی مملکت میں ضم کر لیا ہے۔ اس طرح اس نے حفاظتی کونسل کے گیارہ میں سے دس (روس نگہبر جانب دار رہا تھا) ارکان کی یہ درخواست جو انھوں نے چند ہی روز قبل کی تھی نظر انداز کر دی ہے کہ کشمیر کے حالات میں کوئی ردوبدل نہ کیا جائے۔ روس نے حال ہی میں ہنگری کے متعلق اقوام متحدہ کی اپیل نظر انداز کی تھی۔ اب بھارت نے تمام اقوام کی اس تنظیم کی ایک بہت اہم اپیل صرف اس لیے نظر انداز کر دی ہے کہ یہ وزیر اعظم نہرو کی پالیسی سے میل نہیں کھاتی۔ نہرو نے اقوام متحدہ کے وقار کو زبردست دھکا لگایا ہے۔

بھارتی وزیر اعظم نے اپنے ملک کے یوم استقلال پر ایک بار پھر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ثابت کر دیا ہے۔ اور اس طرح کے کم سے کم سو ثبوت مل چکے ہیں کہ وہ ایک پست ذہنیت کے سیاست داں ہیں جو کسی شخص یا چیز کا احترام نہیں کرتے اور جب انھیں خود اپنا سیاسی مقصد حاصل کرنا ہوتا ہے تو وہ کسی اصول کی پروا نہیں کرتے۔ ۲۶ جنوری ۵۷ء

سَدَرن ڈیلی ایکو۔ ساؤتھ پلٹن

بہت سے لوگ محسوس کرتے ہیں کہ مسٹر نہرو اگر اپنے امن کے پلیٹ فارم پر خود اپنے ملک میں عمل کریں تو مغرب کے لوگ ان کی باتیں سننے پر زیادہ آسانی سے آمادہ ہو جائیں گے۔

ہم یہ تسلیم کر سکتے ہیں کہ کشمیر کا مسئلہ بہت پیچیدہ ہے لیکن بھارت کے وزیر اعظم متنازعہ ریاست کے عوام کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق دینے سے انکار کر کے اپنے موقف کے برحق ہونے کا ثبوت نہیں دیتے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ پاکستان کے اس مطالبہ کی کہ اقوام متحدہ کی نگرانی میں استصواب رائے منعقد کیا جائے صرف اس لیے مخالفت کر رہے ہیں کہ وہ اس کے نتیجے سے خائف ہیں۔ ۲۴ جنوری ۱۹۵۷ء

ڈیلی ٹریبیون۔ شکاگو

نہرو ایک زمانے میں خود استصواب رائے کے حامی تھے لیکن اب

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

انھیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ کیونکہ ساٹھ ہزار فوجیوں کی مدد سے وہ کشمیر پر قابض ہیں اور وہاں کی اسمبلی ان کے منظورِ نظر ارکان پر مشتمل ہے یہ حضرات اشتراکیت سے دفاع کے لیے فوجی تنظیموں پر ہمیشہ خفگی کا اظہار کرتے ہیں لیکن جہاں ان کے اپنے مفاد کا سوال ہوتا ہے انھیں طاقت کے زور پر کوئی فیصلہ کرلینے میں چنداں کوئی تکلف نہیں ہوتا۔

۳۰ جنوری ۵۷ء

ڈیلی ایکسپریس۔ لندن

بھارت کے خطاکار نہرو کا کیا علاج کیا جائے؟

اخلاقی ملامت انھیں کشمیر پر اپنی گرفت ڈھیلی کرنے کے لیے مجبور نہیں کرسکتی۔ حفاظتی کونسل کی حکمِ عدولی کی سزا دینے کے لیے انھیں اس سے کہیں زیادہ سخت سرزنش کی ضرورت ہے۔ اقوامِ متحدہ کی اگر یہ خواہش ہے کہ اس کے فیصلوں کا احترام کیا جائے تو اسے چاہیئے کہ وہ نہرو کے ساتھ سختی برتے اور ان کے خلاف تعزیری کارروائیاں کرے۔ اسے دنیا کی قوموں سے کہنا چاہیئے کہ وہ بھارت کے لیے مال کی برآمد بند کردیں اور عالمی بنک اسے قرض دینا روک دے۔

ممکن ہے کہ نہرو نوآبادیت دشمن قوموں کے رہنما کی حیثیت سے اپنے کو اتنا طاقتور سمجھتے ہوں کہ وہ اقوامِ متحدہ کے فیصلوں کی تعمیل سے انکار کردیں۔ اقوامِ متحدہ کو ثابت کردینا چاہیے کہ وہ ان سے بھی زیادہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

طاقتور ہے۔

تعزیری کارروائیوں ہی کے ذریعہ اس آزمائش میں اقوامِ متحدہ کی کامیابی ممکن ہے۔ بھارت کے خلاف کارروائیوں میں ناکامی اقوامِ متحدہ کے دُہرے معیار کو بے نقاب کر دے گی اور یہ ثابت ہو جائے گا کہ ایک قوم کے لیے اعلیٰ اصول اختیار کیے جاتے ہیں اور دوسری کے لیے مصلحت پسندی سے کام لیا جاتا ہے۔

۳۰ جنوری ۱۹۵۷ء

ڈاگنس نائی ہٹر۔ سٹاک ہالم

بھارت کے وزیرِ اعظم نہرو بڑے بڑے سیاسی تنازعات میں خود ساختہ اور غیر جانب دار مفاہمت کنندہ بن جاتے ہیں اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ اقوامِ متحدہ اور اس کے منشور کے انتہائی جان نثار محافظ ہیں۔ انھوں نے مصر کے خلاف فرانس اور برطانیہ کے اقدام کی غیر مبہم الفاظ میں مذمت اور اقوامِ متحدہ کی کارروائی کی مکمل حمایت کی تھی۔ انھوں نے بارہا دوسرے ملکوں کو درسِ اخلاق دے کر اور ان کی ملامت کر کے ان پر زور دیا ہے کہ وہ بھارت کے نقشِ قدم پر چلیں اور مفاہمت و مصالحت کا راستہ اختیار کریں۔ انھوں نے ظالم و جابر کمیونسٹوں کے متعلق بھی اسی رویہ کا مظاہرہ کیا اور جب ان سے کہا گیا کہ وہ ہنگری کو غلام بنانے پر روس کی مذمت کریں تو انھوں نے لیت و لعل اور قصور کی پردہ پوشی شروع

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کردی۔ لیکن سیاست دان نہرو "مبلغ" نہرو کے احکام پر ہمیشہ عمل نہیں کرتے۔
کشمیر کے قضیہ میں اُنھوں نے صریحی طور پر "استعماری" پالیسی اختیار کی ہے
تمام سمجھوتوں کو کھلم کھلا توڑ دیا ہے اور اقوامِ متحدہ کے فیصلوں پر عمل
کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ ۳۰ جنوری ۱۹۵۷ء

کرسچین سائنس مانیٹر۔ بوسٹن

کشمیر کے معاملے میں پاکستان سے بھارت کی اعصابی جنگ نے
نہرو کی ان مساعی کی اہمیت بہت کم کر دی ہے جو وہ بین الاقوامی سطح پر
اعصابی جنگ ختم کرنے اور امن کو فروغ دینے کے سلسلے میں کرتے
رہے ہیں۔

کشمیر میں استصواب رائے منعقد کرانے سے بھارت کے انکار نے
بھی دوسرے علاقوں کی خود ارادیت کے متعلق نہرو کے مبنی بہ اخلاق موقف
کو کمزور کر دیا ہے۔

بھارت کو شاید یہ توقع تھی کہ وہ کشمیر کے انضمام کو قانونی طور پر قطعی
قرار دے کر اس تضاد پر پردہ ڈال دے گا۔ مرورِ ایام اور تواتر کے ساتھ
اچھے نظم و نسق کا نتیجہ شاید یہی ہو لیکن فی الحال بھارت کو صرف اس میں
کامیابی ہوئی ہے کہ وہ دنیا کے اکثر ملکوں کی نظر میں قصوروار بن گیا ہے۔
بھارت مادی طور پر کشمیر کے نصف اور زیادہ زرخیز اور دولت مند حصے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پر بالفعل اپنا قبضہ جاری رکھ سکتا ہے۔ یہ صورت حال اسی وقت بدل سکتی ہے جب ۱۹۴۸ء کی طرح دوبارہ جنگ چھڑ جائے۔ لیکن اخلاقی طور پر کشمیر بھارت کے طاقتور جسدِ سیاسی میں ایک انتہائی کمزور عضو کی حیثیت رکھتا ہے۔

۲۹ر جنوری ۱۹۵۷ء

گلڈر لینڈر پریس۔ ہیگ

بین الاقوامی مسائل کو حل کرنے کے سلسلہ میں نہرو ہمیشہ اقوام متحدہ کا ذکر کرتے ہیں لیکن کشمیر کے معاملہ میں انھوں نے نہ صرف اقوام متحدہ کی سفارش کے مطابق استصواب رائے منعقد کرنے اور عوام کو پاکستان یا بھارت سے الحاق کا فیصلہ کرنے کا موقع دینے سے انکار کر دیا ہے بلکہ وہ اس سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔ انھوں نے اقوام متحدہ کی قرارداد کو نظر انداز کر دیا ہے اور کشمیر کے جس حصہ پر بھارتی فوجیں قابض ہیں اسے اپنے علاقے میں شامل کر لیا ہے۔ اس رویہ کی روشنی میں عظیم نہرو محض ایک ریاکار نظر آتے ہیں جنھوں نے اقوام متحدہ کے سلسلہ میں بروٹس (BRUTUS) کا کردار ادا کیا ہے۔

۲۹ر جنوری ۵۷ء

مانچسٹر الیوننگ نیوز۔ مانچسٹر

نہرو اپنے آپ کو دنیا میں انصاف کا بہت بڑا علمبردار، جنگ کا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دشمن اور اقوام متحدہ کا حامی ظاہر کرتے ہیں۔ بھارت اور پاکستان دونوں یہ طے کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ کشمیر پر کس کا حق ہے۔ بھارت کا دعویٰ قانونی طور پر بہت مضبوط ہے۔ دوسری طرف پاکستان اور کشمیر کے درمیان ناقابل تنسیخ مذہبی رشتے ہیں۔ دونوں ملکوں کے دعووں نے اس مسئلہ کو پیچیدہ بنا دیا ہے۔ اس کو حل کرنے کا سب سے منصفانہ طریقہ استصواب رائے ہے اور حفاظتی کونسل اس کے حق میں فیصلہ بھی کر چکی ہے مگر اپنی راست بازی کے دعوے دار نہرو نے اقوام متحدہ کے فیصلے کی خلاف ورزی کی ہے اور ایک ایسا آئین نافذ کر دیا ہے جس میں کشمیر کو بھارت کا جزو قرار دے دیا گیا ہے۔ مشرق وسطیٰ کی برطانوی پالیسی پر نہرو نے برطانیہ کی سخت نکتہ چینی کی تھی لیکن اب انھوں نے قانون شکنی کی اس سے کہیں زیادہ بدتر مثال پیش کی ہے۔ نہرو کو اپنی تعلیمات پر خود بھی عمل کرنا چاہیے۔

ایوننگ سینٹنل۔ ہینلے سٹوک آن ٹرنٹ

جواہر لال نہرو نے جو امن کے پیغامبر اور ضابطہ، قانون اور خود ارادیت وغیرہ وغیرہ کے حامی بنتے ہیں۔ بالآخر اقوام متحدہ کی حفاظتی کونسل کی ہدایات کو علانیہ طور پر نظر انداز کر کے کشمیر کو بھارت میں شامل کر لیا۔

کشمیر پر غاصبانہ قبضہ اور اس طرح کے دوسرے اقدامات اس طرز عمل کے عین برعکس ہیں جن کا وہ دوسرے سے مطالبہ کرتے ہیں۔ اس تضاد پر حقارت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور عصبہ کے سوا کوئی جذبہ پیدا نہیں ہو سکتا۔

امریکہ اور اسی کی طرح کے بعض دوسرے ملک یہ سمجھنے لگے ہیں کہ نہرو شاید عالمی امن کو درہم برہم ہونے سے بچا لیں گے لیکن اب انھیں اپنے رویہ میں نظر ثانی کرنا پڑے گی۔ روس کے ہاتھوں ہنگری کے استحصال بالجبر کے متعلق نہرو کے رویہ کے بعد عالمی عدل کے منصفِ اعلیٰ کی حیثیت سے اُن کی پوزیشن بُری طرح متزلزل ہو گئی ہے۔ کشمیر میں اپنے اقدام کے بعد شاید وہ اس تاج سے محروم ہو جائیں جو خود اُنھوں نے اپنے ہاتھوں اپنے سر پہ رکھ لیا ہے۔

۲۸ جنوری ۱۹۵۷ء

فرینک فرنھر ایلچیمین۔ فرینک فرٹ

پاکستان اور بھارت کے کشیدہ تعلقات کے لیئے ایک نئے صدمے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ بھارت اقوام متحدہ کے فیصلے کی خلاف ورزی کر کے کشمیر کا الحاق مکمل کر رہا ہے۔ نہرو نے استصواب رائے منعقد کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ ان کے اس اقدام کی بنیاد کشمیر کے مہاراجہ کی خواہش اور ریاستی دستور ساز اسمبلی کے فیصلے پر ہے۔ حالانکہ اس میں شک ہے۔ کہ اسمبلی کو ایسا کوئی فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ نہرو کا اقدام ان کے اس نصب العین سے ہم آہنگ نہیں ہے کہ وہ تمام قوموں کی خود ارادیت کے حامی اور وکیل بن جائیں۔ دوسروں سے اعلیٰ اصولوں اور نصب العین کا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

احترام کرنے کی اپیل کی بجائے نہرو کو خود ان پر عمل کرنا چاہیے۔

۲۸ جنوری ۵۷ء

اے۔ بی۔ سی۔ میڈرڈ

ایسے بین الاقوامی تنازعات بہت کم ہیں جن میں حق و صداقت مسئلۂ کشمیر کے قانونی پہلوؤں کی طرح واضح ہو۔

سری نگر اسمبلی کی رائے بھارت کے فیصلہ سے متاثر ہوئی ہے اور اس کا علم ہر شخص کو اچھی طرح ہے۔ کشمیر کی وادی میں بھارت کی سنگینیں تنی ہوئی ہیں اور یہ اسمبلی ــــ اگر اسے واقعی اسمبلی کہا جا سکتا ہو ــــ عوامی خواہشات کی مظہر نہیں ہے۔

حفاظتی کونسل نے ریاست کے انضمام کے متعلق بھارت کے فیصلے کی مخالفت کی ہے اور اس سے اپیل کی ہے کہ وہ ریاستی عوام کو اپنی خواہش کے اظہار کا موقع دے۔ لیکن اس معاملے میں نہرو نے اپنے عقائد اور اپنے گرو گاندھی کی تعلیمات کو نظر انداز کر دیا ہے۔

۲۸ جنوری ۱۹۵۷ء

میوچول براڈکاسٹنگ سسٹم واشنگٹن

اچھی طرح یاد رکھئے کہ یہ وہی بھارت ہے جس کے وزیر اعظم نہرو ہمیشہ استعماریت کی لعنتوں اور تمام اقوام کے حق خود ارادیت کی باتیں کرتے اور اس میں وہ اس قدر شدت اور غلو سے کام لیتے ہیں کہ یہ باتیں مجنونانہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

معلوم ہوتی ہیں مگر خود نہرو اور بھارت کے لیے کشمیر کا معاملہ بالکل مختلف ہے۔ بھارت کشمیر میں اپنی استعماریت کو بالکل 'جائز' سمجھتا ہے اور نہرو کو اس کی بھی کوئی پروا نہیں ہے کہ اس کو عملی شکل دینے کے لیے انھیں کیا طریق کار اختیار کرنا پڑا؟

۲۴ جنوری ۱۹۵۷ء

برلنگسکے افٹینیوس کوپن ہیگن

پاکستان نے اقوام متحدہ کے صدر دفتر میں اس کی پوری کوشش کی ہے کہ وہ بھارت اور وزیر اعظم نہرو کو مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا کر دے۔

اس کا پس منظر یہ ہے کہ بھارت نے کشمیر کی پہاڑی ریاست کو ضم کر لینے کا فیصلہ کر لیا ہے لیکن پاکستان کا مطالبہ ہے کہ ریاست کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے لیے استصواب رائے کرایا جائے۔

کشمیر کے معاملے میں نہرو ان تمام اعلیٰ اصولوں سے بہت زیادہ دُور ہٹ گئے ہیں جنھیں بھارتی نمائندے عام طور پر ایسے مسائل کو حل کرنے کے لیے پیش کرتے رہتے ہیں جن سے بھارت کا خود اپنا مفاد متاثر نہ ہوتا ہو۔

۲۱ جنوری ۱۹۵۷ء

ایوننگ نیوز سپرنگ فیلڈ میساچوسٹس

بھارت کے وزیر اعظم نہرو جو بین الاقوامی تنازعات کو حل کرنے کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سلسلہ میں بڑی مستعدی اور سرگرمی کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔ "خود ارادیت" کے معاملے میں بھی بڑے شدید جذبات ظاہر کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسی اصطلاح ہے جس پر آج کل بڑی لمبی چوڑی بحثیں ہوتی رہتی ہیں۔

نہرو دوسری قوموں کے معاملے میں دخل اندازی کے خاص طور پر عادی ہیں لیکن انھوں نے یہ حقیقت مکمل طور پر نظر انداز کر دی ہے کہ خود چراغ تلے اندھیرا ہے۔

ان کا طرزِ عمل مکمل طور پر اس ذہنیت کا آئینہ دار ہے۔ "یہ نہ دیکھو کہ میں کیا کرتا ہوں، یہ دیکھو کہ میں کیا کہتا ہوں۔" اس سلسلہ میں محض کشمیر کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ گوا کا مسئلہ بھی اسی ذہنیت کی پیداوار ہے جس کے متعلق نہرو پر زور الفاظ میں بار بار کہہ چکے ہیں کہ وہ بھارت کا حصہ بن جائے گا خواہ دوسرے لوگوں اور خود گوا کے باشندوں کی رائے اس کے متعلق کچھ بھی ہو۔

نہرو جب دوبارہ آزادی کے متعلق تقریریں شروع کریں تو کسی کو چاہیئے کہ وہ انھیں ان امور کی طرف سرکاری طور پر متوجہ کرے۔ شاید وہ انھیں بھول گئے ہوں۔

۱۸ر جنوری ۱۹۵۷ء

آئرش ٹائمز۔ لندن

تاہم یہ سمجھنا مشکل ہے کہ بھارت ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت یہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

عذر پیش کر کے کیا حاصل کرنا چاہتا ہے کہ کشمیر کے مسئلہ کا اب کوئی وجود ہی باقی نہیں رہا۔

جب تک استصواب رائے منعقد نہیں ہوتا۔ پاکستان یہی محسوس کرتا رہے گا کہ اسے فریب دیا گیا ہے۔ جذبات کے موجودہ اشتعال کو دیکھ کر یہ اندیشہ پیدا ہو گیا ہے کہ کشمیر ایک ایسی جنگ کا میدان نہ بن جائے جو صرف برِ صغیر تک محدود نہ رہ سکے۔ اس کے علاوہ ایک بین الاقوامی مدبّر کی حیثیت سے نہرو کے وقار کے لیئے بھی خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ سویز کے معاملے میں انھوں نے بڑی شدّ و مد سے اقوام متحدہ کی حاکمیت کی حمایت کی ہے لیکن وہ خود اپنے معاملے میں اقوام متحدہ کے فیصلوں پر عمل کرنے کے لیئے تیار نہ ہوئے تو ان کی باتوں سے کوئی شخص متاثر نہیں ہوگا۔

حفاظتی کونسل بھارت کا اگر یہ ادّعا بھی تسلیم کر لے کہ پاکستان نے جارحانہ کارروائی کا ارتکاب کیا ہے۔ تب بھی کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ اس کے لیئے یہ ضروری ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو کشمیریوں کو اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کرنے کا موقع دیا جائے۔

۱۸ جنوری ۱۹۵۷ء

انڈیانا پولس سٹار۔ انڈیانا پولس

دُنیا کے ہر شخص کو استعماریت دشمن جمہوریت کا اپدیش دینے والے مثالی مبلغ یعنی بھارتی وزیر اعظم جواہر لال نہرو اب خود بُری طرح پھنس گئے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہیں۔ اس کا مشاہدہ بڑا دلچسپ ہوگا کہ وہ اپنی کلو خلاصی کے لیے کیا تدبیر اختیار کرتے ہیں۔ ان کے گلے میں یہ پھندا ایک علاقے کشمیر کی وجہ سے پڑا ہے جسے نہرو بھارت میں شامل کرنا چاہتے ہیں اور پاکستان چاہتا ہے کہ یہ اس سے الحاق کرے۔ نو سال قبل اقوام متحدہ کی حفاظتی کونسل نے فیصلہ کیا تھا کہ یہ معلوم کرنے کے لیے کہ کشمیری عوام کس ملک میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ ایک استصواب رائے منعقد کیا جائے۔ قرائن یہی ہیں کہ ان کا فیصلہ پاکستان کے حق میں ہوگا اور یہی وجہ ہے کہ نہرو نے استصواب رائے منعقد کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ ۱۲ر جنوری ۱۹۵۷ء

ڈیلی مرر۔ نیو یارک

یہ ایک بڑی دلچسپ بات ہے کہ اقوام متحدہ نے سویز کے معاملے میں بڑی تیزی سے کارروائی کی اور اب اُس نے اسرائیل پر بھی دباؤ ڈالنا شروع کر دیا ہے گویا کہ اس کے پاس کافی طاقت موجود ہے لیکن جب روس نے ہنگری پر حملہ کیا اور اس کے باشندوں کو ذبح کرنا شروع کر دیا تو یہ تنظیم بالکل بے جان ہوگئی اور کشمیر میں تو جہاں نوآبادیت کے دشمن نہرو استعماریت پسند نہرو بن گئے ہیں۔ اقوام متحدہ نے زبان اور دل دونوں سے امن کی خواہش ترک کر دی ہے۔

ان معاملات کے سوا جن کا بھارت سے تعلق ہو نہرو انسانی اوصاف حمیدہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کے اعلیٰ ترین مظہر بن جاتے ہیں۔ کشمیر کا معاملہ اس لحاظ سے خاص اہمیت رکھتا ہے کہ یہ اس شخص کے کردار کا قدِ آدم آئینہ ہے۔ کشمیر میں مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں سے زیادہ ہے اور پاکستان نے اس علاقے میں استصوابِ رائے منعقد کرنے کی تجویز پیش کی ہے لیکن نہرو نے اسے مسترد کر دیا ہے۔ کشمیری عوام کے لیے کیا چیز مفید ہے اس کا فیصلہ نہرو کے مقابلہ میں کشمیری عوام خود زیادہ اچھی طرح کر سکتے ہیں۔ پاکستان نے تجویز پیش کی ہے کہ جس طرح اقوامِ متحدہ کی فوجیں غزہ میں متعین کر دی گئی ہیں۔ اسی طرح کی فوجیں کشمیر میں بھی بھیجی جائیں۔ نہرو نے یہ تجویز مسترد کر دی ہے اور اس کے لئے یہ دلیل پیش کی ہے کہ کوئی غیر ملکی فوج کسی معاہدے، عوام کی مرضی یا بین الاقوامی سمجھوتے کے تحت کسی بھارتی علاقے میں متعین نہیں کی جا سکتی۔

اکنامسٹ۔ لندن

نکتہ رس لوگوں کو تفریحِ طبع کا ایک نادر موقع مل گیا ہے۔ کشمیر کے قضیہ کے سلسلہ میں گزشتہ ہفتے جو واقعات پیش آئے ہیں وہ برنارڈ شا کی وصیت سے کم دلچسپ نہیں ہیں۔

مسٹر کرشنا مینن نے آٹھ گھنٹے تک تند و تیز تقریر کر کے حفاظتی کونسل کو یقین دلایا کہ کشمیر کے متعلق بھرپور اور فیصلہ کن کارروائی کا وقت ابھی قریب نہیں آیا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس کے ٹھیک دو دن بعد بھارت نے اعلان کیا کہ کشمیر کا نیا آئین نافذ کر دیا گیا ہے۔ بھارتی مقبوضہ کشمیر کے انتخابات سے اصل مسئلہ کے حل ہونے کا اسی طرح کوئی امکان نہیں جس طرح ۱۹۴۷ء میں مفرور مہاراجہ کی جانب سے الحاق کے فیصلے کے بعد بھی یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکا تھا۔

بھارت اگر صرف اپنے مفاد کا حقیقت پسندی سے جائزہ لے تو بھی دانش مندی کا تقاضا یہی ہوگا کہ وہ مسٹر سہروردی کی پیش کش قبول کرلے اور کشمیر میں پاکستان کی بجائے اقوام متحدہ کی فوجیں متعین کرنے کے امکانات معلوم کرے۔ اس انخلاء سے ایک ایسے قضیہ کو طے کرنے کی نئی توقعات پیدا ہو جائیں گی جس سے چین کو بھی نہیں صرف روس کو فائدہ پہنچنے کی اُمید ہے۔

۲ر فروری ۱۹۵۷ء

ٹائم اینڈ ٹائیڈ۔ لندن

سنگین ترین اشتعال انگیزیوں کے باوجود پاکستان نے اعتدال پسندی معقولیت اور ضبط و تحمل کا ثبوت دیا ہے۔ کشمیر کے عوام کو اپنے سیاسی مستقبل کے متعلق اپنی خواہشات کے اظہار کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ اقوام متحدہ میں تمام ریشہ دوانیوں سے دور ہٹ کر اس مسئلہ کو حل کرلینے کی تدابیر دریافت کرنا بہت ضروری ہے۔ دولت مشترکہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کی دوسری قومیں بھارت سے وہ رشتہ کب تک قائم رکھ سکتی ہیں جسے بھارت نے کھلم کھلا ناجائز طور پر استعمال کیا ہے۔ ۲ر فروری ۱۹۵۷ء

نیو سٹیٹسمین اینڈ نیشن۔ لندن

بھارت اس لیئے قصوروار ہے کہ اُس نے کشمیر کا انضمام ایک ایسی کابینہ کے فیصلے کی بنیاد پر منظور کرتے ہوئے فیصلہ کیا ہے جس نے حکومت کا تختہ اُلٹ کر اقتدار پر قبضہ کر لیا ہے۔ اسمبلی کے نوارکان کو قید کر لیا اور کشمیر کے سابق وزیر اعظم کو تین سال سے زائد مقدمہ چلائے بغیر نظر بند کر دیا ۔ یہ قطعی فیصلہ استصواب رائے کے متعلق خود مسٹر نہرو کے وعدے اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کے منافی ہے اور اس کی حمایت میں حفاظتی کونسل کے ایسے ارکان بھی ووٹ نہیں دے سکے جو بھارت (اور برطانیہ) کو ذرا بھی ناخوش نہیں کرنا چاہتے تھے۔ ۲ر فروری ۱۹۵۷ء

ایوننگ سٹینڈرڈ۔ لندن

مسٹر نہرو کی روش اس سے بھی زیادہ ریاکاری کی مظہر ہے وہ تمام لوگوں سے بڑھ چڑھ کر اقوام متحدہ کی قطعی حاکمیت اور بین الاقوامی تنازعات کا تصفیہ کرانے کے اختیارات کا اعلان کرتے رہے ہیں۔ مسٹر نہرو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کا صرف یہ عذر کافی نہیں ہے کہ انھوں نے اقوامِ متحدہ کی اس لیے خلاف ورزی کی ہے کہ ان کی رائے میں کشمیر کے متعلق اس کا فیصلہ غلط تھا۔ عدالت کے کٹہرے میں کھڑا ہو کر ہر مجرم یہی سمجھتا ہے کہ منصف نے غلط فیصلہ دیا ہے۔

نہرو اگر واقعی بین الاقوامی قانون کا احترام کرنا چاہتے ہیں تو اُس کی حقیقی آزمائش یہی ہے کہ انھیں اقوامِ متحدہ کا حکم ماننے کے لیے خود اپنے مفاد کو قربان کر دینے پر بھی آمادہ ہو جانا چاہیے۔ اس آزمائش میں وہ ناکام ہو چکے ہیں۔ اُنھوں نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ بھارتی سامراج کو تمام دوسری باتوں پر فوقیت دیتے ہیں۔ انھوں نے بڑی بدخوئی کے ساتھ اقوامِ متحدہ کا حکم ماننے سے انکار کر دیا ہے کیونکہ اُنھیں معلوم ہے کہ یہ عالمی تنظیم کشمیر کے متعلق اپنے فیصلے پر عملدرآمد کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔

بیکم فروری ۱۹۵۷ء

اوجرنل ریوڈی جینیرو

اقوامِ متحدہ نے واشگاف الفاظ میں یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ کشمیر کے حالات میں اس وقت تک کوئی رد و بدل نہ کیا جائے جب تک اس کے باشندوں کی خواہش معلوم کرنے کے لیے استصواب رائے نہ منعقد ہو جائے لیکن بھارتی حکومت نے حفاظتی کونسل کے فیصلے کے باوجود ریاست

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کشمیر کو ضم کر کے دنیا کو حیرت و افسوس میں مبتلا کر دیا ہے

وزیر اعظم نہرو بڑی فراخ دلی کے ساتھ یہ تلقین کرتے رہتے ہیں کہ دوسری اقوام کی خواہشات کا احترام کیا جائے لیکن اب انھوں نے اپنے رویّہ سے منحرف ہو کر اقوامِ متحدہ اور پاکستان دونوں کو چیلنج دینے کا فیصلہ کیا ہے اور ایسے اقدامات کر رہے ہیں جو کشمیر پر صاف اور صریح فوجی قبضے کے مترادف ہیں۔

بھارتی حکومت کے سربراہ نے کشمیر کے معاملے میں کسی طرح کی احتیاط اور اخلاقی عذر کی بھی ضرورت نہیں سمجھی اور اقوامِ متحدہ کی حفاظتی کونسل کے فیصلوں کو مسترد کر کے صاف اور صریح طور پر کشمیر پر فوجی قبضہ کر لیا ہے۔

۲۹ جنوری ۱۹۵۷ء

بیڈ بشنے زینونگ۔ فرائی برگ

اقوامِ متحدہ کو جنگ بند کرانے میں تو کامیابی ہو گئی لیکن کشمیریوں کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا موقع دینے کے لیے استصواب کرانے کی تجویز نہرو نے اس ڈر سے مسترد کر دی ہے کہ اس کا فیصلہ پاکستان کے حق میں ہو گا۔ پاکستان کو استصواب رائے کے انعقاد پر اصرار ہے لیکن نہرو نے آج یہ اعلان کر دیا ہے کہ کشمیر بھارت کا حصہ بن گیا ہے۔ اور چونکہ ریاست کا سابق حکمران بھارت سے الحاق کا فیصلہ کر چکا ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس لیئے استصواب رائے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مگر نہرو نے ۱۹۴۸ء
CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri
ہی میں اس کے برعکس اصول پر عمل کیا تھا۔ جب حیدرآباد کے مسلمان حکمران نے
پاکستان سے الحاق کا ارادہ کیا تھا اور عوام نے جن میں ہندوؤں کی اکثریت
تھی۔ بھارت سے الحاق پر اصرار کیا تھا۔ اس وقت نہرو نے حکمران کی خواہش
کی بجائے عوام کی مرضی کو فیصلہ کن قرار دیا تھا۔

جو کچھ حیدرآباد کے معاملے میں جائز تھا وہی کشمیر کے سلسلہ میں بھی درست
ثابت ہونا چاہیے تھا مگر نہرو کی رائے اس سے مختلف ہے۔

۲۹ر جنوری ۱۹۵۷ء

بیلیز نشیر شمٹن۔ بیل

بھارت — نہرو کا بھارت — افریقی ایشیائی گروپ میں شامل ہے
جسے اصرار ہے کہ اسرائیل کو اقوامِ متحدہ کی قرارداد کے ایک ایک لفظ پر
عمل کرنا چاہیئے۔ مگر اسی ملک بھارت نے گزشتہ ہفتے کشمیری عوام کے
حق خودارادیت کے متعلق اقوامِ متحدہ سے خود اپنے وعدے کو نظر انداز
کر دیا۔ حالانکہ حفاظتی کونسل ایک بار پھر فیصلہ کر چکی تھی کہ بھارت کو کشمیر کے
حالات میں کسی طرح کا ردّوبدل نہیں کرنا چاہیئے۔ ۲۹ر جنوری ۱۹۵۷ء

سینٹ لوئی پوسٹ ڈسپیچ سینٹ لوئی۔ مسوری

وزیراعظم نہرو اور ان کی حکومت اقوامِ متحدہ کے فیصلے کو پسِ پشت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

والی کو کشمیر کو بھارت میں ضم کرنے کا فیصلہ کس حد تک قرار دے سکتے ہیں۔ بالخصوص حفاظتی کونسل کی اس قرارداد کے پیش نظر جو اس نے عین وقت پر دس ووٹ کی اکثریت سے کسی ملک کی مخالفت کے بغیر منظور کی تھی اور جس میں یہ اپیل کی گئی تھی کہ جب تک استصواب رائے منعقد نہ ہو جائے حالات کو اسی طرح رہنے دیا جائے۔

جہاں کسی دوسرے ملک کا تعلق ہوتا ہے۔ مسٹر نہرو بڑے زور و شور سے اس کی وکالت کرتے ہیں کہ طاقت کے استعمال اور من مانی کارروائی کی بجائے اقوام متحدہ کی مدد سے بین الاقوامی تنازعات طے کیے جائیں۔ مثال کے طور پر مصر میں برطانیہ اور فرانس کی مداخلت پر انھوں نے کسی تاخیر کے بغیر ان دونوں ملکوں کی مذمت شروع کر دی لیکن جب خود ان کے مفاد کا سوال پیدا ہوتا ہے تو وہ اس طریق کار کو مسترد کر دیتے ہیں۔

بھارت نے جو کچھ کیا ہے اسے ادارہ اقوام متحدہ کیا نظر انداز کر سکتا ہے؟ کوئی تنظیم اگر اپنی حاکمیت کو منوانے کے لیے ضروری اقدامات نہ کرے تو وہ اپنی حاکمیت سے محروم ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت نے اقوام متحدہ پر ایک زبردست ضرب لگائی ہے حالانکہ ۱۹۴۹ء میں متارکہ جنگ کا فیصلہ قبول کر کے اس نے اس ادارے کا دائرہ اختیار تسلیم کر لیا تھا۔ اب بھارت دوسرے ملکوں کو کس طرح درس اخلاق دے سکتا ہے؟

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سنڈے نیوز۔ نیویارک

اس وقت تک جتنا کشت و خون ہو چکا ہے۔ اس کی وسعت کے سوا کشمیر میں نہرو کے طرزِ عمل اور ہنگری میں کرملین کے طریق کار کے درمیان اگر کوئی فرق ہو تو ہم اسے معلوم کرنے سے قاصر ہیں۔ نہرو بڑی پارسائی کے ساتھ دوسروں کو جو درس دیتے ہیں ان کا احترام کرنے کے لیئے اگر اب بھی کوئی سبب موجود ہے تو اسے معلوم کرنے سے بھی ہم قاصر ہیں۔

پاکستانی قوم مسلمان ہے۔ ۷۷ فی صد کے قریب کشمیری بھی مسلمان ہیں۔ اس لیے یہ دعویٰ بڑی آسانی سے کیا جا سکتا ہے کہ آزادانہ استصواب رائے میں وہ پاکستان ہی کے حق میں ووٹ دیں گے۔

نہرو کے آباؤ اجداد بھی چونکہ کشمیر میں رہتے تھے اس لیے انہیں کشمیر سے محبت اور پاکستان سے نفرت ہے۔ اس وقت تک وہ اقوامِ متحدہ کی ان تمام اپیلوں کو مسترد کرتے رہے ہیں جن میں ان پر زور دیا گیا ہے کہ وہ کشمیریوں کو اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کرنے دیں۔

یہ وہی نہرو ہیں جو دُنیا بھر کو بین الاقوامی اخلاق کا احترام کرنے کی مسلسل تلقین کرتے رہتے ہیں اور اس تصوّر کی بڑے جوش و خروش کے ساتھ لیکن صرف زبان سے حمایت کرتے ہیں کہ تمام قوموں کو فیصلہ کرنے کا حق ہونا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چاہیئے کہ ان کا نظام حکومت کیا ہوگا اور ان پر کون حکمرانی کرے گا۔

۱۰ر فروری ۱۹۵۷ء

شیکاگو ٹریبیون۔ شیکاگو

بھارت کے وزیر اعظم نہرو دنیا بھر میں اس رویہ کی نمائش کرتے رہے ہیں کہ ہم بڑے عالی ظرف اور تم سب سے زیادہ معصوم اور مقدس ہیں"۔ کشمیر کے متنازعہ علاقے کے سلسلہ میں جو واقعات حال میں رونما ہوئے ہیں۔ انھوں نے ان تمام دعووں کو باطل ثابت کر دیا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب برطانیہ میں بھی تسلیم کر لیا گیا ہے کہ نہرو ریاکاری سے کام لیتے ہیں۔ ایک طرف تو وہ امن اور بین الاقوامی مصالحت کی باتیں کرتے ہیں۔ دوسری جانب جب خود ان کے مفاد کا سوال ہوتا ہے تو وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی ہٹنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ مگر اس کے بعد بھی جہاں دوسرے ملکوں کا سوال ہوتا ہے وہ "نوآبادیت" کی مذمت کرتے رہنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے اور کشمیر کے سوا تمام علاقوں کو خود ارادیت کا حق دینے کی خوبیاں بیان کرتے رہتے ہیں۔

۱۰ر فروری ۱۹۵۷ء

یو۔ ایس۔ نیوز اینڈ ورلڈ رپورٹ۔ واشنگٹن

آپ بھارت کی ہمسایہ ریاست کشمیر میں بڑی طاقتوں کی استعماریت کے مانے ہوئے دشمن نہرو کے نامۂ اعمال کا جائزہ لیں تو ان کی ایک

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نئی تصویر سامنے آتی ہے۔ بھارت کے وزیر اعظم کی ہمیشہ یہی خواہش رہی ہے کہ وہ کشمیر کو حاصل کر لیں۔

اس نامۂ اعمال سے ظاہر ہوتا ہے کہ کشمیر کو حاصل کرنے کے لیئے نہرو نے فوجیں استعمال کی ہیں، اخبارات پر پابندیاں عاید کر دی ہیں، کشمیری رہنماؤں کو قید کر دیا ہے، انتخابات کے راستے مسدود کر دیئے ہیں اور اقوامِ متحدہ کی خلاف ورزی کی ہے۔ ۸ر فروری ۱۹۵۷ء

برمنگھم پوسٹ۔ برمنگھم

کشمیر کے حالات کو اسی طرح قائم رہنے دینے سے متعلق حفاظتی کونسل کی قرار داد سے بھارت کی ہٹ دھرمی اور سرکشی میں ذرا بھی کمی نہیں ہوئی۔ مسٹر مینن نے استصواب رائے کو خارج از بحث قرار دینے کے لیے بہت سے عذر پیش کیئے ہیں مثلاً پاکستان کی جارحانہ کارروائی مرورِ زمانہ، اور حالات کی تبدیلی — لیکن ان میں ایک کا بھی اس بنیادی مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ الحاق کی اصل کارروائی اور اقوامِ متحدہ کی بعد کی قراردادوں کے ذریعہ بھارت پابند ہو چکا ہے کہ وہ عوام کی مرضی معلوم کرنے کے لیے استصواب رائے منعقد کرائے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ مسٹر نہرو نے اب بھی یہ محسوس نہ کیا ہو کہ ایک خطرناک علاقائی فائدہ حاصل کرنے کے لئے انھوں نے خود اپنے وقار کو کتنی ٹھیس لگائی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہے۔

۵ر فروری ۱۹۵۷ء

انبس۔ کابل

اس مسئلہ کے مذہبی، ثقافتی اور اقتصادی پہلوؤں کے متعلق پاکستان اور بھارت جو دعوے کرتے ہیں انھیں نظر انداز کر دیا اور صرف اس کے قانونی پہلو پر غور کیا جائے تو بھی ایک اہم اور ناقابل تردید نکتہ بہرصورت باقی رہتا ہے اور وہ کشمیری عوام کا حق خود ارادیت ہے۔ اقوام متحدہ نے اپنی قراردادوں میں واضح اور پُرزور الفاظ میں فیصلہ دیا ہے کہ کشمیر کا مسئلہ اقوام متحدہ کی نگرانی میں ایک آزاد اور غیر جانب دار استصواب رائے کے ذریعہ حل کیا جائے۔ لیکن یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ بھارتی حکومت کشمیریوں کو حق خود ارادیت دینے سے انکار کر رہی ہے۔ ۵ر فروری ۵۷ء

گارڈین جرنل۔ مانچسٹر

اس مخصوص معاملہ میں مسٹر نہرو کے رویہ سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ مقبوضیت کے منافی نہیں ہے کہ کشمیر کے معاملے میں جو کچھ کیا گیا ہے اس کے قانونی جواز کا (کم سے کم بین الاقوامی نقطۂ نظر سے) انھیں پورا یقین نہیں ہے مسٹر نہرو کے رویہ کا لبِ لباب یہ ہے کہ وہ دوسرے ملکوں سے متعلق معاملات میں تعاون کرنے کے لیئے بالکل تیار ہیں لیکن اس اصول پر عمل

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کرنے سے خود ان کے قومی مفادات کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو وہ کوئی تجویز قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ مسٹر نہرو بین الاقوامیت کے بے لوث علم بردار نہیں ہیں۔

۴ر فروری ۱۹۵۷ء

ڈربند۔ برن

مثال کے طور پر کشمیر کا قضیہ بھارت کے دامن پر ایک بڑا دھبہ ہے جسے اقوام متحدہ کا دھوبی ہیمیر شولڈ دھونے کی کوشش کر رہا ہے اس مسئلہ کو ایک بڑی حد تک صاف ستھری کتاب پر روشنائی کے ایک داغ سے بھی تشبیہہ دی جا سکتی ہے۔ یہ سب حفاظتی کونسل کا فیصلہ ماننے سے بھارت کے انکار کا نتیجہ ہے حالانکہ کونسل نے اسے ہدایت کی تھی کہ کشمیر کے حالات میں کوئی ردّ و بدل نہ کیا جائے تاکہ وہاں استصواب رائے منعقد ہو سکے۔

۳ر فروری ۱۹۵۷ء

ڈاک پریس۔ ویانا

فوجی معاہدوں کی مذمت اور انصاف پر یقین کے کیا معنی باقی رہ جاتے ہیں۔ اگر مصر کے معاملے میں اخلاقی اصولوں کے احترام اور غم و غصہ کا اظہار کیا جائے مگر کشمیر کے سلسلہ میں خود غرضی کو اپنا رہنما بنا لیا جائے۔ اقوام متحدہ کا دشو بوائے، اپنے پہلے امتحان میں ناکام ہو گیا ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

'مغربی استعماریت' کے خلاف ایشیا کے رہنما نے خود اپنی استعماریت پسندی کا ثبوت دے دیا ہے۔ گاندھی کا چیلا دُہرے اخلاقی معیار کا مبلغ بن گیا ہے

۳۰ر جنوری ۱۹۵۷ء

حوادث۔ استنبول

کشمیر پر بھارت کے فوجی قبضہ کے بعد امن کے متعلق مسٹر نہرو کی غیر جانب دار پالیسی کی تمام حقیقت آزاد دُنیا پر اچانک عیاں ہو گئی ہے۔

غیر جانب داری، بین الاقوامی انصاف اور اقوامِ متحدہ کی قطعی حاکمیت کے متعلق تمام لمبی چوڑی باتوں کے باوجود نہرو اب ایک غیر منصف فاتح اور حملہ آور کی حیثیت سے کھل کر سامنے آ گئے ہیں۔

یہ تمام باتیں نہرو کے حقیقی کردار اور دورُخی پالیسی کو منظرِ عام پر لانے میں معاون ثابت ہوئی ہیں۔ اب وہ امن کے پیغامبر نہیں سمجھے جاتے۔

۳۰ر جنوری ۱۹۵۷ء

لاگر و بیر۔ بُل

پنڈت نہرو ایک طرح کے خوش لباس بندر ہیں جنھیں کبھی پکنگ میں، کبھی ماسکو میں اور کبھی واشنگٹن میں شہ تصور کیا جاتا ہے۔ کیا وہ اب

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بھی یہ دعوے کرنے کی جسارت کر سکتے ہیں کہ ان میں بناوٹ اور تصنع نہیں ہے۔ اقوامِ متحدہ کے اس عظیم علم بردار، مصر کے خلاف کارروائی کے زبردست مخالف ہنگری میں قتلِ عام کے خاموش تماشائی اور بھارتی حکومت کے سربراہ نے اقوامِ متحدہ کے فیصلے کی علانیہ خلاف ورزی کی ہے حفاظتی کونسل نے خواہش ظاہر کی تھی کہ کشمیر کے حالات میں فی الحال کوئی ردّوبدل نہ کیا جائے مگر مسٹر نہرو نے پاکستان کے رودررو کشمیر پر زبردستی قبضہ کر لیا۔ اسی کو وہ عالمی امن کی خدمت قرار دیتے ہیں مگر اسی کے باعث پاکستان کے باشندوں کے جذبات میں شدید اشتعال پیدا ہو گیا ہے، اور سیاست دانوں کی نظر میں نہرو کا وقار کسی حد تک گر گیا ہے۔

۲۳ جنوری ۱۹۵۷ء

سلوتھرزیتونگ سلوتھرن

بھارت نے کشمیر کے الحاق کے بارے میں قطعی فیصلہ کر کے ایک بار پھر یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان لوگوں کے دماغ میں آج بھی زمانہ سازی پر مبنی عقائد موجود ہیں جو اس وقت دُنیا میں اپنے آپ کو امن کا پیغام بر ظاہر کرتے تھے جس شخص نے مصریوں کے حق خود ارادیت کے لیے ان تھک جنگ لڑی۔ اس نے ہنگری کو بھی یہی حق دلانے کے لیے زیادہ اصرار نہیں کیا۔ ناصر کو جب برطانیہ اور فرانس کے حملے سے حفاظت کی ضرورت تھی تو نہرو نے بڑے جوش خروش کے ساتھ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اقوامِ متحدہ کی حاکمیت کی حمایت کی لیکن روسیوں نے جب بڑی صفائی کے ساتھ ہنگری کی تحریکِ آزادی کو کچل دیا تو آنھوں نے دیدہ و دانستہ جلد فیصلہ کرنے سے گریز کیا۔ انتہا یہ ہے کہ جب اقوامِ متحدہ نے بھارت سے درخواست کی کہ وہ کشمیری عوام کی خواہشات کا احترام کرے تو نہرو نے اس کی ذرا بھی پروا نہیں کی۔ ۲۹ جنوری ۱۹۵۷ء

آرڈور فرز ٹیونگ۔ آرڈور فر

بھارتی رہنما نہرو یوں تو دنیا بھر میں جمہوریت، انصاف اور قانون کے محافظ بنتے ہیں مگر انھوں نے بالکل کمیونسٹ ملکوں کی طرح اقوامِ متحدہ کے فیصلوں کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے جمہوریت کے تمام اصولوں کی بھی خلاف ورزی کی ہے جس سے دُنیا میں ان کی نیک نامی کو سخت نقصان پہنچے گا۔

کشمیر کا قضیہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے اور اس میں بھارت نے جو کردار ادا کیا ہے۔ اس کی معقولیت ہمیشہ بہت مشتبہ اور مشکوک رہی ہے مگر مشکل یہ ہے کہ مغربی دُنیا نے جو ابھی تک خود اپنی پریشانیوں میں مبتلا رہی ہے کشمیر کے قضیہ کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی۔ ۲۸ جنوری ۵۷ء

نیویارک وال سٹریٹ جرنل نیویارک

نہرو ہر شخص کو یہ باور کرانے کی کوشش میں مصروف رہے ہیں کہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وہ دنیا میں رخ کرنے کے مسئلہ میں کارہائے نمایاں انجام دیتے رہے ہیں
دوسری قوموں یا مختلف قوموں کے گروہوں کے درمیان کوئی نزاعی صورت
حال پیدا ہو جاتی ہے تو نہرو کوئی منصوبہ لے کر فوراً پہنچ جاتے ہیں۔
اسی طرح اُنھوں نے اقوامِ متحدہ میں سُرخ چین کو داخل کرنے کی تحریک
کی۔ اسی طرح انھوں نے بڑے جوش کے ساتھ کوریا میں متارکہ جنگ
کی نگرانی اور جنگی قیدیوں کے تبادلہ کے لیئے اپنی فوجیں روانہ کردیں اور
اسی طرح اُنھوں نے کسی تاخیر کے بغیر مصر میں اقوامِ متحدہ کی فوجیں متعین
کرنے کے لیئے اپنے فوجی دستے پیش کردیے۔

یہ بھی بہت ممکن ہے کہ نہرو دُنیا کے دوسرے مسائل میں اتنے
اُلجھے رہتے ہیں کہ انھیں ریاست کشمیر کی فکر کرنے کی مہلت ہی نہ
ملتی ہو۔

اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ نہرو اگر کشمیر میں اقوامِ متحدہ
کی فوجیں متعین کرنے پر آمادہ ہو گئے تو ممکن ہے کہ انھیں کشمیر میں استصوابِ
رائے کے متعلق دس سال پرانے سمجھوتے پر عمل کرنا پڑے۔ اس کا
نتیجہ یہ ہوگا کہ کشمیری عوام کو اپنی رائے ظاہر کرنے کا موقع مل جائے گا
اور ممکن ہے کہ وہ بھارت کی بجائے پاکستان سے الحاق کا فیصلہ
کر لیں۔

۵ فروری ۱۹۵۷ء

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ورلڈ ہیرلڈ۔ اوماہا

اقوام متحدہ کو شدید ترین صدمہ آج کل بعض ایسے لوگ پہنچا رہے ہیں جو ایک زمانے میں اس کے بہترین دوست تھے۔

ان میں سے ایک مثال بھارت کے نہرو کی بھی ہے۔ زیادہ نہیں صرف ایک ماہ قبل انھوں نے امریکی عوام سے خطاب کرتے ہوئے دُنیا بھر کے انسانوں کی اس پارلیمنٹ کی حد سے زیادہ مدح وستائش کی تھی اور اس سے بڑی توقعات وابستہ کی تھیں۔

نہرو نے دس سال قبل وعدہ کیا تھا کہ وہ اقوامِ متحدہ کی نگرانی میں کشمیر میں استصواب رائے کرائیں گے لیکن اب وہ اس عہد سے منحرف ہوگئے ہیں اور انھوں نے بھارت کی پٹھو حکومتِ کشمیر کا تیار کردہ آئین منظور کرلیا ہے جس میں اعلان کیا گیا ہے کہ متنازعہ فیہ ریاست بھارت کا حصّہ ہے۔ ۳۱ جنوری ۱۹۵۷ء

پیپور یا جرنل سٹار۔ الینائے

اقوامِ متحدہ کو اپنی ہنگامہ خیز زندگی میں متعدد صدمے پہنچے ہیں۔ اب خود نہرو نے بھی اس پر ایک کاری ضرب لگائی ہے۔ نہرو اگرچہ اقوامِ متحدہ کی قیادت کے بڑے پُرجوش حامی ہیں مگر انھوں نے کشمیر کا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

قضیہ طے کرنے کے لئے اقوامِ متحدہ کی تجاویز قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

اب ہم نہرو کے اعلیٰ اور اصول پسند کردار کے متعلق کچھ سُننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اب وہ یا ان کی حکومت کے ارکان اقوامِ متحدہ کے ایوان میں جو کچھ کہتے ہیں۔ ان پر ہمیں کوئی توجہ نہیں کرنی چاہیئے۔ امن اور باہمی مفاہمت کے رہنما کی حیثیت سے اگر ان کے مُلک کی کوئی وقعت تھی تو نہرو نے اسے ختم کر دیا ہے۔

۳۰ر جنوری ۱۹۵۷ء

ولمنگٹن نیوز۔ ولمنگٹن

نہرو اور اُن کے دستِ راست مینن (جو اقوامِ متحدہ میں مجنونانہ طور پر اپنی راست بازی کے دعوے کرتے ہیں) خود ارادیت، دوسرے ملکوں کے داخلی معاملات میں عدم مداخلت اور متنازعہ فیہ علاقوں مثلاً قبرص اور گوا میں استصواب رائے اور ایسے ہی دوسرے اصولوں کی حمایت میں بڑے غلو سے کام لیتے رہے ہیں۔ مگر کشمیر کے معاملے میں نہرو نے اقوامِ متحدہ کی تمام قراردادوں کو پسِ پُشت ڈال کر یہ اعلان کر دیا ہے کہ اسے بھارت میں ضم کر لیا گیا ہے اور وہ اپنی قبضہ گیر فوجوں کی مدد سے اس پر حکومت کرتا رہے گا۔ کشمیر میں اقوامِ متحدہ کے مبصر اب بھی عارضی صلح کی نگرانی کر رہے ہیں اور بھارت اسرائیل کی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جن کارروائیوں کی مذمت کرتا رہا ہے۔ ان کے مقابلہ میں یہ ایک زیادہ سنگین اقدام ہے۔ کیونکہ اسرائیل کے برعکس بھارت نے اس کا ارتکاب کسی اشتعال انگیزی کے بغیر کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کشمیر کے اس حصہ کے عوام کو خود ارادیت کا حق نہیں ملے گا اور ریاست میں استصواب رائے منعقد نہیں ہوگا۔ حالانکہ ایک مرحلے پر خود نہرو نے اس کی تجویز پیش کی تھی اور اقوام متحدہ نے باضابطہ طور پر اس کے حق میں قرارداد منظور کی تھی۔ حفاظتی کونسل نے یوں تو گزشتہ ہفتے دس ووٹ کی اکثریت سے اور کسی مخالفت کے بغیر اقوام متحدہ کے موقف کی دوبارہ توثیق کی ہے مگر بھارت کی جانب سے اس کی خلاف ورزی یقینی ہے۔

۲۹ جنوری ۱۹۵۷ء

کوریر جرنل۔ لوئی ول

بھارت نے غیر مبہم الفاظ میں اعلان کر دیا ہے کہ وہ کشمیر میں استصواب رائے کے فیصلے کا انتظار کیے بغیر اس کا ایک حصہ اپنی مملکت میں ضم کرے گا۔ مغربی ملکوں کے لاکھوں افراد کو ذاتی طور پر اس فیصلے سے افسوس ہوگا۔ اس افسوس کا سبب کسی حد تک یہ احساس بھی ہوگا کہ کشمیر کے قضیہ کے باعث ہندوؤں اور مسلمانوں کے جذبات میں کئی سال سے جو اشتعال پیدا ہو رہا ہے اس میں اب ہمیشہ سے زیادہ شدت پیدا ہو جائے گی۔ مگر افسوس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ نہرو کشمیر کے متعلق

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خود اپنے قول سے منحرف ہو گئے ہیں اور انھوں نے اقوام متحدہ کی ہدایات کو نظر انداز کر دیا ہے۔ حالانکہ ان کا دعویٰ تھا کہ وہ اسے بڑی قدر و منزلت کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔

مسٹر نہرو مغربی ملکوں پر اخلاقی برتری کا دعویٰ بھی کرتے تھے اور اس پر بسا اوقات جھنجھلاہٹ اور شک کے باوجود ہم میں سے اکثر لوگ اس دعوے کا احترام بھی کرتے تھے۔ مگر اب انھوں نے خود اپنے ہاتھوں اسے ہمیشہ کے لیے باطل قرار دے دیا۔ انھوں نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ بھی اتنے ہی جانبدار ہیں جتنی جانب داری زمانہ حاضر کی کوئی آمرانہ حکومت برت سکتی ہے۔

۱۸ر جنوری ۱۹۵۷ء

بلفاسٹ ٹیلیگراف۔ بلفاسٹ

مسٹر نہرو نے اپنے آپ کو دنیا کے ضمیر کا محافظ بنا کر پیش کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ انھوں نے بہت سی دوسری قوموں پر اپنی اخلاقی برتری کا دعویٰ بھی کیا ہے۔ مگر کشمیر کے معاملہ میں وہ بالکل بدلے نظر آتے ہیں۔ بھارت کشمیر کے جس علاقے پر آج کل قابض ہے اس میں معاشرتی اعتبار سے کچھ ترقی ضرور ہوئی ہے لیکن عوام کو مکمل شہری آزادیوں سے محروم کرنے کے لیے ظلم و ستم سے بھی کام لیا گیا ہے۔ اس کا سب سے تشویش ناک پہلو یہ ہے کہ حکومت کے سیاسی مخالفوں کو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

طرح طرح سے اذیت دی جاتی ہے۔ کوئی شخص یہ بھی نہیں بھول سکتا کہ بھارت نے حیدرآباد پر بھی جبری قبضہ کر لیا تھا۔ ۲۸ جنوری ۱۹۵۷ء

ایسٹ اینگلین ڈیلی ٹائمز۔ ایسوچ

حفاظتی کونسل کی قرارداد پر عمل کرنے سے انکار کر کے اور کشمیر کو بھارت کا جزوِ لاینفک قرار دے کر بھارتی حکومت نے نہ تو اپنی نیکنامی میں اضافہ کیا ہے۔ نہ بھارت اور پاکستان کے دوستانہ تعلقات قائم ہونے کے امکان کو فروغ دیا ہے۔

اس قطعی فیصلہ کے لیے جو طریق کار اختیار کیا گیا ہے اور جس طرح اقوامِ متحدہ کے فیصلوں کو قبول کرنے سے کئی سال تک انکار کیا گیا ہے۔ کشمیر کے سابق وزیر اعظم کو قید میں رکھا گیا ہے، خود ارادیت کے اُصول کو نظر انداز کیا گیا ہے اور حفاظتی کونسل میں مسٹر کرشنا مینن نے بار گوئی کی جس حکمت عملی سے کام لیا ہے، وہ بین الاقوامی اخلاق کے ان تمام اصولوں کی توہین ہے جو مسٹر نہرو پیش کرتے ہیں اور جو ان کی رائے میں دوسری قوموں کے طرزِ عمل کے لیے ایک معیار کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۲۸ جنوری ۱۹۵۷ء

نیویارک ورلڈ ٹیلیگرام۔ نیویارک

وزیر اعظم نہرو جب امریکہ آئے تھے تو انھوں نے مشرق وسطیٰ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور ہنگری کے متعلق اقوامِ متحدہ کی کارروائی کا خیر مقدم کیا تھا اور کہا تھا کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اقوام کے ارکان کی اکثریت کے فیصلے کی بڑی قومیں بھی خلاف ورزی نہیں کر سکتیں لیکن کشمیر کے معاملے میں نہرو مسلسل آٹھ سال سے اقوامِ متحدہ کے اس فیصلے کی خلاف ورزی کر رہے ہیں کہ کشمیری عوام کو یہ رائے ظاہر کرنے کا موقع دیا جائے کہ وہ بھارت سے الحاق کرنا چاہتے ہیں یا پاکستان سے۔

اب روس حسبِ معمول بھارت کے حق میں مداخلت کر رہا ہے اور نہرو کہتے پھر رہے ہیں کہ اقوامِ متحدہ نے امریکہ اور برطانیہ کی تائید سے تازہ ترین قرارداد منظور کر کے ایک مکمل طور پر غلط فیصلہ کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے مؤقف کی پشت پناہی طاقت سے کرنے کے لیے بھی تیار ہیں۔ یہ "امن کے عظیم ایشیائی رہنما" کا طرزِ عمل ہے۔

۱۰ فروری ۱۹۵۷ء

فلاڈلفیا انکوائرر۔ فلاڈلفیا

اقوامِ متحدہ کی حفاظتی کونسل نے جب دس ووٹ کی اکثریت سے اور کسی مخالفت کے بغیر یہ فیصلہ کیا کہ بھارت یا پاکستان سے کشمیر کے الحاق کا تصفیہ کرنے کے لیے استصوابِ رائے کرایا جائے تو پاکستان نے یہ قرارداد منظور کر لی مگر نہرو کے بھارت نے کہا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔"

اس کے باوجود ہم میں سے اکثر لوگ محسوس کرتے ہیں کہ حفاظتی کونسل جب کوئی فیصلہ کرتی ہے تو اس میں بعض بین الاقوامی ذمہ داریاں بھی مضمر ہوتی ہیں۔ اقوام متحدہ کی کارروائی کے بعد خود نہرو نے بڑی ثابت قدمی کے ساتھ برطانیہ اور فرانس پر زور دیا کہ وہ مصر سے اپنی فوجیں واپس بلا لیں۔ وہ تمام تنازعات کو دوستانہ طور پر اور انصاف کی بنیاد پر طے کرنے کی باتیں تو بہت زیادہ کرتے ہیں مگر یہ اقوال اگر کوئی معنی رکھتے ہیں تو نہرو کو کشمیر میں استصواب رائے پر آمادہ ہو جانا چاہیئے تھا لیکن جس وقت بھارت کے اپنے مفاد کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ نہرو کی یہ تمام پارسائی کی باتیں ریاکارانہ نظر آنے لگتی ہیں۔ ۱۵ فروری ۱۹۵۷ء

مارننگ ریکارڈ۔ ٹرائے (امریکہ)

بھارت کے وزیر اعظم نے اقوام متحدہ کی قیادت میں اپنی فوجیں دوسرے ملکوں میں بھیجی ہیں۔ بھارتی فوجیں جب کوریا میں متارکہ جنگ کی نگرانی کے لیے گئیں تو نہرو نے انھیں غیر ملکی فوج کی بجائے بین الاقوامی فوج قرار دیا مگر اب وہ اقوام متحدہ کی فوجوں کو 'غیر ملکی' کہنے لگے ہیں۔

کشمیر سے متعلق اپنے طرز عمل کے باعث نہرو عالمی رائے کی نظروں میں حد سے زیادہ گر گئے ہیں۔ کیونکہ نہرو نے اپنی فوجیں بھیج کر کشمیر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کی طویل و عریض اور زرخیز ریاست کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد انھوں نے اقوامِ متحدہ کی اپیلوں یا کشمیری عوام کی خواہشات کی کوئی پروا کیے بغیر اس علاقے کو بھارت میں ضم کر لیا۔

نہرو اگرچہ یہ اصرار اور دعویٰ کرتے رہے ہیں کہ اقوامِ متحدہ کی سفارشات کا احترام کرنا ضروری ہے مگر قضیہ کشمیر کے بارے میں انھوں نے حفاظتی کونسل کے متفقہ فیصلے کی خلاف ورزی کی ہے۔ اسی طرح نہرو ایک طرف استعماریت کی مذمت کرتے نہیں تھکتے اور تمام قوموں کو خود ارادیت کا حق دینے کی وکالت کرتے ہیں اور دوسری طرف انھوں نے آدھے سے زیادہ کشمیر پر قبضہ کر لیا ہے اور استصواب رائے منعقد کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر رہے ہیں۔

سن سناٹی انکوائر۔ سن سناٹی

نہرو نے اقوامِ متحدہ کی خلاف ورزی کی ہے۔ انھوں نے حیلہ سازی کر کے ایک ایسی دستور ساز اسمبلی سے جو پٹھوؤں پر مشتمل ہے اور بھارتی سنگینوں کے بل پر قائم ہے کشمیر کو بھارت سے متحد کرنے کا فیصلہ کرا لیا ہے۔ اب ان کا دعویٰ ہے کہ یہ فیصلہ آخری اور قطعی ہے۔

بھارتی وزیرِ اعظم نے اپنے ہمسائے سے جنگ کا خطرہ مول لیا۔ اقوامِ متحدہ میں اپنے اخلاقی مرتبے کو قربان کر دیا۔ انھوں نے یہ ثابت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کر دیا ہے کہ ان کی جلد بازی دیدہ و دانستہ تھی۔ انھوں نے یہ ثبوت دے دیا ہے کہ کم از کم ایک پہلو سے ان کو روس کے استعماری نظام سے ہمدردی ہے یعنی وہ بھی طاقت کے بل پر ملکوں پر قبضہ کر سکتے ہیں۔ اقوام متحدہ کی چار قراردادوں اور استصواب رائے کے مسلسل مطالبے کے باوجود انھوں نے بڑے اطمینان سے کشمیر کی حسین و دلفریب مسلم ریاست پر قبضہ کر لیا ہے اور یہ ظاہر کر دیا ہے کہ نہرو دراصل کیا ہیں۔

۴ر فروری ۱۹۵۷ء

لا البفرٹ۔ لاشاو دفاندس

کوئی شخص صرف جبّہ قبہ پہن کر راہب نہیں بن جاتا۔ جواہر لال نہرو اگر اپنے دوست ناصر کی حمایت میں مصروف نہیں ہوتے تو وہ قبرص اور الجزائر کے متعلق کچھ نہ کچھ کہتے رہتے ہیں لیکن کشمیر کے معاملے معاملے میں وہ بالکل بے نقاب ہو گئے ہیں اور وہ ایک اوچھے سامراجی کی حیثیت سے سامنے آ گئے ہیں۔

جب اس کے اپنے مفاد کا سوال ہوتا ہے تو امن کا یہ علم بردار کشمیر میں طاقت بھی استعمال کرتا ہے۔ اسی طرح جب اس بین الاقوامی مفاہمت کنندہ کے اپنے مالی فائدے کا سوال پیدا ہوتا ہے تو وہ موت کے کرگس کی طرح (اور مینن جب غصّہ کے عالم میں ہوتے ہیں تو وہ اسی سے مشابہ ہوتے ہیں) امن کی فاختہ کو رہن رکھ دیتے ہیں۔

۴ر فروری ۱۹۵۷ء

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

عکس۔ انقرہ

نہرو کی کوشش تھی کہ وہ امن کے فرشتے کا کردار ادا کریں، دُنیا کو درسِ اخلاق دیں اور تمام قوموں سے اپیل کریں کہ وہ اقوامِ متحدہ کے فیصلوں کا احترام کریں مگر اُنھوں نے جب کشمیر کے متعلق اقوامِ متحدہ کے فیصلے کی خلاف ورزی کی اور جو میزان وہ دوسروں کے واسطے لیئے بیٹھے تھے اس میں اُنھیں خود اپنے اعمال کو تولنا پڑا تو وہ بے نقاب ہو گئے۔ اب بھارت کا بین الاقوامی اخلاقی وقار ختم ہو چکا ہے۔

کسی کو دوسروں کے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کرنا چاہیئے جسے وہ خود اپنے لیے برداشت نہ کر سکتا ہو۔ ۲ر فروری ۱۹۵۷ء

سیٹلر بوٹے۔ ہونشڈورف۔ سوئٹزرلینڈ

پاک دامن اور اعلیٰ اصولوں کے محافظ نہرو بھی اب ان عقائد پر قائم رہنے میں دشواری محسوس کر رہے ہیں جنھیں وہ بڑے وثوق کے ساتھ دوسروں کے لیے پیش کرتے تھے۔ کشمیر کا مسئلہ جب بین الاقوامی دلچسپی کا مرکز بن گیا اور اسے اقوامِ متحدہ میں پیش کیا گیا تو کہا جاتا ہے کہ نہرو نے یہ تسلیم کر لیا کہ اپنی حقیقت پسندی کی بنا پر ایک سیاست دان ان اصولوں سے انحراف پر بھی مجبور ہو سکتا ہے جنھیں عام حالات میں وہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بالکل درست سمجھا ہو۔

کیا نہرو دوسرے سیاست دانوں سے مختلف نہیں ہیں یا وہ بھی انہی لوگوں میں نہیں شامل ہیں جن کے مُنہ میں رام رام ہوتا ہے اور بغل میں چھُری۔ نہرو نے کشمیر کے حالات کو اسی طرح قائم رکھنے کے متعلق اقوامِ متحدہ کی تازہ ترین قرارداد کو بھی ماننے سے انکار کر دیا ہے۔

یکم فروری ۱۹۵۷ء

سرینا آبزرور۔ اونٹاریو

بھارت نے گزشتہ چند مہینوں کے اندر اقوامِ متحدہ میں جو کردار ادا کیا ہے وہ انتہائی ناقابلِ فہم ہے۔ کشمیر کے متعلق حال ہی میں جو واقعات منظرِ عام پر آئے ہیں ان سے ثابت ہو گیا ہے کہ دوسروں کے علاقوں پر زبردستی قبضہ کرنے اور جمہوری اصولوں کو نظر انداز کرنے کے سلسلہ میں بھارت کسی طرح روس سے پیچھے نہیں ہے۔

کشمیر ایک پاکستانی صوبہ ہے جو بھارت کے شمالی سرے پر واقع ہے۔ اس کے عوام مسلمان ہیں اور بھارت کے ہندوؤں سے ان کے مذہبی اختلافات ہیں۔ بھارت ۱۹۴۸ء سے کشمیر پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے مگر اقوامِ متحدہ نے اس کا راستہ مسدود کر دیا ہے اور یہ سفارش کی ہے کہ الحاق کا فیصلہ کرنے کے لیے استصواب رائے منعقد کیا جائے۔

۳۰ جنوری ۱۹۵۷ء

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ٹیلیگرام جرنل سینٹ جان۔ کینیڈا

بھارت کے وزیر اعظم نہرو نے اپنی راست بازی کے دعوے، بین الاقوامی خیر سگالی اور برادرانہ محبت کی تلقین اور ان کے اعلیٰ معیار پر پورے نہ اترنے والے ملکوں بالخصوص مغربی ممالک کی مذمت کے بعد بالآخر خود بھی ایک لرزہ خیز اقدام کیا ہے۔ ان کے ملک نے بڑی دیدہ دلیری سے اقوام متحدہ کی قرارداد کو نظر انداز کر دیا ہے اور کشمیر کے زرخیز نصف حصے کو۔ جو نو سال سے بھارت اور پاکستان کے درمیان وجہ نزاع بنا ہوا تھا۔ اپنے علاقے میں شامل کر لیا ہے۔

بھارت اور پاکستان دونوں دولت مشترکہ کے رکن اور جمہوری مملکتیں ہیں۔ موجودہ نا انصافی کے بعد دولت مشترکہ کے دوسرے ملکوں میں پاکستان سے ہمدردی اور حمایت کا شدید جذبہ پیدا ہو جائے گا۔ بالخصوص اس لئے بھی کہ پاکستان نے ہمیشہ ایسا رویہ اختیار کیا ہے کہ اقوام متحدہ اس مسئلہ کو حل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ ۲۹ جنوری ۱۹۵۷ء

گزٹ فان اینٹورپن اینٹورپ۔ بلجیم

حفاظتی کونسل کی قرارداد اور اس حقیقت کے باوجود کہ بھارت اور کشمیر کی مشترکہ سرحد صرف پچاس کیلومیٹر لمبی ہے۔ بھارت نے باضابطہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سورکیہ کشمیر کو ضم کر لیا ہے۔ لیکن اس طرح یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا کیونکہ بھارت کے سوا کسی اور نے ۔ حتیٰ کہ مقامی آبادی نے بھی اس انضمام کو تسلیم نہیں کیا ہے۔

اقتصادی، جغرافیائی اور ثقافتی اعتبار سے کشمیر پر پاکستان ہی کا حق ہے۔ بھارت کا نہیں مغربی پاکستان کو سیراب کرنے والے تمام دریاؤں کا منبع کشمیر ہی میں ہے اور آخری مگر اہم ترین بات، یہ ہے کہ کشمیریوں کی غالب آبادی مسلمان ہے۔ ۲۳ مارچ ۱۹۵۷ء

سودہ مشومی۔ جکارتہ

یہ وہی نہرو ہیں جو اس اہم مسئلہ کے تصفیہ کے لیے کہ عوام بھارت سے الحاق کرنا چاہتے ہیں یا پاکستان سے، کشمیر میں آزادانہ رائے طلبی کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اگر انھوں نے اس کی اجازت نہ دی تو آزاد دنیا اور اقوام متحدہ کو جسے انھوں نے ٹھوکر مار دی ہے۔ ان کی بگلے کی طرح سفید جمہوریت کے متعلق اپنی رائے تبدیل کرنی پڑے گی جس کی نمائش وہ اپنی شیروانی میں لگے ہوئے سرخ گلاب کی طرح کرتے رہتے ہیں۔

۱۵ مارچ ۱۹۵۷ء

پیلین ڈیلیر۔ اوہایو

مقبوضہ کشمیر کے نام نہاد انتخابات میں کسی شخص نے ووٹ نہیں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دے دیا۔ مگر بھارت نے اپنے تمام مقصد پر نظر امیدواروں کو منتخب قرار دے دیا۔ دوسری طرف ۴۴ مسلمان رہنماؤں کو محض اس پاداش میں جیل بھیج دیا گیا کہ انھوں نے استصواب رائے کا مطالبہ کیا تھا۔

بھارت میں اسے جمہوریت کہا جاتا ہے۔ اقوام متحدہ کے فیصلوں پر عملدرآمد کا یہ بھارتی انداز ہے۔ حالانکہ جب اس کی قرار دادیں بھارت کی بجائے کسی اور سے متعلق ہوتی ہیں تو کرشنا مینن مسلسل شور مچانا شروع کر دیتے ہیں۔ ۹ مارچ ۱۹۵۷ء

سون پوستا۔ استنبول

کشمیر کے لیئے بھارت اور پاکستان کے درمیان عرصے سے جھگڑا جاری ہے اور اس کا فیصلہ صرف استصواب رائے کے ذریعہ ہو سکتا ہے مگر نہرو نے کشمیر کو بھارت میں شامل کر لیا ہے۔ اس طرح نہرو نے سیاسی ریاکاری کا مظاہرہ کیا ہے جسے بین الاقوامی تاریخ میں بے شک ایک اہم لیکن منفی اہمیت حاصل ہوگی۔ وہ قوموں کے حق خود ارادیت کے بہت بڑے حامی ہیں لیکن جب خود ان کا مفاد خطرے میں پڑ جاتا ہے تو وہ اپنے تمام اعلیٰ اصول بھول جاتے ہیں اور یہ ثابت کر دیتے ہیں کہ وہ دور جدید کے میکاویلی ہیں۔

نہرو پر الزام لگایا جاتا ہے کہ انھوں نے دہرے اخلاقی اصول

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اختیار کر لیے ہیں اور وہ آج تک اس الزام کی تردید کے لیے کوئی مؤثر ثبوت نہیں پیش کر سکے۔

نہرو کی سیاسی شخصیت بدقسمتی سے ناکام ہو چکی ہے۔ اب ان کے قول پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا اور ان پر کسی کو بھروسہ کرنا بھی نہیں چاہیئے۔

۲ر فروری ۱۹۵۷ء

اپیل۔ ہلسنگ فورس۔ فن لینڈ

جس زاویہ نظر سے بھی دیکھا جائے اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ کشمیری عوام کو اجازت دے دی جائے تو وہ آج بھی پاکستان سے الحاق کے لیے تیار ہیں۔ یہ نتیجہ نہ صرف ان لوگوں نے اخذ کیا ہے جنھوں نے خود کشمیر جا کر حالات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے بلکہ اس کا ثبوت یہ حقیقت بھی ہے کہ بھارتی حکومت آج تک کشمیر میں آزادانہ اور منصفانہ استصواب رائے کرانے پر رضامند نہیں ہوئی۔

حکومت پاکستان ہمیشہ اقوام متحدہ کی نگرانی میں استصواب رائے کا مطالبہ کرتی رہی ہے اور خود حفاظتی کونسل نے بھی شروع ہی سے یہی رویہ اختیار کیا ہے۔ کونسل نے اس سال ۲۴ر جنوری کو اپنے فیصلہ کی دوبارہ تصدیق کی مگر بھارتی حکومت نے اس قرارداد کو مکمل طور پر نظرانداز کر دیا اور کشمیر کے حالات کو ایک خاص نہج پر چلانے میں ذرا بھی پس و پیش نہیں کیا۔ حالانکہ اس طرح اس نے نہ صرف پاکستان بلکہ اقوام متحدہ سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بھی بدگمانی کی ہے۔ یکم فروری ۱۹۵۷ء

ایسٹ ایفریقن سٹینڈرڈ۔ نیروبی

کشمیر کو اپنے محلِ وقوع کے اعتبار سے کلیدی فوجی اہمیت حاصل ہے۔ اس کے علاوہ وہیں ان تمام بڑے بڑے دریاؤں کا منبع بھی ہے جو پاکستان کی زرخیزی یا خشک سالی اور زندگی یا موت کا فیصلہ کرتے ہیں۔ دریاؤں کا منبع چونکہ بھارت میں ہے اس لیے وہ کسی بھی وقت پاکستان کا پانی بند کر سکتا ہے۔ خود ارادیت اور پُرامن وجودِ باہم کے موضوع پر مسٹر نہرو کی تمام حسین و جاذب تقریروں کے باوجود بھارت اس خطرے کا ازالہ کرنے کو تیار نہیں ہے جس کا پاکستان نے اظہار کیا ہے۔

کشمیر کے سیاسی مستقبل کا آخری فیصلہ نام نہاد دستور ساز اسمبلی کے بچھوا ارکان یا پاکستان اور بھارت کی حکومتوں میں سے کسی ایک کو نہیں کرنا ہے۔ اس کا فیصلہ صرف کشمیر کے عوام کو اپنی رائے کے آزادانہ اظہار کے ذریعہ کرنا چاہیئے۔ پاکستان کی یہ تجویز بہت مفید اور معقول ہے کہ استصواب رائے کی نگرانی اقوامِ متحدہ کے ماتحت ایک بین الاقوامی پولیس کرے۔

۲ر مارچ ۱۹۵۷ء

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

فائلز اینڈ ٹریٹوننگ۔ بیڈ گوڈیسبرگ

اقوامِ متحدہ کا فیصلہ تسلیم کرنے سے بھارت کے انکار نے ثابت کر دیا ہے کہ اس کے قول اور فعل میں کوئی مطابقت نہیں ہے اقوامِ متحدہ اگر مغلون مغربی طاقتوں، یعنی برطانیہ اور فرانس کو ہدایت کرے کہ وہ عالمی اقوام کی اسمبلی کے فیصلے کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیں تو نہرو کو اس میں کوئی مضائقہ نظر نہیں آتا۔ لیکن بھارت کو اگر یہ ہدایت کی جائے کہ کشمیر کے مستقبل سے متعلق فیصلے کا دارومدار آزادانہ استصواب رائے پر رکھے تو یہ ایک دوسرا معاملہ بن جاتا ہے۔

کشمیر کے معاملے میں اقوامِ متحدہ کو نظر انداز کرنے کا رجحان اتنا ہی پرانا ہے۔ جتنا کہ خود کشمیر کا مسئلہ۔ نہرو حفاظتی کونسل کو بیوقوف بنانے کی کوشش کر کے اپنا الّو سیدھا کرنا چاہتے ہیں جس کے باعث وہ اچھے خاصے میکاویلی بن گئے ہیں۔ ۲۸ فروری ۱۹۵۷ء

کرنٹ۔ بمبئی

مسٹر نہرو! وقت کا یہ اہم تقاضا ہے کہ آپ کشمیر کا مسئلہ حل کر لیں کیونکہ پاکستان اور بھارت دونوں ملکوں کے عوام کے درمیان نو دس سال سے اسی کے باعث کشمکش جاری ہے اور وہ طرح طرح کی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کشیدگی اب اپنی انتہا کو پہنچ گئی ہے اور باہمی جھگڑے کے اس سبب کو فوراً ختم نہ کیا گیا تو یہ آتش فشاں جو اندر ہی اندر پک رہا ہے اچانک پھٹ پڑے گا اور حالات مکمل طور پر قابو سے باہر ہو جائیں گے۔

ماضی کو بھول جائیے۔ چھوٹی چھوٹی ضابطہ کی باتوں کو نظر انداز کر دیجئے اور اقوام متحدہ کے زیر اہتمام استصواب رائے کرانے پر آمادہ ہو جائیے کشمیر اگر پاکستان سے الحاق کا فیصلہ کرلے اور ہم اس سے محروم بھی ہو جائیں۔ تب بھی اس کے جلو میں جو امن اور فراوانی آئے گی اس کے مقابلہ میں کشمیر پر مسلسل قبضہ کی اہمیت کچھ بھی نہیں ہو گی۔

۲۰ر فروری ۱۹۵۷ء

ویکو۔ ہلسنکی

نہرو گزشتہ چند سال سے ایسی دلفریب باتیں بار بار کرتے رہے ہیں جن میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی جاتی تھی کہ وہ امن کے محافظ ہیں مگر ان کا مفاد خطرے میں پڑتے ہی یہ معلوم ہو گیا کہ یہ تمام باتیں کتنی کھوکھلی ہیں۔

کشمیریوں کے ووٹ خریدنے کے لیے نہرو آٹھ سال تک اپنا پراپیگنڈہ کرتے رہے ہیں مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بھارتی وزیر اعظم

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کو اس کا یقین نہیں ہے کہ استصواب رائے کا فیصلہ انہی کے حق میں ہوگا۔ ورنہ اس کے انتظامات سے وہ پہلو تہی نہ کرتے۔

۸ر فروری ۱۹۵۷ء

ریڈیکل ہیومنسٹ۔ بمبئی

بھارت نے صریحی طور پر اور ہر قابل قیاس شکل میں دنیا کی سب سے بڑی عدالت میں کشمیر کا مقدمہ ہار چکا ہے۔ اسے شکست کا منہ اس حقیقت کے باوجود دیکھنا پڑا ہے کہ دوسری قوموں کی نظروں میں اس کا وقار آج سے زیادہ کبھی بلند نہیں تھا۔ اس کے علاوہ بھارت کے مقدمہ کی وکالت اس کے ایک قابل ترین ترجمان نے کی ہے۔ بھارت کا رویہ حق بجانب ثابت کرنے کے لیئے مسٹر مینن نے اقوام متحدہ کی تاریخ میں طویل ترین تقریر کا ایک نیا ریکارڈ قائم کیا ہے مگر مسٹر نہرو کا وقار یا مسٹر مینن کی خطابت کچھ بھی بھارت کے کام نہ آسکا۔

آزادی اور انصاف کو ہم اگر اپنی اعلیٰ ترین قدریں سمجھتے ہیں تو ہمیں کشمیر میں اقوام متحدہ کے زیر نگرانی ایک منصفانہ استصواب رائے منعقد کرانے میں ذرا بھی پس و پیش نہیں کرنا چاہیے۔ استصواب رائے کا نتیجہ کچھ بھی ہو، کشمیریوں کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق دینے کے سلسلہ میں جرأت مندی سے کام لے کر بھارت نہ صرف کشمیریوں کی بلکہ ممکن ہے کہ پاکستان کی بھی دوستی حاصل کرے۔ اس طرح وہ بھارت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہیں جمہوریت کی اخلاقی بنیادیں بھی بہت زیادہ مضبوط و مستحکم کر دے گا۔

آربیٹر زینوننگ۔ بیل

یہ ایک بڑی حیرت انگیز بات ہے کہ کشمیر کے معاملہ میں نہرو اقوامِ متحدہ میں بعینہٖ وہی دلائل پیش کرتے ہیں جو فرانسیسی وزیرِ خارجہ بیدو نے الجزائر کے سلسلہ میں پیش کیئے تھے۔

آج وہ اعلان کرتے ہیں کہ کشمیر کا مسئلہ بھارت کا داخلی معاملہ ہے اور اس سے کسی اور کا ہرگز کوئی تعلق نہیں ہے۔ بالکل یہی الفاظ روسیوں نے بھی ہنگری میں اپنی مداخلت کو جائز ثابت کرنے کے لیئے استعمال کیے تھے۔

نہرو ایک ایسے سیاست داں ہیں جو اقتدار کے بھوکے اور تشدد کے حامی ہیں۔ وہ استعماریت پسند بھی ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ وہ اس سلسلہ میں یہ دلیل بھی پیش کریں کہ ایک سیاہ فام قوم پر دوسری سیاہ فام قوم کی حکمرانی کو استعماریت نہیں قرار دیا جا سکتا۔ ۲۸ جنوری ۱۹۵۷ء

برلنگسکے ٹائڈنڈے۔ کوپن ہیگن

بھارت کے وزیرِ اعظم اور پیشہ ور فاختۂ امن، نہرو نے پاکستان سے وعدہ کیا تھا کہ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ استصواب رائے کے ذریعہ کیا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جائے گا۔ لیکن امن کی فاختہ نے اچانک کاٹ کھایا ہے اور توپوں کی مدد سے کشمیر کو بھارت میں شامل کر لینے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔

۲۸ جنوری ۱۹۵۷ء

رہوڈیشیا ہیرلڈ۔ رہوڈیشیا

مسٹر نہرو نے گزشتہ ہفتے کے دن ریاست جموّں و کشمیر کے بھارتی مقبوضہ علاقے کو بھارت میں ضم کر لیا ہے۔ ہٹلر کے بعد کسی شخص نے بین الاقوامی اخلاق کے اصولوں کی اتنی لرزہ خیز خلاف ورزی نہیں کی ہے۔ ان کا مقصد واضح ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ حفاظتی کونسل کو کشمیر میں مزید کارروائی کرنے کا موقع ہی نہ دیا جائے مگر یہ اقدام کر کے اُنھوں نے اس مقدّس عہد کی دھجیاں اُڑا دی ہیں جو بھارت نے ۱۹۵۱ء میں اقوامِ متحدّہ سے کیا تھا اور جس میں یہ اقرار کیا گیا تھا۔ کہ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ عام استصواب رائے کے ذریعہ کیا جائے گا۔

۲۸ جنوری ۱۹۵۷ء

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دوسرا ضمیمہ (۲)

دو خط (۲)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ دونوں خطوط جو آئندہ صفحات میں نقل کیے جا رہے ہیں۔ شیخ محمد عبداللہ نے لکھے تھے۔ جن کے سپرد تقسیم کے بعد کشمیر کی وزارتِ عظمیٰ کر دی گئی تھی۔ انھیں ساڑھے تین سال تک قیدِ تنہائی میں رکھنے کے بعد عارضی طور پر رہا کیا گیا تھا۔ ان کا واحد قصور یہ تھا کہ انھوں نے اپنی ریاست کے عوام کی ترجمانی کچھ بلند آہنگی سے کی تھی اور نہرو کو ان کا ایک وعدہ یاد دلا دیا تھا ــــ استصواب رائے کا وعدہ۔

ان خطوط میں تمام باتیں بڑی وضاحت سے کہہ دی گئی ہیں اور ان کی کسی مزید تشریح کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پہلا خط نام نہاد دستور ساز اسمبلی کے سابق صدر جی۔ ایم صادق کے نام ہے۔ اسی اسمبلی نے بھارت میں کشمیر کے انضمام کا 'فیصلہ' کیا ہے۔ دوسرا خط حفاظتی کونسل کے نام ہے اور ۱۹۵۷ء کے اوائل میں نیویارک پہنچا تھا۔

یہ دونوں خطوط جیل سے خفیہ طور پر باہر بھیجے گئے تھے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پہلی تنبیہہ

یہاں اخبارات کے ذریعہ جستہ جستہ جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں اُنھیں پڑھ کر ہیں نے محسوس کیا ہے کہ آپ ریاست جموں وکشمیر کے آئین کو قطعی شکل دینے کے لیئے عنقریب بستور ساز اسمبلی کا ایک اجلاس طلب کرنے والے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ہماری ریاست کی تاریخ کا یہ اہم ترین مرحلہ ہوگا۔ اس لیئے اس ملک کے لاکھوں مظلوم عوام اور گزشتہ ایک صدی کی عظیم عوامی تحریک کی جانب سے میرے اوپر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ میں آپ کو متنبہ کردوں کہ اس مجوزہ اقدام کے نتائج کتنے سنگین ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ اس کا وقت بھی قریب قریب گزر چکا ہے مگر تمام ناسازگار حالات کے باوجود مجھے اب بھی توقع ہے کہ آئندہ قدم اٹھانے سے قبل آپ اس کے مضمرات اچھی طرح سوچ لیں گے اور ایک ایسے راستے پر آگے بڑھنے سے گریز کریں گے جس نے رائے عامہ کو مفلوج کردیا ہے اور کشمیر کو اتنا نقصان پہنچایا ہے کہ وہ تباہی کے دروازے پر پہنچ گیا ہے آپ کو یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ کیا موجودہ حالات اور فضا میں کوئی ایسا آئین تیار بھی ہو سکتا ہے جو عوام کے عزائم سے ہم آہنگ ہو۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۹ر اگست کو حکومت کا تختہ اُلٹنے کے بعد جمہوریت کا گلا گھونٹنے کے لیئے پہلا قدم یہ اُٹھایا گیا تھا کہ مجھے وزارتِ عظمیٰ سے غیر آئینی طور پر برطرف کر دیا گیا۔ پھر مجھے گرفتار اور نظر بند کر دیا گیا۔

عدم اعتماد کے باضابطہ فیصلے کے بغیر ایوان کے لیڈر کو من مانی کارروائی کے ذریعہ عہدے سے برطرف کرنے کی کوئی مثال جمہوریت کی تاریخ میں نہیں مل سکتی اور کشمیر کے گوشے گوشے میں عوام نے کسی تیاری کے بغیر اچانک بغاوت کر کے اس اقدام کی غیر مبہم مذمت کی ہے حکومت کا تختہ اُلٹنے کے بعد عوام پر جو حکومت زبردستی مسلط کر دی گئی ہے۔ اسے نام کے لیے بھی عوامی اعتماد نہ تو حاصل ہے نہ وہ آئندہ کبھی ان کا اعتماد حاصل کر سکتی ہے۔ موجودہ حکومت صرف فوج، بھارتی ریزرو پولیس اور امن بریگیڈ کے غنڈوں کے بل پر قائم ہے اور اگر ان کی جانب سے اندھا دھند اور وسیع پیمانے پر ظلم و ستم شروع نہ کر دیا جاتا تو یہ حکومت اس وقت تک ڈگمگا کر گر چکی ہوتی۔

کشت و خون اور گرفتاریاں

۹ر اگست کے بعد جو کچھ ہوا ہے۔ اس سے آپ ناواقف نہیں ہیں بشرطیکہ آپ دیدہ و دانستہ اس سے لاعلمی ظاہر نہ کریں۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ پورے ملک میں اندھا دھند گولیاں چلائی گئیں اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بہت سے پرامن مرد، عورتوں اور بچوں کی جائیں ضائع ہوگئیں۔ ہزاروں افراد کو گرفتار کر کے انھیں ایذا دی گئی تاکہ وہ اطاعت پر مجبور ہو جائیں۔ اس ظلم و ستم کا جن لوگوں کو نشانہ بنایا گیا ان میں اعلیٰ سرکاری افسر، باعزت شہری، سربرآوردہ وکلا، دستور ساز اسمبلی کے ارکان اور ہماری تحریکِ آزادی کے متعدد سورما بھی شامل تھے۔

جو لوگ اس تشدد کے بعد بھی راہ راست سے منحرف نہیں ہوئے۔ انھیں ان کے شکستہ و خون آلود دست و پا کے باوجود ریاست کے مختلف قید خانوں میں ٹھونس دیا گیا۔ جن لوگوں کو وزارت کی کوٹھیوں، نام نہاد ہوٹلوں اور دوسری نجی عمارتوں میں نظر بند کر دیا گیا۔ ان کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے اور انھیں جس طرح ایذا دی گئی ہے۔ اس کی داستان کچھ کم دل گداز نہیں ہے۔ یہ روح فرسا اور خون خشک کر دینے والا ناٹک کافی عرصہ تک اسی شدت اور زور و شور سے جاری رہا۔ کشمیر عملی طور پر ایک جہنم بن گیا اور ریاست کے گرد ایک آہنی پردہ ڈال دیا گیا تاکہ بیرونی دنیا حقائق سے باخبر نہ ہو سکے۔

آپ نے ان حالات میں اسمبلی کا اجلاس طلب کیا ہے تاکہ بخشی غلام محمد کی قیادت میں قائم کی ہوئی نئی حکومت کے لیئے اعتماد کا ووٹ حاصل کیا جا سکے۔ حالانکہ اگست ۱۹۵۳ء کے خونیں ڈرامے کے ہیرو بخشی ہی تھے اور آپ ان کے سب سے بڑے شریک کار تھے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جمہوریت کے اصول

مجھے جیل میں اس کی اطلاع جیسے ہی موصول ہوئی۔ میں نے فوراً ہی آپ پر زور دیا کہ میرے خلاف عدم اعتماد یا بخشی غلام محمد پر اعتماد کی تحریک پر بحث کے وقت ایوان میں میری موجودگی بہت ضروری ہے۔ میرے خیال میں اس درخواست کی معقولیت اور جواز پر کسی بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ ایوان کے لیڈر اور وزیر اعظم کی حیثیت سے مجھے اس تحریک کا سامنا کرنے کا ناقابلِ تردید حق حاصل تھا۔ جمہوریت کے تمام اصول اور روایات سے اس مقدس حق کی تائید ہوتی ہے لیکن چونکہ آپ خود اس سازش میں شریک تھے۔ اس لیئے ظاہر ہے کہ خود آپ کی پوزیشن بھی انتہائی کمزور اور نازک تھی اس لیے آپ کو اپنی خیر اسی میں نظر آئی کہ اب میری درخواست کو قبول کرنے سے انکار کر دیں مگر اس طرح آپ نے جمہوری اصولوں کی اور بھی سنگین خلاف ورزی کی۔

محض ایک فریب

آپ کو یہ قاعدہ ضرور معلوم ہو گا کہ اجلاس کی کارروائی کے وقت ہر رکن کو ایوان میں موجود رہنے کا حق حاصل ہے۔ یہاں اس کا سوال نہیں ہوتا کہ کسی رکن کے خیالات کیا ہیں یا اس کے حامیوں کی عددی طاقت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کتنی ہے اصل سوال ہر رکن کے اس بنیادی حق کا ہے کہ وہ ایوان میں موجود ہو اور دوسرے ارکان کو ہم خیال بنانے کی کوشش کر سکے۔ ۱۹۵۳ء میں میرے ساتھ اسمبلی کے جو ارکان گرفتار کیئے گئے تھے۔ انھیں اجلاس میں شرکت کی اجازت دینے سے انکار کر کے آپ نے یہ حق بھی غصب کر لیا ہے۔ اسی لیئے آپ نے دُنیا کو اس غلط فہمی میں مبتلا کرنے میں مدد دی ہے کہ موجودہ حکومت کو ایوان کا اعتماد حاصل ہے مگر ہر شخص کو پوری طرح احساس ہے کہ ایوان میں اگر ایسے حالات میں ووٹ لیئے گئے تو ان کی کوئی اخلاقی یا قانونی حیثیت نہیں ہو گی بلکہ یہ قطعی طور پر جمہوریت کو فریب دینے کے مترادف ہو گا۔

گزشتہ دنوں جو ثبوت منظرِ عام پر آئے ہیں۔ ان سے یہ بات بھی پایۂ یقین کو پہنچ گئی ہے کہ ۹ راگست کو حکومت کا تختہ اُلٹنے کا اقدام ایک گہری سازش کا نتیجہ ہے جو فرقہ پرست، قدامت پسند اور دوسرے غرض مند طبقوں سے مل کر کی گئی ہے اور ۱۹۳۱ء سے میں جس عظیم تحریک کے ہراول دستے میں شامل رہا ہوں۔ اس کی جڑیں کاٹنے کے لیئے الجنسی کے سازشی گروہ نے دوسرے خود غرض طبقوں سے ساز باز کر لی تھی۔

غیر آئینی قانون

کشمیر کے حکمران گروہ نے نہ صرف ان تمام بنیادی اصولوں کو پسِ پشت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ڈال دیا ہے۔ جنہیں صحیح ثابت کرنے کے لیے تحریک آزادی کے دوران
میں ہمارے سینکڑوں رفقا نے اپنی زندگی تک قربان کر دی تھی بلکہ اس
گروہ نے ریاست کشمیر میں شمع آزادی کے پروانوں کے جذبہ حریت
کو پامال کرنے میں بھی کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ اب اس سرزمین
پر انسدادی نظربندی کے غیر آئینی قانون کی مدد سے حکومت کی جا رہی
ہے جس کے تحت کوئی بھی شخص کسی وارنٹ کے بغیر گرفتار کیا۔ اور
پانچ سال تک کوئی مقدمہ چلائے بغیر نظربند رکھا جا سکتا ہے۔ اس
سفاکانہ قانون کو اندھا دھند استعمال کیا جا رہا ہے اور اس کی زد میں
بالعموم حزب اختلاف کے سرگرم ارکان یا ملک کے ایسے لوگ
آتے ہیں جن کی جائز سیاسی سرگرمیوں سے آپ کے اقتدار کے لیے
خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔

آپ کو ایسی مثالوں کا یقیناً علم ہوگا۔ جب اس ظالمانہ قانون
. . . . . کو جبری استعفےٰ حاصل کرنے، اور
دستور ساز اسمبلی کے ارکان کو حزب اختلاف میں شریک ہونے کی
سزا دینے یا ان تقریروں کو مشتہر کرنے کی پاداش میں تعزیری کارروائیوں
کے لیے استعمال کیا گیا ہے جو ایوان میں کی گئی ہیں اور قانون کے تحت
جن کا کوئی مواخذہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس وقت بھی جب آپ ملک کے لیے
ایک آئین منظور کرنے کا عظیم کارنامہ سرانجام دینے والے ہیں اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حزبِ اختلاف کے متعدد معزز ارکان نظر بند ہیں اور بعض کو صرف نام کے لیئے پیرول پر رہا کر دیا گیا ہے مگر پولیس ان کی انتہائی ذلت آمیز نگرانی کر رہی ہے۔ ان کا قصور صرف اتنا ہے کہ انھوں نے آپ کی حکومت کی حمایت کرنے سے مسلسل انکار کیا ہے۔ ان تمام شرمناک حالات پر طرہ یہ ہے کہ مجھے تین سال سے مقدمہ چلائے بغیر نظر بند رکھا گیا ہے اور اس میعاد میں وقتاً فوقتاً صرف اس لیئے توسیع کی جاتی ہے کہ موجودہ حکومت کو مزید زندگی مل سکے خواہ وہ جتنی بھی مختصر ہو۔

امن بریگیڈ

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ وحشیانہ قانون کافی نہیں تھا اور آپ کی حکومت نے کثیر سرمایہ خرچ کر کے امن بریگیڈ یا سپیشل پولیس کے نام سے ایک بہت بڑی سول فوج بھی بھرتی کی ہے جس کا کام صرف یہ ہے کہ وہ عوام کو سربازار زدوکوب کرے، انھیں دن دہاڑے لوٹ لے اور ان لوگوں کو جو آپ کی حکومت کے مخالف ہیں نشانۂ ستم بنائے اور اسے برسرِ اقتدار رہنے میں مدد دے۔ یہ تنظیم زیادہ تر غنڈوں، معاشرت دشمن عناصر اور ایسے لوگوں پر مشتمل ہے، جن کا ماضی تاریک تھا۔ ان کا کام صرف یہ ہے کہ پُرامن شہریوں کے دل میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ریاست میں شہری آزادیوں کا نام نشان تک نہیں ہے۔ جائز سیاسی سرگرمی بے دست و پا اور اجتماعی زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی ہے۔ بھارت سے کثیر رقم قرض لے کر لوگوں کے منہ بند کرنے، انھیں حکومت کا زر خرید بنانے، انھیں ٹھیکے دینے اور ایسے ہی دوسرے مقاصد کے لیئے استعمال کی جاتی ہے تاکہ آپ کی حکومت کو سہارا دیا جا سکے۔

دغابازی کی انتہا

۹ر اگست تک موجودہ حکومت اور اسمبلی نے جو اقدامات کئے ہیں اور ایوان کے اندر اور باہر جو شرمناک کارروائیاں کی ہیں۔ اس کے بعد وہ رائے دہندگان کے اعتماد سے مکمل طور پر محروم ہو گئی ہیں اور انھیں عوام کے سیاسی اور معاشی عزائم کی نمائندگی کرنے کا کوئی حق باقی نہیں رہا۔ اگر اس طرح کی کوئی تنظیم عوام اور آنے والی نسلوں کے لیئے آئین تیار کرنے کی کوشش کرے تو یہ دغابازی کی انتہا ہوگی۔ ان کے عزائم سے اس سے بڑی غداری ناممکن ہے۔ اسی لیئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ آپ کو اس اقدام سے باز رکھوں۔

تاریخ نے یوں تو بہت سے غدار پیدا کیئے ہیں لیکن دنیا نے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دیکھ لیا ہے کہ عوام کا ہر دشمن تباہ و برباد ہو کر رہ گیا ہے۔ ہمارے وطن کے قریب ہی بھارت میں آزادی کی منزلِ مقصود کی جانب عوام کی عظیم الشان پیش قدمی روکنے کی بہت سی کوششیں کی گئی ہیں۔ سنگینوں اور مال و دولت کی مدد سے حکمرانوں کے پٹھو کچھ دیر تک آزادی کی طاقتوں کو روکنے میں ضرور کامیاب ہو گئے مگر عوام کا جذبہ آزادی اتنا زبردست تھا کہ وقت آنے پر یہ تمام پٹھو اور ان کے آقا پرکاہ کی طرح بہ گئے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ نے بھی اپنی عوام دشمن سرگرمیاں جاری رکھیں اور کشمیر کے عوام پر کوئی آئین مسلط کرنے کی کوشش کی تو تاریخ اپنے آپ کو دُہرائے گی اور عوام آپ کے منصوبوں کا آخر دم تک مقابلہ کریں گے اور کامیابی حاصل کر کے رہیں گے۔

شیخ محمد عبداللہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حفاظتی کونسل کے نام

اقوامِ متحدہ کی حفاظتی کونسل کے معزز ارکان! تیزی سے بدلتے ہوئے حالات اس امر کی نشان دہی کرتے ہیں کہ ریاست جموں وکشمیر کا نو سال پرانا مسئلہ بہت جلد آپ کے روبرو پیش ہونے والا ہے اور غالب امکان ہے کہ آپ اس پر پوری سنجیدگی سے غور کریں گے تاکہ یہ قضیہ قطعی طور پر طے کیا جا سکے۔ یہ ایک قدرتی امر تھا کہ میں اس اہم موقع پر خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ اس مسئلہ کے بعض اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالتا اور یہ واضح کرتا کہ اس کو فوراً حل کرنا اور میری ریاست کے باشندوں کی طویل روحانی اذیت کو ختم کرنا کتنا ضروری ہے مگر ایسا ممکن نہیں ہے۔ آپ کو غالباً اس کا علم ہے کہ ریاست کے ایک نظر بندی کیمپ میں میری قید کو تین سال ہو رہے ہیں جہاں ۹ اگست ۱۹۵۳ء کو حکومت کا تختہ اُلٹ کر مجھے محبوس کر دیا گیا تھا۔ اس لیئے اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ میں آپ کی خدمت میں یہ مکتوب بھیج دوں اور آپ سے یہ استدعا کروں کہ اس میں جو حقائق بیان کیئے گئے ہیں۔ ان پر پوری توجہ سے غور کیا جائے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۲- میں بیس سال سے ریاست جموں وکشمیر میں مطلق العنانی اور اقتصادی لوٹ کھسوٹ کے خلاف عوام کی ایک زبردست جدوجہد کی رہنمائی کرتا رہا ہوں۔ اس تحریک کا بنیادی اور اہم ترین اصول یہ تھا کہ حاکمیت صرف عوام کو حاصل ہونی چاہیئے۔ ہماری تحریک کئی آزمائشوں اور پُرآشوب ادوار سے گزری ہے۔ ہمارے بہت سے رفقائے اپنے محبوب مقصد کے حصول کے لیے اپنی جانیں تک قربان کر دیں اور دوسرے متعدد ساتھیوں نے طرح طرح کی اذیتیں برداشت کیں۔ برصغیر کی المناک تقسیم کے وقت فرقہ وارانہ فسادات کے شعلے اگرچہ پورے ملک میں بھڑک اُٹھے تھے اور بہت سی انسانی جانیں تلف ہو گئی تھیں مگر ریاست جموں وکشمیر نے امن وسکون کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور ہم فرقہ وارانہ ہم آہنگی قائم رکھنے کی کوشش میں بڑی حد تک کامیاب بھی ہو گئے۔ بدقسمتی سے ہندوستان کی تقسیم کے اثرات سے کشمیر پوری طرح محفوظ نہیں رہ سکا اور ۱۹۴۷ء میں شمال مغرب کی جانب سے اس پر قبائلیوں نے حملہ کر دیا۔ اس حملے سے گھبرا کر کشمیر کے مہاراجہ نے بھارت سے فوجی مداخلت کی درخواست کی۔

۳- بھارت کی فوجی مداخلت کے لیئے چونکہ کوئی قانونی جواز مہیا کرنا ضروری تھا۔ اس لیئے مہاراجہ بھارت سے الحاق کی دستاویز پر دستخط کے لیئے مجبور ہو گیا۔ تاہم بھارت نے اس الحاق کو صرف عارضی قرار دیا اور یہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اعلان کیا کہ ریاست کے مستقبل کا آخری فیصلہ عوام کے آزادانہ استصواب رائے سے کیا جائے گا۔ ۲۷ر اکتوبر ۱۹۴۷ء کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے جو اُس وقت بھارت کے گورنر جنرل تھے مہاراجہ کی جانب سے الحاق کی پیشکش کا جواب دیتے ہوئے ایک خط میں لکھا۔۔۔۔ "کشمیر میں جیسے ہی امن و امان بحال ہو گیا اور ریاست کی سرزمین حملہ آوروں سے صاف ہو گئی۔ ریاست کے الحاق کا فیصلہ کرنے کے لیئے عوام کی رائے دریافت کی جائے گی"

۴۔ ۲ر نومبر ۱۹۴۷ء کو بھارت کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے ایک نشری تقریر میں اعلان کیا۔ "ہماری دلی خواہش ہے کہ ہم اس بحرانی دور میں اور کشمیری عوام کو اپنی رائے ظاہر کرنے کا پورا موقع دیے بغیر کوئی ایسا فیصلہ نہ کریں جو قطعی اور آخری ہو۔۔۔۔ الحاق کا فیصلہ لازمی طور پر ریاست کے عوام کی جانب سے ہونا چاہیئے۔۔۔ ہم اس فیصلہ سے نہ منحرف ہو سکتے ہیں نہ کبھی اس سے انحراف کریں گے۔"

۵۔ بھارت کی جانب سے اقوام متحدہ اور کشمیری عوام دونوں سے بار بار وعدہ کیا جا چکا ہے کہ صرف عوام ہی ایک غیر جانب دار استصواب رائے کے ذریعہ الحاق کا فیصلہ کر سکتے ہیں اور بھارت کشمیر میں ہمارے حق خود ارادیت کے محافظ اور علم بردار کی حیثیت سے داخل ہوا تھا اور اسی حیثیت سے اُس نے ہماری مدد سے حملہ آوروں کو باہر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نکال دیا

۶- ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء اور پھر ۵ جنوری کو اقوام متحدہ کے کمیشن برائے بھارت و پاکستان نے دو تاریخی قرار دادیں منظور کیں۔ جن میں دونوں ملکوں کے باضابطہ سمجھوتے بھی شامل تھے اور دونوں ملک اس پر متفق تھے کہ الحاق کا فیصلہ اقوام متحدہ کی نگرانی میں آزادانہ اور غیر جانب دارانہ استصواب رائے کے ذریعہ کیا جائے گا۔ کشمیری عوام سے یہ بین الاقوامی مراعید قطعی اور غیر مبہم ہیں۔

۷- ریاستی حکومت کو آئینی شکل دینے کی غرض سے ۱۹۵۱ء میں بھارتی مقبوضہ کشمیر میں ایک دستور ساز اسمبلی طلب کی گئی۔ پاکستان کو شک ہوا کہ اس دستور ساز اسمبلی کے ذریعہ الحاق کا فیصلہ کرکے شاید استصواب رائے کی نوبت ہی نہ آنے دی جائے۔ چنانچہ اس نے حفاظتی کونسل میں اس اقدام پر سخت اعتراض کیا اور یہ موقف اختیار کیا کہ مجوزہ اسمبلی کو الحاق کا فیصلہ کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ اقوام متحدہ میں بھارتی وفد کے قائد سر بی۔ این۔ راؤ نے ۱۲ اور ۲۹ مارچ ۱۹۵۱ء کو حفاظتی کونسل میں تقریر کرتے ہوئے اس اسمبلی کا مقصد پوری طرح واضح کر دیا اور غیر مبہم اعلان کیا کہ جہاں تک الحاق کا سوال ہے۔ یہ اسمبلی الحاق کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کرے گی اور اس سلسلہ میں ان کی حکومت نے جو مواعید کیے تھے ان کی وہ بدستور پابند رہے گی۔ اسی بین الاقوامی وعدے کی بنا پر حفاظتی کونسل

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نے اپنے فیصلے کا ان الفاظ میں اعلان کیا" اسمبلی نے اگر پوری ریاست کے الحاق یا اس کی آئندہ حیثیت کے متعلق کوئی فیصلہ کرنے کی کوشش کی تو اُسے مذکورہ بالا اصول کے تحت (جو حفاظتی کونسل کی مارچ ۱۹۵۱ء کی قرارداد میں بیان کیا گیا ہے) فیصلہ قرار نہیں دیا جائے گا۔" فروری ۵۵ء میں پنڈت جواہر لال نہرو نے بھارتی پارلیمنٹ میں بعض سوالات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ کشمیر اسمبلی نے اگر الحاق کے متعلق کوئی فیصلہ دیا تو وہ یک طرفہ ہوگا۔ اس لیئے ریاست کے مستقبل پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

(۷) دریں اثنا حفاظتی کونسل نے یہ تجویز بھی پیش کی کہ دونوں حکومتوں کو براہِ راست گفت و شنید کے ذریعہ اس مسئلہ کو پُر امن طور پر حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(۸) نیشنل کانفرنس کے لیڈر کی حیثیت سے اپنی تنظیم کی مجلس عاملہ کے مشورے . . . . . اور مجلس عاملہ کی نامزد کردہ اعلیٰ سطح کی کمیٹی کی منظوری حاصل کرنے کے بعد میں نے کشمیر کا مسئلہ عوام کی خواہشات کے مطابق حل کرنے کے لیئے متبادل تجاویز کی ایک فہرست مرتب کی اور جولائی ۱۹۵۳ء کے اوائل میں انھیں بھارتی وزیر اعظم کے پاس بھیج دیا تاکہ بھارت اور پاکستان کے وزرائے اعظم کی آئندہ گفتگو کے وقت اس قضیہ کے پُر امن تصفیہ سے متعلق ہمارا نقطۂ نظر ان سے پنہاں نہ رہنے پائے۔ بدقسمتی سے بھارت نے اس پر پسندیدگی کا اظہار نہیں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کیا اور ہمارے خلاف ہو گیا۔

(۹) اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میرے اور میرے حامیوں کے خلاف ایک گہری سازش کا جال بچھا دیا گیا۔ بدقسمتی سے کشمیر کا مسئلہ پاکستان اور بھارت کے تعلقات کی کشیدگی کا سب سے بڑا سبب ہے اور ان کے درمیان اگر کوئی تصادم ہوتا تو ریاست کشمیر کا اس کی زد میں سب سے پہلے آنا بالکل ناگزیر ہے۔ جب تک یہ جھگڑا قطعی اور دوستانہ طور پر حل نہیں کیا جاتا۔ ریاست کے اندر پُر امن ترقی ناممکن ہے۔ یہ بہت وزنی حقائق ہیں جنھیں کوئی ایسا شخص جسے ریاست کا مفاد عزیز ہو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ میں کچھ عرصے تک زور دیتا رہا تھا کہ پاکستان سے اس کا فیصلہ جلد کیا جائے۔ بھارت اس نقطہ نظر کے خلاف تھا اور میرے ساتھ اس کی ناراضگی نے بتدریج واضح دشمنی کی شکل اختیار کر لی۔

(۱۰) ہمارے اتحاد کو پارہ پارہ کر کے اپنے شرمناک مقاصد حاصل کرنے کے لیے بھارت نے ہماری صفوں میں افتراق اور فرقہ پرستی کے بیج بوئے اور ریاستی عوام کو بددیانتی پر مائل کرنا شروع کر دیا۔ یہ سازش ۹ اگست ۱۹۵۳ء کو عروج پر پہنچ گئی اور میری حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا۔ اسمبلی میں عدم اعتماد کی کسی تحریک کی منظوری کے بغیر صدر ریاست نے غیر قانونی اور غیر آئینی حکم کے ذریعہ رات گئے مجھے اور میری کابینہ کو برطرف کر دیا۔ مجھے اور میری کابینہ کے ایک اور وزیر کو گرفتار کر لیا گیا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہو یا مسلسل تین سال سے مجھ سے ملتا رہا ہو اور اس کو کوئی مقدمہ چلایا گیا ہے نہ کوئی الزام عائد کیا گیا ہے۔

(۱۱) میری گرفتاری کے ساتھ ہی میرے ہزاروں حامی اور شریک کار بھی جیلوں میں ٹھونس دیئے گئے۔ ان میں نائب وزرا، اعلیٰ عہدوں پر مامور گزیٹڈ افسر، معزز تاجر، وکیل، اسمبلی کے ارکان اور دوسرے سربرآوردہ افراد شامل تھے۔ پوری وادی کے عوام کی بے ساختہ بغاوت کو کچلنے کے لیئے ہر طرح کے جابرانہ اقدامات کیئے گئے۔ بھارت کی مرکزی ریزرو پولیس، فوج، رضاکار فوج اور سپیشل پولیس کو پوری آزادی دے دی گئی کہ وہ جسے چاہیں گولی ماردیں اور نہتے عوام پر ہر طرح کے مظالم توڑیں۔ لوگوں کو اطاعت پر مجبور کرنے کے لیئے ہزاروں افراد کو زدوکوب کیا گیا یا انھیں جیلوں میں بھوکا مارا گیا۔ جو لوگ ہلاک ہوئے ہیں ان کی تعداد سرکاری طور پر صرف ۳۶ بتائی گئی ہے۔ مگر عام اندازے کے مطابق اصل تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔ اس ظلم و ستم کا نشانہ حاملہ عورتوں اور بچوں کو بھی بنایا گیا لیکن اس کی کوئی عدالتی تحقیقات نہیں کی گئی۔ اسمبلی کے بیس سے زائد ارکان کو کسی طرح کا الزام لگائے بغیر نظر بند کر دیا گیا اور بہت سے لوگ اپنے گھروں میں قید کر دیئے گئے۔

(۱۲) انہی لرزہ خیز حالات میں اسمبلی کا ایک اجلاس طلب کیا گیا تاکہ حکومت کا تختہ الٹنے کی کارروائی کی منظوری لی جائے اور نئی حکومت پر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اعتماد کا ووٹ حاصل کیا جائے۔ میں نے جیل ہی سے بھارت کے صدر اور وزیر اعظم نیز اسمبلی کے سپیکر سے تار کے ذریعہ درخواست کی کہ مجھے ایوان میں حاضر ہونے اور جمہوری اصولوں کے مطابق عدم اعتماد کی تحریک کا سامنا کرنے کی اجازت دی جائے لیکن یہ درخواست قابلِ اعتنا نہیں سمجھی گئی۔ اس طرح اسمبلی کے ارکان کے سینے پر بھرا ہوا پستول رکھ کر اور پوری وادی میں قتلِ عام کر کے اور عوام کو دہشت زدہ کر کے ایک ایسی حکومت کے لیئے اعتماد کا ووٹ حاصل کر لیا گیا جو بھارتی سنگینوں کے بل پر برسرِ اقتدار آئی تھی۔ جمہوریت کے ساتھ اس سے بڑی دغابازی ناقابلِ قیاس ہے! یہ کہنے کی شاید کوئی ضرورت نہیں ہے کہ اخلاقی، قانونی اور آئینی حیثیت سے اس پُر فریب اقدام کی کیا قیمت ہو سکتی ہے۔

(۱۳) اس طرح بھارت نے سازباز کر کے کشمیر میں ان تمام لوگوں کو اپنے راستے سے ہٹا دیا جو اس کے خیال میں اس کے کشمیر دشمن عزائم کی تکمیل میں حائل ہو سکتے تھے پھر اس نے اسمبلی میں الحاق کی توثیق کرالی۔ اس کے متعلق صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ یہ عوام کے ساتھ دغابازی، ان کے حقِ خود ارادیت سے غداری اور بین الاقوامی مواعید اور معاہدوں کی سنگین خلاف ورزی ہے۔

(۱۴) مارچ ۱۹۵۶ء میں بھارت کے وزیر اعظم نے ایک اعلان

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں کہا ہے کہ کشمیر میں استصواب رائے خارج از بحث ہے۔ اس اعلان
سے دنیا بھر کے ضمیر کو زبردست صدمہ پہنچا ہے اور کشمیری عوام دم بخود
ہو کر رہ گئے ہیں کیونکہ ان سے ان گنت وعدے کئے جا چکے تھے کہ
ایک آزادانہ اور غیر جانب دارانہ استصواب رائے کے ذریعہ وہ اپنے
مستقبل کا فیصلہ خود کریں گے۔

اس تلا بازی کے حق میں یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ پاکستان جنوب
مشرقی ایشیا کی دفاعی تنظیم اور معاہدۂ بغداد میں شریک ہو گیا ہے اور اس
نے امریکہ سے فوجی امداد حاصل کر لی ہے۔ اس دلیل کی لغویت بالکل واضح
ہے۔ پاکستان نے کچھ بھی کیا ہو یا کچھ بھی کرے اسے کشمیریوں کو خود ارادیت
اور اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کرنے کے حق سے محروم کرنے کا جائز
سبب نہیں بنایا جا سکتا۔ اس کے علاوہ بھارت کے وزیر اعظم اس
اندیشے کی جانب بھی اشارہ کر چکے ہیں کہ کشمیریوں نے اگر پاکستان
کے حق میں رائے دی تو بھارت میں فرقہ وارانہ جذبات مشتعل ہو جائیں گے
اور اس کی مسلم اکثریت کی سلامتی خطرے میں پڑ جائے گی۔ یہ دلیل بھی بہت
کمزور ہے۔ کیا بھارت کی سیکولر ازم اتنی سطحی ہے کہ کشمیری عوام جیسے ہی
اپنا حق خود ارادیت بروئے کار لائیں گے۔ یہ ایک ریت کے گھروندے
کی طرح گر پڑے گی۔ کیا بھارت کی نام نہاد سیکولر جمہوریت میں مسلم اقلیت کے
ساتھ منصفانہ سلوک کے لئے کشمیریوں کو یرغمال کے طور پر رکھا جائے گا؟

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بھارت نے کشمیریوں سے بار بار وعدہ کیا تھا کہ اپنے مستقبل کا فیصلہ وہ خود ایک آزادانہ اور غیر جانبدارانہ استصواب رائے کے ذریعہ کریں گے۔ کیا یہ وعدہ صرف اس صورت میں پورا ہونا تھا کہ بھارت کے حق میں فیصلہ یقینی ہو؟

(۱۵) بھارت نے بار بار یہ دعوی کیا ہے کہ کشمیر بڑی تیزی سے ترقی کر رہا ہے اور وہاں سیاسی تذبذب کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ حقیقت اس دعوے کے عین برعکس ہے۔ کشمیر پر آج کل انسانیت سوز اور وحشیانہ قوانین کے ذریعہ حکومت کی جا رہی ہے جن کے باعث ریاست کی تمام معاشرتی اور سیاسی زندگی مفلوج اور تمام ترقی مسدود ہو کر رہ گئی ہے۔ بھارتی جمہوریہ کے صدر کی منظوری کے بعد ریاست میں انسدادی نظر بندی کا غیر آئینی قانون نافذ کر دیا گیا ہے جس کے باعث تمام شہری آزادیاں ختم ہو گئی ہیں۔ اس قانون کے تحت کسی شخص کو مقدمہ چلائے بغیر نظر بند رکھا جا سکتا ہے۔ اس کی رو سے یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ کسی کو اس کی نظر بندی کا سبب بھی بتایا جائے۔ اس وحشیانہ قانون کو بڑی آزادی سے وقتاً فوقتاً استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے تحت باعزت شہریوں اور سیاسی کارکنوں کو نظر بند کر دیا گیا ہے اور اس کے لیئے یہ عذر پیش کیا گیا ہے کہ انھوں نے اسمبلی میں حزب مخالف کے ارکان کی تقریریں مشتہر کی ہیں یا انھوں نے الوان میں حزب اختلاف کی تائید کے لیئے اپنے استحقاق کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں کہا ہے کہ کشمیر میں استصواب رائے عامہ از بحث ہے۔ اس اعلان سے دنیا بھر کے ضمیر کو زبردست صدمہ پہنچا ہے اور کشمیری عوام دم بخود ہو کر رہ گئے ہیں کیونکہ ان سے ان گنت وعدے کئے جا چکے تھے کہ ایک آزادانہ اور غیر جانب دارانہ استصواب رائے کے ذریعہ وہ اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کریں گے۔

اس تلا بازی کے حق میں یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ پاکستان جنوب مشرقی ایشیا کی دفاعی تنظیم اور معاہدۂ بغداد میں شریک ہو گیا ہے اور اس نے امریکہ سے فوجی امداد حاصل کر لی ہے۔ اس دلیل کی لغویت بالکل واضح ہے۔ پاکستان نے کچھ بھی کیا ہو یا کچھ بھی کرے اسے کشمیریوں کو خود ارادیت اور اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کرنے کے حق سے محروم کرنے کا جائز سبب نہیں بنایا جا سکتا۔ اس کے علاوہ بھارت کے وزیر اعظم اس اندیشے کی جانب بھی اشارہ کر چکے ہیں کہ کشمیریوں نے اگر پاکستان کے حق میں رائے دی تو بھارت میں فرقہ وارانہ جذبات مشتعل ہو جائیں گے اور اس کی مسلم اکثریت کی سلامتی خطرے میں پڑ جائے گی۔ یہ دلیل بھی بہت کمزور ہے۔ کیا بھارت کی سیکولر نوعیت اتنی سطحی ہے کہ کشمیری عوام جیسے ہی اپنا حق خود ارادیت بروئے کار لائیں گے۔ یہ ایک ریت کے گھروندے کی طرح گر پڑے گی۔ کیا بھارت کی نام نہاد سیکولر جمہوریت میں مسلم اقلیت کے ساتھ منصفانہ سلوک کے لئے کشمیریوں کو یرغمال کے طور پر رکھا جائے گا؟

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بھارت نے کشمیریوں سے بار بار وعدہ کیا تھا کہ اپنے مستقبل کا فیصلہ وہ خود ایک آزادانہ اور غیر جانبدارانہ استصواب رائے کے ذریعہ کریں گے۔ کیا یہ وعدہ صرف اس صورت میں پورا ہونا تھا کہ بھارت کے حق میں فیصلہ یقینی ہو؟

(۱۵) بھارت نے بار بار یہ دعویٰ کیا ہے کہ کشمیر بڑی تیزی سے ترقی کر رہا ہے اور وہاں سیاسی تذبذب کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ حقیقت اس دعوے کے عین برعکس ہے۔ کشمیر پر آج کل انسانیت سوز اور وحشیانہ قوانین کے ذریعہ حکومت کی جا رہی ہے جن کے باعث ریاست کی تمام معاشرتی اور سیاسی زندگی مفلوج اور تمام ترقی مسدود ہو کر رہ گئی ہے۔ بھارتی جمہوریہ کے صدر کی منظوری کے بعد ریاست میں انسدادی نظر بندی کا غیر آئینی قانون نافذ کر دیا گیا ہے جس کے باعث تمام شہری آزادیاں ختم ہو گئی ہیں۔ اس قانون کے تحت کسی شخص کو مقدمہ چلائے بغیر نظر بند رکھا جا سکتا ہے۔ اس کی رو سے یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ کسی کو اس کی نظر بندی کا سبب بھی بتایا جائے۔ اس وحشیانہ قانون کو بڑی آزادی سے وقتاً فوقتاً استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے تحت باعزت شہریوں اور سیاسی کارکنوں کو نظر بند کر دیا گیا ہے اور اس کے لیئے یہ عذر پیش کیا گیا ہے کہ انھوں نے اسمبلی میں حزب مخالف کے ارکان کی تقریریں مشتہر کی ہیں یا انھوں نے الوان میں حزب اختلاف کی تائید کے لئے اپنے استحقاق کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مطابق عوام کی تنظیم کی تھی۔ ایوان کے جن ارکان نے حزبِ مخالف میں شریک ہونے کا ارادہ بھی ظاہر کیا۔ انھیں گرفتار کر لیا گیا۔ بعض حالات میں اسی وحشیانہ قانون کی مدد سے اسمبلی کے ارکان کو استعفےٰ پر مجبور کیا گیا اور ایسی مثالیں تو بہت سی موجود ہیں کہ ارکان کو کھلم کھلا یہ دھمکی دی گئی کہ انھوں نے حکمران پارٹی کی حمایت نہ کی تو انھیں فوجداری کے جھوٹے مقدموں میں ماخوذ کر لیا جائے گا۔

کشمیر کے جو معزز شہری حکمران پارٹی سے مکمل طور پر اتفاق نہیں کرتے انھیں غنڈے لوٹ لیتے ہیں، اُن کی توہین کرتے ہیں یا انھیں برسرِ عام زدوکوب کرتے ہیں ایسے غنڈوں کی تنظیم کے لیے بھارت کا روپیہ بے دریغ خرچ کیا جا رہا ہے۔ بھارت سے خطیر رقم سود پہ حاصل کر کے عوامی زندگی میں بد دیانتی کو فروغ دیا جا رہا ہے اور اس طرح عوام کا ضمیر خریدنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ لیکن یہ حقیقت بڑی اطمینان بخش ہے کہ ان تمام ناپاک ذرائع کے استعمال کے باوجود عوام کا دامن بے داغ ہے، انھوں نے ابھی تک ظالموں کی اطاعت قبول نہیں کی بلکہ ایک آواز ہو کر بھارت، پاکستان اور اقوامِ متحدہ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اپنا وعدہ پورا کریں اور انھیں آزادانہ طور پر اور جمہوری اصولوں کے مطابق اپنا حقِ خود ارادیت استعمال کرنے کا موقع دیں۔

بھارتی پریس قریب قریب کسی استثنا کے بغیر استصواب رائے کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تمام رجحانات کا مخالف ہے۔ کوئی اجارہ کشمیری عوام سے بھارت کا وعدہ پورا کرنے کی حمایت کرتا ہے یا کشمیر کے موجودہ نظم و نسق پر نکتہ چینی کرتا ہے تو اسے فوراً رشوت دے کر اس کا منہ بند کر دیا جاتا ہے، یا اسے ڈرایا دھمکایا اور ریاست میں اس کا داخلہ بند کر دیا جاتا ہے۔ غیر ملکی نامہ نگاروں کو کشمیر میں داخلے کی بڑی مشکل سے اجازت دی جاتی ہے اور کسی صحافی کو اگر وادی کشمیر میں جانے کا موقع مل بھی جائے تو اس کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے کہ وہ اصل حالات اور حقائق کا مشاہدہ نہ کر سکے۔ وادی کے گرد عملی طور پر ایک آہنی پردہ پڑا ہوا ہے۔ کشمیر کا کوئی شہری یہ جرأت نہیں کر سکتا کہ وہ کسی سیاح سے ملاقات کر کے اس سے اپنی داستانِ غم بیان کر سکے کیونکہ وہ خفیہ پولیس اور اس کی ایذا رسانیوں کے ڈر سے ہر وقت سہما رہتا ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ کوئی شخص ان حقائق کی تردید نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی غیر جانب دار ادارہ ان حالات کی تحقیقات کرے تو کشمیریوں کے غصہ کا روح فرسا آتش فشاں پھٹ پڑے گا۔ لیکن صحیح حالات صرف غیر جانب دار تحقیقات کے بعد منظر عام پر آسکتے ہیں۔ سری نگر اور جموں کے حالیہ بلدیاتی انتخابات نے کشمیر کی برسر اقتدار پارٹی کے ظالمانہ اور پُر فریب حربوں کا قطعی ثبوت مہیا کر دیا ہے۔ مسلمانوں کی تنظیموں اور ایسی سیاسی جماعتوں نے جن میں مسلمانوں کی غالب اکثریت ہے۔ ان انتخابات کا مکمل بائیکاٹ کیا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تاہم حزبِ مخالف کی بعض تنظیموں نے حکمران پارٹی کا مقابلہ کیا۔ ریاست کے اندر اور باہر کے ہندو پریس نے ان انتخابات کے متعلق حیرت انگیز حقائق کا انکشاف کیا ہے اور بتایا ہے کہ حکمران پارٹی نے کس طرح بددیانتی سے کام لیا ہے۔ فرضی ووٹ ڈلوائے اور طرح طرح کی بدعنوانیاں روا رکھیں۔ یہی قابلِ اعتراض ذرائع اختیار کر کے حکمران پارٹی نے سری نگر میونسپل کارپوریشن کی تمام نشستوں پر قبضہ کر لیا ہے اور جموں کارپوریشن میں اکثریت حاصل کر لی ہے۔

(۱۶) کشمیری عوام آج کل ناقابلِ بیان آلام و مصائب سے دوچار ہیں۔ ان حالات میں کوئی اقتصادی یا سیاسی ترقی ممکن نہیں ہے۔ کشمیر اس برِ صغیر کے سیاسی جسم کا رستا ہوا ناسور بن گیا ہے اور اس نے پاکستان اور بھارت کے تعلقات میں بے انتہا تلخی پیدا کر دی ہے۔ خطرہ تو یہ ہے کہ جنگ پر دونوں ملکوں کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں صف آرا ہیں اور یہ بارود کا ایک ایسا ذخیرہ ہے جو کسی وقت بھی پھٹ کر ایک تباہ کن جنگ کا پیش خیمہ بن سکتا ہے۔ اس کے سنگین نتائج کے تصور ہی سے روح کانپ اٹھتی ہے۔ اس جنگ کی صورت میں نہ صرف کشمیر صفحۂ ہستی سے نیست و نابود ہو جائے گا بلکہ اس کے نتائج اور بھی زیادہ تباہ کن ثابت ہو سکتے ہیں۔ کیا دنیا کا ضمیر اس قدر مُردہ ہو چکا ہے کہ وہ بروقت بیدار نہیں ہو گا؟

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اقوام متحدہ کا ایک رکن اگر اپنے بین الاقوامی عہد سے اتنی آسانی سے منحرف ہو جائے اور لاکھوں افراد کے انسانی حقوق کو اس بے پروائی سے پامال کرے تو مجھے اندیشہ ہے کہ اس سے حفاظتی کونسل کا اثر بالکل ختم ہو جائے گا اور عالمی امن خطرے میں پڑ جائے گا۔

(۱۷) میں کئی لاکھ کشمیریوں اور برصغیر کے کروڑوں افراد کے امن اور ترقی کے نام پر آپ سب سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ حفاظتی کونسل کے مواعید کی سختی سے حمایت کریں اور اس کے فیصلے کو عملی جامہ پہنائیں میں دنیا کے ان ملکوں سے جنھیں آزادی سے محبت ہے، جو اقوام متحدہ کے منشور پر دستخط کر چکے ہیں اور جنھوں نے منشور کا لفظی اور معنوی دونوں حیثیتوں سے احترام کرنے کا عہد کیا ہے۔ یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ بین الاقوامی اختلافات اور تنازعات سے بالا ہو کر چالیس لاکھ پامال کشمیریوں کے حق کی متفقہ طور پر اور ثابت قدمی سے حمایت کریں اور انھیں ایک آزاد اور غیر جانب دار فضا میں اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کرنے کا موقع دلائیں۔ یہی اپیل میں ان قوموں سے بھی کرتا ہوں جن کے نمائندوں نے عوام کا حق خود ارادیت تسلیم کرانے کے لیے اپنی جانیں تک قربان کر دی ہیں۔ کشمیری عوام کی روحانی اذیت اور امن کے لیے سنگین خطرے کا صرف اسی صورت میں خاتمہ ہو سکتا ہے۔

مخلص

شیخ محمد عبداللہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تیسرا ضمیمہ

پاکستان اور کشمیر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بانیٔ پاکستان قائدِ اعظم جناح نے ایک بار کہا
تھا "کشمیر ہماری گود میں ایک پکے پھل کی
طرح گر پڑے گا۔" کوئی شخص کبھی اس کا تصور
بھی نہیں کر سکتا تھا کہ کشمیر کا وجود پاکستان سے
باہر رہ کر بھی ممکن ہے۔ مذہبی اور ثقافتی رشتوں
کے علاوہ تمام اہم شاہراہوں، پہاڑی راستوں
اور دریاؤں کے رُخ نے بھی مغربی پاکستان
اور کشمیر کو ایک جغرافیائی وحدت بنا دیا ہے
یہ دونوں ایک ہی جسم کے حصے ہیں اور ان کی
زندگی اور موت ایک دوسرے پر منحصر ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پاکستان اور کشمیر

ریاست جموں و کشمیر کا مجموعی رقبہ چوراسی ہزار چار سو (۸۴۴۷۱) اکتر مربع میل ہے۔ اس کے شمال مشرق میں تبت، شمال میں چین، شمال مغرب سے پرے افغانستان اور اس سے قریب ہی سوویٹ روس اور مغرب اور جنوب میں مغربی پاکستان واقع ہے۔ اس کے جنوب مشرق کا ایک انتہائی تنگ اور پہاڑی سرا بھارت سے بھی متصل ہے۔

یہ ریاست تین حصوں پر مشتمل ہے:

(۱) صوبہ جموں (جو جغرافیائی اور نسلی اعتبار سے مغربی پاکستان کے میدانوں کا جزو لاینفک ہے)

(۲) وادیِ کشمیر (اس صوبے کے ضلع مظفر آباد کی سرحد مغربی پاکستان کے ضلع ایبٹ آباد سے ملتی ہے۔ جغرافیائی اور نسلی اعتبار سے بھی یہ دونوں بالکل یکساں ہیں)

(۳) سرحدی اضلاع (اس کے گلگت کے علاقے کے شمال مغرب اور مغرب میں چترال، دیر اور سوات کی پاکستانی ریاستیں ہیں)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۱۹۴۱ء کی مردم شماری کے مطابق جموں کشمیر کی مجموعی آبادی —
چالیس لاکھ ۲۳ ہزار ایک سو اسّی ہے جس میں سے اکتیس لاکھ دو ہزار
سات سو یعنی ۷۷ء۱۱ فی صد مسلمان ہیں۔ غیر مسلموں کی تعداد نو لاکھ بیس
ہزار چار سو اسّی ہے یعنی ان کا تناسب ایک چوتھائی سے بھی کم اور
صرف ۲۲ء۸۹ فی صد ہے۔ ان تینوں علاقوں میں مذہب کے اعتبار
سے آبادی کی تفصیل حسب ذیل ہے :

صوبہ جموں

مسلمان	غیر مسلم	مجموعی آبادی	مسلمان فی صد
۱۲۱۵۰۷۶	۷۶۶۴۰۹	۱۹۸۱۴۸۳	۶۱ء۳

وادیٔ کشمیر

مسلمان	غیر مسلم	مجموعی آبادی	مسلمان فی صد
۱۶۱۵۴۷۸	۱۱۲۲۷۰	۱۷۲۸۷۰۵	۹۳ء۴

سرحدی اضلاع

مسلمان	غیر مسلم	مجموعی آبادی	مسلمان فی صد
۲۷۰۰۹۳	۴۱۳۸۱	۳۱۱۴۰۰	۸۸ء۹

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۹۴۷ء میں جب برطانوی حکومت کی بجائے
بھارت اور پاکستان کی مملکتیں قائم ہوئیں تو ریاست کشمیر میں مجموعی حیثیت
سے بھی مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ پاکستان کا وجود اس برِ صغیر کے مسلم اکثریتی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

علاقوں کی خود ارادیت کا مرہونِ منت تھا۔ ریاست جموں وکشمیر پاکستان سے متصل تھی۔ پاکستان کی طرح اس میں بھی مسلمانوں کی غالب اکثریت تھی اور اس کے تین بڑے دریا جو کشمیر کی عمارتی لکڑی کی تجارت کا ذریعہ تھے پاکستان ہی سے گزرتے اور اس کے وسیع زیر کاشت رقبے کو سیراب کرتے تھے۔ نسل، ثقافت، اقدار، خوراک اور رسوم ورواج کے اعتبار سے کشمیر اور مغربی پاکستان کے باشندے ایک ہی وحدت اور کُل کے اجزا تھے۔ پہاڑی ملکوں میں نقل وحمل کے راستے عام طور پر دریاؤں کے کنارے کنارے بنائے جاتے ہیں۔ چنانچہ پاکستان میں کشمیر سے راولپنڈی تک جو سڑک جاتی ہے اور سال بھر کھلی رہتی ہے۔ وہ دریائے جہلم کا راستہ متعین کرتی ہے اور جموں سے سیالکوٹ کی سڑک سے چناب کا راستہ متعین ہوتا ہے۔ جموں کو وادیٔ کشمیر کے راستے سری نگر سے ملانے والی سڑک جو سنگ بستہ راستوں کے ذریعہ بھارت سے ملادی گئی ہے پیر پنجال کے سلسلہ کوہ پر سے گزرتی ہے اور دس ہزار فٹ بلند درہ بانہال سے ہوتی ہوئی جاتی ہے مگر یہ سڑک برف باری کی وجہ سے سال میں چار ماہ تک بند رہتی ہے۔

اس حقیقت سے قطع نظر کہ ریاست جموں وکشمیر پاکستانی فوج کے لیئے جوان بھرتی کرنے کا ایک اہم مرکز تھا اور پاکستان افرادی قوت کے ایک ماخذ سے دست بردار نہیں ہوسکتا تھا۔ یہ خطہ بھی پوری طرح سامنے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آگیا تھا کہ کشمیر پر بھارتی فوجوں نے قبضہ کر لیا تو پاکستان کے ایک اہم لیکن کمزور بازو، اس کی ریلوے لائنوں اور شاہراہوں کے لیئے خطرہ پیدا ہو جائے گا اور پاکستان کو ہر طرف سے نرغے میں لیا جا سکے گا۔ بھارتی مقبوضہ کشمیر کے وزیر اعظم شیخ محمد عبداللہ بھی اس جانب اشارہ کر چکے تھے اور فوجی افادیت کے اعتبار سے کشمیر کا محل وقوع اتنا اہم تھا کہ اگر یہ ریاست بھارت سے الحاق کر لیتی تو ان (شیخ محمد عبداللہ) کے خیال میں پاکستان پوری طرح گھر جاتا۔

ریاست جموں و کشمیر کی زرعی معیشت کا دارومدار اس کے پہاڑی ڈھلانوں کے وسیع جنگلات پر ہے۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء سے قبل ان جنگلوں کی عمارتی لکڑی دریاؤں کے راستے دور سے بڑی منڈیوں جہلم اور وزیر آباد میں بھیجی جاتی تھی۔ یہ دونوں مقامات پاکستان میں واقع ہیں۔ موسم سرما میں کشمیری مزدور مغربی پاکستان کے معتدل علاقوں میں آکر محنت مزدوری کرتے تھے۔ اس کے علاوہ کشمیر کے پھل جو اپنی عمدگی اور تازگی کے لیے دور دور تک مشہور ہیں۔ پاکستان ہی کے ایک شہر راولپنڈی میں بھیجے جاتے تھے کیونکہ راولپنڈی کشمیر سے بہت قریب ہے اور وہاں تک پہنچنے میں صرف چند گھنٹے صرف ہوتے ہیں۔ درآمدی تجارت کے لحاظ سے بھی پاکستان اور کشمیر کے اقتصادی رشتے اتنے ہی مضبوط تھے۔ کشمیریوں کی اکثر ضروریات مثلاً نمک، دالیں، غلہ، اون،

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور تیلوں کے بیج اسی علاقے سے مہیا کیئے جاتے تھے جو آج کل مغربی پاکستان سے موسوم ہے۔ اس کے لیے تقریباً تمام پٹرول اور پٹرولیم بھی پاکستان ہی کے اٹک کے تیل کے کارخانے سے بھیجا جاتا تھا

کراچی جو آج کل پاکستان کا دارالحکومت ہے کشمیر سے قریب ترین بندرگاہ ہے اور بیرونی ملکوں سے اس کی تمام تجارت کراچی ہی کے راستے ہوتی تھی۔

کشمیر کے دریاؤں (سندھ، جہلم اور چناب) پر پاکستان کی زندگی کا انحصار اب کئی گنا زیادہ ہو گیا ہے کیونکہ بھارت نے دھمکی دی ہے کہ وہ بھارت کے راستے گزرنے والے دو دریاؤں (راوی اور ستلج) کا پانی پاکستان پر بند کر دے گا۔ بھارت نے پاکستان کی یہ درخواست مسترد کر دی ہے کہ ان دریاؤں کے پانی پر فریقین کے حق کے بارے میں جب تک عالمی بنک اپنا فیصلہ نہ دے دے دونوں ملکوں کو اتنا ہی پانی ملتا رہنا چاہیئے جو انھیں تقسیم سے قبل ملتا تھا۔ بھارت کسی نہ کسی بہانے وقت حاصل کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ اپنے منصوبے مکمل کر کے پاکستان کو پانی سے محروم کر دے۔ حالانکہ اس کی زرعی اور معاشی بقا کے لیئے ان دریاؤں سے پانی کی بہم رسانی ضروری ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے تین دریاؤں پر جو پاکستان سے گزرتے ہیں بھارت کے قبضہ اور تصرف نے پاکستان کی مکمل تباہی کا انتہائی سنگین خطرہ پیدا کر دیا ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۱۹۴۷ء میں بھارت اور پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے
وقت تمام دلائل ـــــ یعنی سرحدوں کے اتصال، نسلی وحدت، مذہب
(اسی پر خود ارادیت اور برصغیر کی تقسیم کی بنیاد رکھی گئی ہے) مواصلات
کے قدرتی وسائل، دریاؤں کے مشترکہ نظام، اقتصادی زندگی
کے لیئے کشمیر اور مغربی پاکستان کے ایک دوسرے پر انحصار،
اور ان سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ کشمیری عوام کی خواہش،
ـــــ بشرطیکہ اس کے اظہار کا موقع بھی دے دیا جائے ـــــ سب کا
تقاضا یہی تھا کہ ریاست جموں و کشمیر کو صرف پاکستان سے الحاق
کرنا چاہیئے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کچھ اس کتاب کے بارے میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"محبوس کشمیر" میں تنازعہ کشمیر پر بڑی عمدگی اور ذکاوت کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔ اس میں بھارت سے الحاق کے متعلق مہاراجہ کے فیصلے سے اس وقت تک کے تمام مستند واقعات پیش کیے گئے ہیں۔ اس کی بنیاد سرکاری ریکارڈ پر ہے مگر اس میں صرف حقائق کو پیش نہیں کیا گیا بلکہ ہمارے موقف کی بہت موثر انداز میں وضاحت کی گئی ہے۔

کشمیر سے متعلق موجودہ مطبوعات میں یہ ایک بیش قیمت اضافہ ہے۔ اس قابل قدر تصنیف اور کشمیریوں کی بہت بڑی خدمت پر میں مسٹر عزیز بیگ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

حسین شہید سہروردی

مسٹر عزیز بیگ کی کتاب "محبوس کشمیر" کشمیر سے متعلق مطبوعات میں ایک بیش قیمت اضافہ ہے۔ کتاب کا اسلوب بڑا لطیف اور دل نشین ہے۔ اور اس میں کشمیر کی جدوجہد آزادی کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ انداز بیان کی گہرائی اور گیرائی سے اس المناک ڈرامے کے مناظر ہماری آنکھوں کے سامنے پھر جاتے ہیں جو بھارتی قبضہ گیر کشمیر میں کھیل رہے ہیں۔

چودھری محمد علی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مسٹر عزیز بیگ کی کتاب "محبوس کشمیر" پڑھ کر مجھے بڑی مسرت ہوئی ہے۔
میری رائے میں اُنھوں نے اپنے ہم وطنوں کے قومی مؤقف کو اس قدر
مدلل طور پر دستاویزی شہادتوں کے ساتھ اور مؤثر انداز میں پیش کر کے ایک
بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔ مسٹر عزیز بیگ نے ہمارے اور تمام
دُنیا کے روبرو تمام مسائل کو بڑی وضاحت، یقین اور بصیرت کے ساتھ
بیان کر کے ہماری جدوجہد میں ناقابل فراموش اعانت کی ہے۔ میں انھیں
ہمیشہ انتہائی قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتا رہا ہوں۔ ان کے جوہر ذاتی
اور حبِ وطن کے متعلق میری رائے ہمیشہ بہت بلند رہی ہے اور ان کے
تازہ ترین کارنامے نے اس کو مزید تقویت پہنچا دی ہے۔

میاں محمد ممتاز دولتانہ

"محبوس کشمیر" تازہ کشمیر سے متعلق موجودہ مطبوعات میں ایک بیش قیمت
اضافہ ہے۔ مسٹر عزیز بیگ نے بدقسمت کشمیر اور پاکستان کے عوام کی بہت بڑی
خدمت کی ہے، اور وہ نہ صرف مبارکباد بلکہ ہمارے امتنان و تشکر کے بھی
مستحق ہیں۔ مسٹر عزیز بیگ ایک ممتاز ادیب ہیں۔ اُنھوں نے اپنے موضوع پر
بڑی مہارت اور جامعیت کے ساتھ بحث کی ہے اور پاکستان کے نقطۂ نظر
کی بڑی عمدگی سے اور مؤثر طور پر وکالت کی ہے۔ ان کا اسلوب واضح و
دلکش اور اندازِ بیان حسین و اثر انگیز ہے۔ اس میں وافر، مستند اور حقائق پر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بنی آدم کو ہمارے گے ہیں۔ یہ محبوبِ کشمیر کی جلد ایسی خصوصیات ہیں
جن کی بنا پر کشمیر کے موضوع سے دلچسپی رکھنے والا ہر شخص اسے عزیز
رکھے گا۔

عطاء الرحمان خاں

مسٹر عزیز بیگ نے کشمیر کا معاملہ اس عمدگی سے پیش کیا ہے کہ مسئلہ
کشمیر کے بہت سے بنیادی نکات اور اس کے مختلف پہلوؤں پر نئی روشنی
پڑتی ہے۔ اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن اس بلند پایہ تصنیف
نے اس میں ایک فاضلانہ اضافہ کیا ہے۔ اس سحر آفریں کتاب پر مسٹر عزیز بیگ
کو مبارکباد دینے کے علاوہ میں اُن کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے
بنی نوع انسان کے ضمیر کے سامنے کشمیر کے مقدمہ کی وکالت کے سلسلہ میں
اس قدر تندہی سے کام لیا ہے۔

سردار محمد ابراہیم خاں

مسٹر عزیز بیگ کی تصنیف "محبوبِ کشمیر" اس موضوع پر نہ صرف
اپنے طرز کی پہلی تصنیف ہے بلکہ کشمیر کے متعلق پاکستان اور بھارت کے
تنازعہ کے بارے میں یہ بہترین دستاویزی کتاب ہے۔ ہر پاکستانی کو جو کاروبار
یا تفریح کے لئے کسی بیرونی ملک میں جائے، ہر طالب علم کو جسے اعلیٰ تعلیم
کے لئے کسی دوسرے ملک میں قیام کرنا ہو اور ہر سرکاری یا غیر سرکاری وفد
کے رکن کو اس کتاب کی ایک جلد ضرور اپنے ساتھ رکھنی چاہیئے۔ میں مسٹر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

عزیز بیگ کو ان کی عظیم ادبی تخلیق پر مبارک باد دیتا اور پاکستان، جمہوریت اور کشمیری عوام کی اس بہت بڑی خدمت پر ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

یوسف ہارون۔ ایم۔ پی

"محبوس کشمیر" اس موضوع پر یقیناً بہترین کتاب ہے۔ جن لوگوں کو کشمیر کے معاملے سے دلچسپی ہے۔ ان کے لئے میرے خیال میں یہ کتاب ناگزیر ہے۔ اسے لکھ کر آپ نے پاکستان اور کشمیر کے بدقسمت عوام کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔

جہاں زیب خاں۔ والی سوات

..... کشمیر کے متعلق یہ ایک انتہائی مفید کتاب ہے ....

میجر جنرل اسکندر مرزا۔ صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان

میں نے آپ کی کتاب کا سرسری مطالعہ کیا ہے اور میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔

سردار عبدالرب نشتر

جو لوگ اقوام متحدہ میں کشمیر کا معاملہ پیش کرنے جاتے ہیں ان کے لئے میری رائے میں اس کتاب کا مطالعہ لازمی قرار دیا جانا چاہیئے۔ مجھے امید ہے کہ پاکستان میں اس کا بغور مطالعہ کیا جائے گا اور بیرونی ملکوں میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کثیر تعداد میں تقسیم کی جائے گی۔ محمد یوسف خٹک - رکن ایشیائی تعزیتی پاکستان

"میں نے آپ کی کتاب کا مطالعہ کیا ہے اور یہ لکھتے ہوئے مسرت محسوس کرتا ہوں کہ میرے خیال میں پاکستان کے نقطۂ نظر سے کشمیر کے متعلق یہ بہترین کتاب ہے۔" سید عابد حسین

"مسٹر عزیز بیگ ایک فراواں نویس مصنف ہیں اور یہ کتاب اس جذبہ اور یقین سے متاثر ہو کر لکھی گئی ہے کہ آزاد کشمیر کا موقف بالکل صحیح ہے اور کشمیر کی حسین، المناک اور اہم ریاست میں استصواب رائے کے متعلق پاکستان کا دعویٰ پوری طرح انصاف پر مبنی ہے۔ یہ ایک ایسا دعویٰ ہے جس کی بہت سے ملکوں نے حمایت کی ہے اور جس سے انکار ناممکن ہے"
اکنامک ڈائجسٹ - لندن

"فاضل مصنف نے بھارت اور پنڈت نہرو کے دلائل باطلہ کا تجزیہ کر کے ان کا تار و پود بکھیرا ہے۔ عزیز بیگ صاحب اس قومی خدمت کے لئے داد کے مستحق ہیں۔" روزنامہ "نوائے وقت"، لاہور

"مشہور پاکستانی اخبار نویس عزیز بیگ صاحب قوم کے شکریہ کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مستحق ہیں کہ آپ نے مسئلہ کشمیر پر یہ جامع کتاب لکھ کر دراصل بھارت کے ہٹ دھرموں کے لئے ایک آئینہ تیار کیا ہے جس میں خود ان کو اپنا عکس مکمل خدوخال کے ساتھ نظر آسکتا ہے۔ کشمیر کے متعلق تاریخی دستاویزوں سے کام لے کر عزیز بیگ صاحب نے ایک جلد میں کشمیر کے متعلق اتنا مواد فراہم کر دیا ہے کہ صرف یہی ایک کتاب کشمیر پر بھارت کے دعوے کو باطل ثابت کرنے کے علاوہ منطقی دلائل کی روشنی میں پاکستان کے مؤقف کی صداقت اس طرح اُجاگر کرتی ہے، کہ ان صداقتوں سے انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ مصنف کی شگفتہ نگاری نے اس کتاب کو کشمیر کے متعلق جتنا لٹریچر پیش ہوا ہے۔ اس میں ایک امتیازی درجہ دے دیا ہے۔"

روزنامہ "جنگ" ۔ کراچی

"مشہور صحافی اور ادیب جناب عزیز بیگ نے یہ کتاب بڑی محنت سے مرتب کی ہے۔ اس میں ریاست جموں وکشمیر کے تمام تاریخی و سیاسی پہلو اور ان کے منطقی نتائج اس خوبی کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں کہ ہر انصاف پسند پاکستانی مؤقف کی صداقت اور نہرو کی ہٹ دھرمی کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

روزنامہ انجام کراچی

"محبوس کشمیر" میں پاکستان کے نقطۂ نظر سے کشمیر کے تنازعہ پر جامع اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خیال افروز تبصرہ کیا گیا ہے۔ یہ تو ہم سب کو معلوم ہے کہ کشمیر کا مسئلہ کس طرح اُبھرا ہے مگر اس کتاب کے مصنف نے اس کے تمام پہلوؤں کو یکجا کر کے ایک مربوط داستان کی شکل دے دی ہے جو نہ صرف صداقت اور استدلال پر مبنی ہے بلکہ اس طرح اس تنازعہ کی سیاسی اہمیت بھی اُجاگر ہوتی ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر عزیز بیگ اپنے مشن میں کامیاب رہے ہیں۔"

امروز۔ لاہور

"اپنی سادہ، شگفتہ اور مؤثر طرز تحریر کے باعث یہ کتاب ایک آئینہ ہے جس میں ہم بھارتی سامراج کے صحیح خدّ و خال دیکھ سکتے ہیں ہم مصنف کو ہر اس پاکستانی کے شکریہ کا مستحق سمجھتے ہیں جو کشمیر کے مسلمانوں کی آزادی اور بقا کے مسئلہ کو اپنی آزادی اور بقا کا مسئلہ سمجھتا ہے۔"

کوہستان۔ راولپنڈی

"مسٹر عزیز بیگ کی کتاب "محبوس کشمیر" کے مطالعہ کے بعد یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس وقت تک اس تنازعہ پر اس سے بہتر کتاب نہیں لکھی گئی۔ ایک مصنف کی حیثیت سے مسٹر عزیز بیگ کے اسلوب میں بڑی توانائی ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ وہ ان معدودے چند مصنفوں میں شامل ہیں جنھوں نے نہ صرف فکر و شعور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کے میدان میں جد وجہد کی ہے بلکہ وہ قائدِ اعظم کے ان ممتاز رفقاء میں بھی شمار کئے جاتے ہیں جو تحریک پاکستان کی صفِ اوّل میں رہے ہیں۔ اپنی کتاب میں مسٹر عزیز بیگ نے اپنے منفرد اور سحر آفریں اسلوب میں چالیس لاکھ کشمیریوں کی داستان اس عمدگی سے پیش کی ہے کہ اس المیہ کا ہر پہلو ہماری آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ ہماری رائے میں مغربی ملکوں میں اس کتاب کا مطالعہ بہت مفید ثابت ہوگا۔ کیونکہ اس میں تنازعہ کشمیر کے تمام تاریخی واقعات بے کم وکاست بیان کر دئے گئے ہیں۔ ہم مسٹر عزیز بیگ کو ان کی بلند پایہ تصنیف پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔"

روزنامہ ملّت (گجراتی) کراچی

"مسٹر عزیز بیگ کی تصنیف میں تنازعہ کشمیر پر بڑی عمدگی سے سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اس کی اشاعت بہت بروقت اور خیر مقدم کی مستحق ہے۔ ..... اس کتاب میں پاکستان کے مؤقف کو بڑے مؤثر انداز میں پیش کیا گیا ہے اور اس کا مطالعہ یقیناً بہت مفید ثابت ہوگا۔"

ٹائمز آف کراچی۔

کشمیر کا مسئلہ جب سے اقوامِ متحدہ میں پیش کیا گیا ہے۔ اس پر دفتر کے دفتر لکھے جا چکے ہیں مگر ایسی مطبوعات بہت کم ہیں جن میں پورے مسئلہ کو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس کے صحیح پس منظر میں کامیابی کے ساتھ پیش کیا گیا ہو۔ "محبوس کشمیر" میں کشمیری عوام کے موقف کو بڑے پُر زور انداز سے پیش کیا گیا ہے۔"
پاکستان ٹائمز۔ کراچی

"۔۔۔۔ مسٹر عزیز بیگ نے اس مختصر کتاب میں مقدمۂ کشمیر کو اتنی سادگی، صفائی اور سنجیدگی کے ساتھ اور اس قدر مؤثر ڈھنگ سے پیش کیا ہے کہ اسے پڑھ کر کوئی غلط فہمی نہیں رہتی۔ یہ کتاب بلاشبہہ اس قابل ہے کہ اقوامِ متحدہ کے تمام مندوبین اور ان تمام سفارتی حلقوں کے ذمہ دار اشخاص کے پاس پہنچے جو اب تک "پاکستان کے جارحانہ اقدام" کے متعلق بھارتی پروپیگنڈے سے ذرا بھی متاثر نظر آتے ہوں۔
انقلاب۔ کراچی

مسٹر عزیز بیگ ایک ممتاز مصنف کی حیثیت سے پہلے ہی مشہور ہیں مگر "محبوس کشمیر" یقیناً ان کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ مسئلہ کشمیر پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے مگر "محبوس کشمیر" کے متعلق بلاشبہہ کہا جاتا ہے کہ یہ ایک نئی چیز ہے۔ اس کی زبان بہت مؤثر اور سادہ ہے۔ اس میں جو دلائل اور تصورات پیش کئے گئے ہیں، اس میں موضوع پر جس طرح بحث کی گئی ہے اور مصنف نے اس بھول بھلیاں سے نکلنے کا جو راستہ پیش کیا ہے۔ ان سب کی بنا پر پاکستانی اور غیر ملکی قارئین

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس کتاب کو بڑی قدر کی نگاہوں سے دیکھیں گے۔" روزنامہ اتفاق (بنگالی) ڈھاکہ

"اس کتاب میں جگہ جگہ دستاویزات کا حوالہ ملتا ہے اور اس کے ابتدائی پانچ ابواب میں بڑے ٹھنڈے دل سے بحث کی گئی ہے جسے پڑھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی غیر جانب دار اور بے لاگ مؤرخ حقائق کی چھان بین میں مصروف ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب بہت زیادہ مستند بن گئی ہے۔ . . . . اتفاق سے یہ کتاب بھارت اور پاکستان کے گزشتہ چند برسوں کے تعلقات کی تاریخ کا کام بھی دیتی ہے۔ کیونکہ کشمیر ہی ان دونوں ملکوں کے تعلقات کا مقیاس ہے۔ اس کتاب کی ترتیب اور طباعت میں بڑے سلیقے کا ثبوت دیا گیا ہے۔ ہر باب کے ساتھ اس کا ایک سطری لبِ لباب بھی دے دیا گیا، جس کا مطالعہ انتہائی دلچسپ ہے اور یہ کام بھی بڑی خوش اسلوبی سے کیا گیا ہے۔" ریڈیو پاکستان۔ کراچی

"مسٹر عزیز بیگ کی تصنیف "مجموعہ کشمیر" خوش مذاقی کا حسین مرقع ہے۔ اس کی طباعت بہت اچھی، جلد عمدہ اور گرد پوش بڑا دیدہ زیب ہے۔ ان خوبیوں میں یہ دیکھ کر چار چاند لگ جاتے ہیں کہ یہ کتاب انتہائی کم وقت میں لکھی اور شائع کی گئی ہے۔

مسٹر عزیز بیگ نے اپنی کتاب کی بنیاد مستند و سرکاری دستاویزات پر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رکھی ہے مگر اس میں حقائق کو یکجا نہیں کیا گیا بلکہ اس میں جذبات کے لئے بھی اپیل موجود ہے۔ اس اعتبار سے یہ کشمیر کے متعلق عام دستاویزی کتابوں سے مختلف ہے اور اس کی یہ ندرت بڑی خوشگوار ہے مصنف نے تنازعۂ کشمیر کے واقعات اس وقت سے بیان کئے ہیں جب بُرد دل مہاراجہ نے بھارت سے الحاق کیا تھا۔ مصنف کی کامیابی کا راز کتاب کی اس خوبی میں مضمر ہے کہ انھوں نے ایسے حقائق کے حوالے سے جن کو پنڈت نہرو وقتاً فوقتاً تسلیم کرتے رہے ہیں، بھارت کی ہٹ دھرمی اور بد دیانتی کا بڑے مؤثر اور دل نشین انداز میں ثبوت مہیا کیا ہے۔

کتاب کی زبان بڑی دلکش ہے۔ بعض مقامات پر اس میں خطابت کا ایک اعلیٰ معیار نظر آتا ہے اور اس میں کافی شدت، توانائی اور زور پیدا ہو جاتا ہے جو لوگ کشمیر کے مسئلہ کو دل اور دماغ دونوں سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے اس کتاب کا مطالعہ بہت مفید ثابت ہوگا۔"

ریڈیو پاکستان۔ لاہور

محمد اقبال عباسی خوش نویس لاہور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri